

ڈاڑھی کا ذوق و شوق پیدا کرنے والی پرائیویٹ کتاب

مسنون

www.freepdfpost.blogspot.com

ڈاڑھی ڈاڑھی کا ذوق

ہر مسلمان
کے دل
کی پُکار

ڈاڑھی منڈانا 24 گھنٹے کا گناہ

مسنون زندگی گزار ہیئے اور عاشق رسول ﷺ بنیے

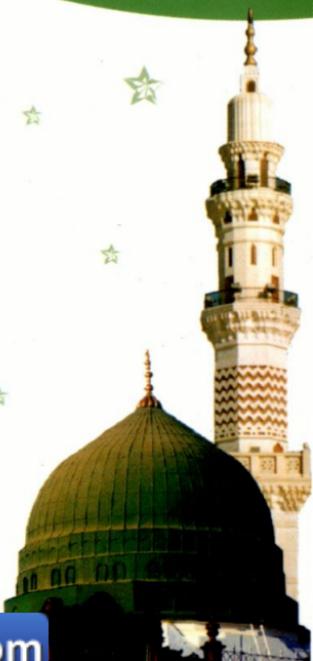
ڈاڑھی منڈانا حضور اکرم ﷺ کا دل و مکھانا ہے

ڈاڑھی کے متعلق جیسا کل اور شکو و شبہات کا ازالہ

دور حاضر میں ڈاڑھی رکھنے پر 100 شہیدوں کے برابر ثواب

مسنون ڈاڑھی کے دینی و دنیاوی حیرت انگیز فوائد و برکات

مفتقرہ
تفسیر قرآن حضرت مولانا
محمد اسلام شیخوپوری
دامت برکاتہم



www.besturdubooks.wordpress.com

ادارہ تائیفات اشرفیہ

پوک فوارہ ملتان 0322-6180738

ہر مسلمان کے دل کی پکار

مسنون

ڈاڑھی

درود کھوںگا

<p>مقدمة</p> <p>حضرت مولانا محمد احمد شخو پوری مدظلہ</p>
<p>حکیم الامم تجید والملک حضرت تھانوی رحمہ اللہ</p>
<p>شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ</p>
<p>حضرت مولانا عاشق الہی صاحب بیٹھی رحمہ اللہ</p>
<p>نقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ</p>
<p>شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ</p>
<p>عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر مظلہ العالی</p>
<p>و دیگر اکابر ائمہ</p>
<p>جمع و ترتیب</p> <p>محمد اسحق ملستانی</p> <p>مدیر مہمانہ "عاصی اسلام" تران</p>

ادارہ تکالیف ائمہ آشر فیضیہ

پوک فوارہ نکت ان 0322-6180738

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ ادارہ تالیفات اشرفیہ نہ سے باقاعدہ
تحریری اجازت لئے بغیر کہیں بھی شائع نہ کیا جائے اگر اس قسم کی کوئی
بھی صورت حال ہوئی تو ادارہ کو قانونی کارروائی کا حق حاصل ہوگا

دعا طلبی ضرور کیوں لا

تاریخ اشاعت..... ۱۳۳۲ھ
ناشر..... ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
طباعت..... سلامت اقبال پس ملتان

قارئین سے گذارش

ادارہ کی جتنی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروفیگ معیاری ہو۔
المحمد اللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔
پھر یہی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے ہمیانی مطلع فرمائ کر منون فرمائیں
تاکہ آنکہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور دارالاشاعت اردو بازار کراچی
کتبہ سیداحمد شعیب اردو بازار لاہور ادارہ الائورو سعیداون کراچی
کتبہ رحمانی اردو بازار لاہور مکتبہ دارالخلاف قصر خونی بازار پشاور

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K 119-121-HALLIWELL ROAD
(ISLAMIC BOOKS CENTERE BOLTON BL1 3NE. (U.K))



عرض ناشر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لانبي بعده
اما بعد! ہر قوم اپنی مخصوص اشیاء خود دوں، لباس، زبان، مزاج اور علاقائی رسم و رواج سے
پہچانی جاتی ہے۔ جو قوم اور ملک اپنی مخصوص علامات کو چھوڑ دیتے ہیں ہے وہ بہت جلد اقوام میں مخدوب
ہو کر اپنا ذاتی شخص کو ٹوٹ دیتے ہیں ہے۔

اسلام کا مزاج اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام اقوام عالم سے بالاتر ہے اور وہ لوگ جو اللہ
کے سرکش اور دشمن ہوں ان سے ہر لحاظ سے متاز رہے۔ سبی راز حدیث مبارکہ من تشبہ بقوم
 فهو منهم (کہ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہے) میں ہے۔

اسلام کی خصوصیات اور شعائر میں سے بہت سی چیزیں ہیں جن کی بنیاد پر اسلام اپنے علیحدہ
شخص کو برقرار رکھتا ہے۔ الل اسلام کے زیر لکھ میں علاقوں میں بیخ وقت بآواز بلندہ اذان دی جاتی ہے جو
اللہ کی وحدائیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا بیانگ و اعلان ہے۔ یہ اذان اسلامی
شخص کی علامت ہے۔ مسلمان آبادی میں تعمیر شدہ مساجد اور ان کے بلندو بالا ہیئت ہو دیکھنے والے کو
باتتے ہیں کہ یہاں ال اسلام رہتے ہیں۔ ہر سال دنیا بھر سے خوش نصیب ال اسلام فریضہ حج کی
ادائیگی کیلئے مکرر مردمیں حج ہوتے ہیں اور دروازہ سال لاکھوں افراد گروہ کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔
یہ حج و عمرہ بھی اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ یہ وہ شعائر ہیں جن کا تعلق ال اسلام کی اجتماعی زندگی سے
ہے۔ لیکن اسلام کی وہ خصوصیات و امتیازات جن کا تعلق ہر مسلمان کی ذات سے ہے ان میں سے ایک
واژہ بھی ہے۔ جو اپنی مسنونہ بیعت میں ہوتا سے اقوام عالم میں متاز کرتی ہے اور یہیوں افراد میں بھی
مسلمان اپنی اس اسلامی شکل و صورت کی وجہ سے متاز اور معروف دکھائی دیتا ہے۔

اج کے اس دینی اتحاد طبق کے دور میں ایک الیہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمان جمیعی حیثیت سے
اسلام کے اس اہم عمل میں غفلت کا فکار ہیں اور مغربی اثرات کی وجہ سے طرح طرح کے ٹکوک
و شہبادات میں جلتا ہیں۔ ان حالات میں واڑی کی شرعی ضرورت و فضیلت اور اس کے دینی و دنیاوی
فوائد و برکات کو ہر شخص تک پہنچانا وقت کی ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کے تحت ذرینظر کتاب میں
واڑی سے متعلق مفید مفہومات کو سمجھا کیا گیا ہے تا کہ ہر عمر کے مسلمان ذوق و شوق سے واڑی جیسے

مبارک اور ضروری عمل سے غافل نہ رہیں اور ایک بے لذت گناہ کی وجہ سے زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ تعالیٰ کے نافرمان و سرکش لوگوں کی ہیئت و صورت اپنا کر گناہ گارہ کریں۔
کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کے مضماین دلائل کے حوالہ سے مستند ہوں اور جمع و ترتیب کا اندازہ بھی دلچسپ ہو اور موضوع سے متعلق اہم امور و مسائل یکجا ہو جائیں۔ ہماری یہ کوشش کس حد تک کامیاب رہی اس بارہ میں ہم محترم قارئین کی آراء کے منتظر ہیں گے تاکہ خدمت دین کا یہ سلسلہ بہتر سے بہتر انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

یاد رہے کہ یہ کتاب مختلف بیسیوں کتب کے استفادہ کے بعد مرتب کی گئی ہے اس لئے اگر کہیں مضماین میں تکرار ہو یا کسی جگہ ترتیبی لحاظ سے کوئی سقم ہو تو ایسے تمام امور سے متعلق میکنی معدورت قبول فرمائیں۔

یاد رہے کہ یہ کتاب داڑھی سے متعلق تمام شرعی احکام پر مشتمل فتاویٰ کی جلدیں بلکہ اس میں داڑھی کی اہمیت اور اس کے متعلق ضروری احکام و آداب اور ذہنوں میں پائے جانے والے سوالات کی جملک دکھائی گئی ہے۔ اس لئے اس میں درج مسائل پر ہی اکتفا نہ کیا جائے بلکہ مزید معلومات اور مسائل کیلئے قریبی اہل علم اور دارالافتاء سے رجوع کر کے رہنمائی لی جائے۔

دوران ترتیب اس بات کا بھی حتی الامکان لحاظ رکھا گیا ہے کہ کوئی بات بغیر حوالہ کے نہ ہو اگر کہیں حوالہ نہ ہو تو یہ خیال ذہن میں تختہ خضر رکھئے کہ کتاب ہذا کا آخذ مستند کتب ہیں ہیں۔

نیساپی ہو گئی اگر میں اپنے مہریان مفسر قرآن اور معروف کالم گار (ہفت روزہ ضرب مومن) حضرت مولانا محمد اسلم شنخوپوری صاحب مظلوم کا مشکر یہ ادا نہ کروں جنہوں نے حسب سابق فیاضی کا معاملہ کرتے ہوئے اپنے ایک مفید مضمون کو کتاب ہذا میں بطور مقدمہ کے شامل کرنے کی نظر فوجاٹ دی بلکہ اپنی مستحب دعاوں سے بھی نوازا۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف اور دیگر معاوین کی جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازیں اور اس جدید کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں اور ہر مسلمان کو تو فیض بخش کرو اپنی شکل و صورت اور تمام معاملات میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسن کی روشنی میں چلے اور دین و دنیا کی کامیابیوں سے ہمکنار ہو۔

وماذلک على الله بعزیز

والسلام

محمد الحنفی غفرلہ

ربيع الثانی ۱۴۳۲ھ بہ طابق مارچ ۲۰۱۱ء

مُقْتَدِّمَةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عاشق وہ بھی تھے عاشق ہم بھی ہیں

ہفت روزہ ضرب مومن کے معروف کالم نگار جناب مولانا

محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ اپنے ایک کالم میں تحریر فرماتے ہیں

کیا صرف جلوے اور جلوں، چہاغاں اور شیرینی، نعمتوں اور تقریروں، جھنڈوں اور بیزروں،
اوپے بلوں اور نعروں سے تاریخ انسانی کے اس عظیم ترین انسان کی یاد کا حق ادا ہو گیا جس کی
زندگی کا ہر پہلو بے مثال تھا؟ بچپن اور جوانی، تجارت اور سیاست، حاکیت اور حکومیت،
خطابات اور تعلیم و تربیت، سیرت اور صورت غرضیکہ ہر پہلو ہی بے نظیر تھا۔ سیرت طیبہ کا
مطالعہ کرنے والا انسان فیصلہ نہیں کر پاتا کہ آپ کوون سے پہلو کے اعتبار سے بے مثال کہوں؟
محصوم بچپن بے داغ جوانی، خوش مزاج شوہر دیانت دار تاج، سادگی پسند
فرمازو، جرأت مند سپہ سالار رحمدیل قاتع، انسانی نفیيات پر نظر رکھنے والا خطیب، درد
مند مصلح، شب بیدار عابد وزاہد دونوں ہاتھوں سے دوست پر لٹانے والا غنی، بیواؤں کا
غمخوار، تیبیوں کا تکہبان، کمزوروں کا ساتھی اور مظلوموں کا سرپرست، یہ سارے عنوان
آپ کی سیرت کے مختلف پہلو ہیں۔ آپ کے اصحاب نے یہ سارے پہلو تمام تر
جزئیات کے ساتھ آنے والوں کیلئے اس طرح محفوظ رکھے ہیں کہ ان کے حافظے پر بھی
رشک آتا ہے اور ان کے بے پناہ عاشق و محبت پر بھی۔

عاشق وہ بھی تھے عاشق ہم بھی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ان کا عاشق ان کے عمل سے
ظاہر ہوتا تھا۔ ہمارا عاشق باتوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ انہیں بتانا بڑتا تھا وہ عاشق ہیں۔
ہمیں بتانا پڑتا ہے کہ ایں جناب بھی عاشق رسول ہیں۔ بتائے بنا کسی کو پوچھہ ہی نہیں چلتا

ہم بھی اپنے نہاں خانہ قلب میں یہ مقدس چنگاری رکھتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اہتمام عبادت، معاملات کی درستی، مساجد کی ظاہری اور باطنی تعمیر سے دچپی جذبہ جہاؤ بآہی محبت، شوق شہادت، حسن معاشرت، گناہوں سے اجتناب، اکل حرام سے پرہیز اور ہر ہر شبے میں اتباع سنت ان کے عشق کی صداقت پر مہر تصدیق شبت کرتی تھی۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں پانچ باتیں سارے صحابہ اور تابعین میں مشترک طور پر پائی جاتی تھیں۔ جماعت کا التراجم سنت کی اتباع، مساجد کی تعمیر، قرآن کی تلاوت اور جہاد فی سبیل اللہ جذبہ، جہاد اور شوق شہادت کا یہ عالم تھا مرد تو مرد، عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہ رہتی تھیں۔ ایک موقع پر حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہہ کر جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی کہ میں مریضوں کی تیارواری کروں گی۔ شاید مجھے درجہ شہادت حاصل ہو جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہر ہی میں رہو۔ اللہ تھیں وہیں وہیں شہادت دے گا۔ یہ مجرمانہ پیش گوئی کیونکر غلط ہو سکتی تھی؟ ان کے اپنے ہی غلام اور لوٹدی نے بے وفا کی کرتے ہوئے انہیں شہید کر دیا۔

میزبان رسول حضرت ابوالیوب الانصاری رضی اللہ عنہ یوں تو سارے غزوہات میں شریک رہے، مگر ان کی زندگی کا یادگار سفر و تھا جب انہوں نے اسی (۸۰) سال کی عمر میں قطنطینیہ کے جہاد میں حصہ لیا۔ تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ یہاں ہو گئے امیر لشکر جب عیادت کیلئے حاضر ہوئے تو پوچھا کوئی ضرورت ہوا تو فرماد تھے۔ حضرت ابوالیوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کو میری طرف سے سلام کہو اور ان سے کہو ابوالیوب تم کو وصیت کرتے ہیں کہ تم دشمن کے آخری حد تک چلے جاؤ اور مجھے بھی ساتھ لے چلو اور قطنطینیہ کے فصیل کے پاس مجھے دفن کر دو۔ یہ وصیت کرنے کے بعد آپ مالک حق تھے جا ملے۔ مسلمانوں نے ان کی لغش وصیت کے مطابق فصیل شہر کے پاس دفن کر دی۔

ایک قسم کے عاشق وہ تھے جن کا بڑھا پا بھی وقف جہا و تھا ایک قسم کے عاشق ہم ہیں جن کی جوانیاں راگ اور کوڑا کر کٹ میں گزر جاتی ہیں۔ ایک وہ تھے جن کے لاشے بھی دشمن کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے۔ ایک ہم ہیں جن کا وجود زمین پر چلتے

پھرتے لاشوں کی مانند ہے۔ دشمن ہماری بیٹیاں اچک لے جاتے ہیں مگر ہمیں دم مارنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ ہمارے بیٹوں کو ہماری ہی زمین پر دن دیہڑا کے بے دردی سے قتل کر دیا جاتا ہے مگر ہم قصاص تک کامطالہ نہیں کر سکتے۔

ایک وہ تھے جن کی محبت اور نفرت کا معیار اللہ کی رضا اور ناراضی تھا۔ ایک ہم ہیں جن کی محبت کا معیار دھن و دولت، عہدہ، منصب، فرقہ، قبیلہ، رنگ اور زبان ہے۔ ایک وہ تھے جن کے گھروں سے شب کے سانے میں گریہ و بکاء اور ذکر و عبادت کی آواز آتی تھی۔ ایک ہم ہیں جن کے گھروں کے ساتھ مسیقی کی منحوں آوازوں سے گونجتے رہتے ہیں۔ ایک وہ تھے جو بہن اور بیٹی کی ناموں کی حفاظت کی خاطر جان تک قربان کر دیتے تھے۔ ایک ہم ہیں جو بہنوں اور بیٹیوں کی ردائے عصمت تاریخ کرنے کیلئے خود بے تاب رہتے ہیں ایک وہ تھے جن کے پیٹ میں غلطی سے چند مشتبہ لئے چلتے جاتے تو قہ کئے بغیر انہیں سکون نہ آتا تھا۔ ایک ہم ہیں جن کا لباس جن کی غذا جن کی گاڑی جن کا بغلہ کروڑ سیر پائے اور شان و شوکت سب رزق حرام کے کر شے ہیں۔

ایک وہ تھے جو اتباع سنت کے ذریعے ہر دن اور ہر رات جشن میلا دیتا تھے ہیں۔ ایک ہم ہیں جو سال بھر ایک بار چند طاہری رسمیں ادا کر کے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ تھے جن کے دل عشق رسالت مآب سے چمکتے اور مہکتے تھے۔ ایک ہم ہیں جن کی کوٹھیاں اور دفاتر قمقوں سے روشن ہوتے ہیں مگر دلوں میں ایک ایسی ٹلمت کاراج ہوتا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دیتا۔ ایک وہ تھے جو آپس میں مہربان اور دشمن کے مقابلے میں سیسے پلانی دیوار تھے۔ ایک ہم ہیں جو باہم دست و گریباں اور دشمن کیلئے ریشہ غلطی ہیں۔

نہیں دوستوںہیں! کسی کے عشق و محبت کا انکار مقصود نہیں۔ یقیناً عاشق ہم بھی ہیں وہ بھی تھے مگر بہت فرق ہے۔ بہت فاصلہ ہے۔ بہت بعد ہے۔ شاید اتنا جتنا امشرق و مغرب میں ہے۔ شاید اس سے بھی زیادہ۔ اپنے عشق کو معتبر بنانے کیلئے ہمیں عشق صحابہ کو معیار تسلیم کرنا ہو گا۔ بھی معیار سچا بھی ہے اور کامل بھی۔ باقی سب باشیں ہیں۔ ڈائیاگ ہیں لفاظی ہے۔ نحرے ہیں۔ دعوے ہیں۔ کسی ثبوت اور دلیل کے بغیر۔ (ضرب مومن جلد ۵ اشمارہ ۱۰)

شہید سنت کا احیا

(از حضرت مولانا مفتی ابوالباب شاہ منصور مدظلہ)

ایک وقت تھا جب کسی مسلمان کو کوئی بات سمجھانے کیلئے اتنا ہی کافی ہوتا تھا کہ پیغمبر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم ہے۔ اس کیلئے یہ دلیل اور سند حرف آخر ہوتی تھی۔ یہاں پہنچ کر وہ عقل کے گھوڑے دوڑانا چھوڑ دینا تھا اور کسی کیلئے یہ بات مشکل ہوتی تھی کہ اسے اس حکم کی حقانیت پر اس کے اعتقاد کو متذکر کر دے یا پروپیگنڈے کے ذریعے مرعوب کر کے ٹکوک و شبہات میں جلا کر سکے۔ آج کل ہماری بد قسمی کی صورت حال بر عکس ہے۔ مغرب کے پروپیگنڈے کا ذریعہ اور ایسا ہے کہ وہ اپنے کھوٹے نظریے اور فرسودہ نظریات کو درست اور برق قرار دلوا چکا ہے اور عالم اسلام اس سے اتنا مرعوب ہے کہ اسلام کے ایسے احکامات کے بارے میں غلط فہمی میں جلا ہے یا انہیں خداخواستہ معیوب سمجھنے لگ گیا ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول رہے ہیں اور اسلامی معاشرے میں انہیں اسلامی احکامات کا ایک معروف حصہ سمجھا جاتا رہا ہے۔

ایک گمراہ سے کسی نے پوچھا: کیا چاہتے ہو؟ تمہاری کمر سیدھی ہو جائے یا سب تم جیسے گمراہ ہو جائیں؟ گمراہ اکینہ پور تھا اس نے کہا: سب گمراہ سے ہو جائیں تو میں ان پر بھی جی بھر کے ہنسوں جیسا کہ پیغمبر پرہنستہ رہے مغرب کے کینہ پر ہوں کا ہم سے حداس سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کی بد قسمی دکھنے کے باہم عفت و عصمت نام کی چیز تورتی نہیں بے وفا کی اور ہر جائی پن کا یہ عالم ہے کہ جیون ساتھی کا لفظ بے مقنی ہوتا جا رہا ہے کسی کو کسی پر اعتماد نہیں دوست یا الائف پاڑنے کسی بھی وقت کسی پر بھی ریجھ سکتا ہے اور اس انی رشتہ محبت اور اعتقاد کے فقدان کے باعث راحت اور سکون کے بجائے اذیت اور عذاب کا دوسرا نام بن چکے ہیں۔ اس کے باوجود کئے فتنے پر داڑوں کی کوشش ہے کہ مسلمان معاشرے ان جیسے ناک کئے ہو جائیں۔

فوت حضرت مفتی صاحب کا یہ مضمون "اسلامی نظریہ تعدد اوزان" پر بطور تقریباً ہے۔ جو

شہید سنتوں کے احیاء کیلئے نہایت مفید ہے اس لئے یہاں مختصر ادیب یا گیا (مرب)

اجمالی فہرست

33 سنت کی اہمیت
92 ظاہری حلیہ کی اہمیت
101 داڑھی... قرآن و حدیث کی روشنی میں
137 داڑھی... فقہائے کرام اور اکابر علماء کی نظر میں
153 داڑھی کی ضرورت و اہمیت پر اہم مفاسد
191 داڑھی کے احکام و آداب
207 داڑھی کے متعلق جدید اہم مسائل
257 داڑھی رکھنے والوں کے ایمان افروز واقعات
289 داڑھی سے متعلق اعتراضات اور انکے جوابات
315 داڑھی منڈانا... جرم عظیم
345 مسنون داڑھی.... میڈیکل کی روشنی میں

فہرست عنوانات

سنت کی اہمیت	
۳۳	صحابہ کرام نے عشق و محبت سے لبریز جذبہ اطاعت کے واقعات
۳۵	ابتدائی.....صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع رسول
۳۶	عشق و محبت کے کرشمے.....صحابہ کا ذوقِ عبادت
۳۷	صحابہ کا ذوقِ جہاد
۳۸	شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
۳۸	صحابہ رضی اللہ عنہم کا کمال ایمان و یقین
۳۹	اللہ کی نظر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام
۴۰	صحابہ کی کامیابیوں کا راز
۴۲	اتباع رسول کی برکت سے کائنات کی تنفس
۴۳	صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذوقِ اطاعت.....محبت کا دعویٰ اور اس کا تقاضہ
۴۶	صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز
۴۷	حقیقی محبت رسول

۵۲	حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۵۳	حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عاشقانہ تعلق
۵۵	اتباع سنت..... حقیقت و دین
۵۶	ایمان کا حق واجب
۵۷	اسلامی زندگی
۵۸	اسلامی لباس..... نصرت خداوندی
۵۹	قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت..... توفیق ندامت
۶۱	دور حاضر میں واڑھی رکھنے پر سو شہیدوں کا ثواب
۶۲	اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے
۶۳	سنت کا مفہوم اور اس کی اہمیت
۶۴	سنت کے متعلق غلط فہمی کی وجہ..... واڑھی رکھنا سنت نہیں واجب ہے
۶۵	چار بندیاں یہ چیزیں..... قرآن و سنت
۶۶	تمیری چیز اجماع ہے
۶۷	چوچی چیز قیاس ہے..... سنت کے متعلق یہ روایہ ہرگز درست نہیں
۶۸	سنت کی پیروی کے درجات
۶۹	اصل شرعی ضابطہ
۷۰	بعض مرتبہ حکم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا
۷۰	کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم..... دوسری آیت

۷۱	تیسرا آیت..... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دو فوائد
۷۲	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع سنت
۷۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول
۷۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز
۷۳	سنت کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے
۷۴	سنت پر عمل کرنے کے طریقے
۷۵	پہلا طریقہ..... دوسرا طریقہ
۷۵	صرف مطالعہ سے مقصد حاصل نہ ہوگا
۷۶	اتباع سنت کے ثمرات
۷۷	ہماری حقیقی عزت اتباع سنت میں ہے
۷۹	سنت کا مذاق ہلاکت کا سبب ہے
۸۰	کاش! ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوتے
۸۰	اللہ تعالیٰ ظرف کے مطابق دیتے ہیں
۸۱	آپ نے اس کو بدعا کیوں دی؟
۸۲	ہر اچھا کام وہی طرف سے شروع کریں
۸۳	ایک وقت میں دو سنتوں کا اجتماع
۸۳	سر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کرلو
۸۳	سنت کے مذاق سے کفر کا اندر بیشہ ہے

۸۵	عشق الہی اور عشق رسالت کا معتبر راستہ
۸۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ
۸۷	طریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ہر راستہ غیر معتبر ہے
۸۷	نافرمانی رسول کے ساتھ دعویٰ عشق باطل ہے
۸۸	داڑھی رکھنا دلیل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے
۸۸	تازیۃۃ عبرت
۸۹	داڑھی سے شکل حسین ہوتی ہے.... مساوک کی سنت پر عمل کی برکت
۹۰	ابتاع سنت کا تاریخی واقعہ
ظاہری حلیہ کی اہمیت	
۹۲	صورت کا اثر سیرت پر
۹۲	نیک صورت کی برکات..... ظاہری حلیہ کی اہمیت
۹۵	ظاہری حلیہ کا اثر
داڑھی... قرآن و حدیث کی روشنی میں	
۱۰۱	داڑھی کے متعلق قرآنی تعلیمات
۱۰۲	قرآن پاک سے داڑھی رکھنے کا حکم
۱۰۲	قرآن کریم سے داڑھی رکھنے کا ثبوت
۱۰۲	داڑھی رکھنا انبیاء کی سنت ہے
۱۰۳	اللہ سے محبت کا معیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہے

۱۰۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے عمده نمونہ ہیں
۱۰۵	فطرت الہی کی تخلیق میں رو بدل نہیں ہو سکتا
۱۰۶	اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ
۱۰۷	کافروں کی راہ اختیار کرنے والوں کا ٹھہکانہ جہنم ہے
۱۰۸	دائرہ رکھنا واجب ہے... قرآن سے ثبوت
۱۰۹	احادیث مبارکہ سے دائرہ کا ثبوت و اہمیت
۱۱۰	دائرہ منڈ و ان افطرت کے خلاف ہے
۱۱۱	دائرہ کے بارے میں احادیث کے الفاظ
۱۱۲	موچھوں کو پست کرنے اور دائرہ کو بڑھانے کا حکم
۱۱۳	دائرہ منڈانا مجوسیوں کا طریقہ
۱۱۴	اسلام میں دائرہ کے سفید بالوں کی اہمیت
۱۱۵	دائرہ مرد کا حسن ہے
۱۱۶	دائرہ مرد کیلئے زینت و تکریم کا باعث ہے
۱۱۷	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائرہ خوب گھنی تھی
۱۱۸	دائرہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ پورا نہ ہوگا
۱۱۹	دنیا کے سب سے زیادہ حسین شخص کی دائرہ
۱۲۰	دائرہ کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

۱۲۲	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ سے ایک مشت داڑھی کا ثبوت
۱۲۶	داڑھی اور صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل
۱۲۸	صحابہؓ کی سنت سے ایک مشت داڑھی کا ثبوت
۱۳۲	احادیث سے داڑھی کا وجوب
۱۳۲	اجماع انبیاء علیہم السلام
۱۳۳	حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک
۱۳۳	صحابہؓ و تابعین رضی اللہ عنہم سے ثبوت
داڑھی... فقہائے کرام اور اکابر علماء کی نظر میں	
۱۳۷	داڑھی منڈانا کیوں حرام ہے
۱۳۸	چاروں اماموں کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے
۱۳۸	داڑھی فقہہ خنفی کے نزدیک
۱۳۹	داڑھی فقہہ شافعی کے نزدیک
۱۴۰	داڑھی فقہہ مالکی کے نزدیک داڑھی فقہہ جنبلی کے نزدیک
۱۴۱	داڑھی منڈانے کے متعلق بزرگوں کے اقوال
۱۴۲	اہل فتاویٰ کی نظر میں داڑھی کی شرعی حیثیت
۱۴۲	علامہ شامی رحمہ اللہ کا فیصلہ
۱۴۳	مقدار شرعی سے کم رکھنے والے کو امام بنانا جائز نہیں
۱۴۴	اکابر علماء کے فتاویٰ جات

۱۴۶	دائرہ کا فقہی نقطہ نظر سے جائزہ
۱۴۷	انہائی تجرب کی بات!.... انہائی کی نادانی کی بات
۱۴۸	دائرہ منڈانا... کٹانا حرام ہے
۱۴۹	اممہ مجتہدین رحیم اللہ کا مسلک
۱۵۰	حضرات اولیائے کرام کا مسلک
دائرہ کی ضرورت و اہمیت پر اہم مضمایں	
۱۵۳	دائرہ کی ضرورت
۱۵۴	دائرہ کا شوت
۱۵۵	گناہ بے لذت فوراً چھوڑنے کی ضرورت
۱۵۶	دائرہ سنت بھی، فرض بھی
۱۶۰	صورت اور سیرت
۱۶۱	دائرہ رکھنا واجب ہے
۱۶۱	دائرہ رکھنے کی ترغیب عاشقانہ اور تازیانہ محبت
۱۶۲	دائرہ کے وجوہ کے شرعی دلائل
۱۶۲	خود اپنے کو تکلیف دینے والا عمل
۱۶۳	سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنا سعادت عظمی ہے
۱۶۳	دائرہ سے دنیا میں بھی عزت

۱۶۳	جیسا جسم ویسی روح..... اہل جنت کے داڑھی نہیں ہوگی
۱۶۵	انبیاء علیہم السلام کے چہروں پر داڑھی ہونا
۱۶۵	خود دلیل جمال ہے..... داڑھی کے متعلق ایک اہم مسئلہ
۱۶۶	سر کے بالوں کے احکام
۱۶۶	ایک عبرت انگیز واقعہ
۱۶۷	سکھ میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام..... مُنجھوں کے احکام
۱۶۸	یہ داڑھی سر کاری گھاس ہے..... اکابر کی داڑھی
۱۶۹	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی
۱۶۹	داڑھی رکھنے کا آسان عمل..... داڑھی کیوں ضروری ہے؟
۱۷۳	مسنون داڑھی اور فیشن
۱۷۵	عمرہ پر جانے والے بآسانی داڑھی رکھ سکتے ہیں
۱۷۷	داڑھی..... اسلام کا شعار ہے
۱۷۷	ہر قوم، ہر شعبہ اور ہر حکومت کا یوں نیفارم مقرر ہے
۱۷۹	اسلام بھی اپنے کلچر کا تحفظ چاہتا ہے
۱۸۰	اسلام کا یوں نیفارم کافروں کے یوں نیفارم سے الگ ہے
۱۸۱	امتی کیلئے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت اپنانے
۱۸۲	عشق رسالت کا صحیح مفہوم
۱۸۳	اس میں کیا حرج ہے؟

۱۸۳	دارٹھی رکھئے اجر کمائے
۱۸۵	دارٹھی منڈے کیسا تھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاو
۱۸۶	میں لوگوں کو دارٹھی کیلئے کہتا ہوں
۱۸۷	ایک اللہ والے کی نیجت
۱۸۸	دین دار حضرات کی خدمت میں
دارٹھی.... کے احکام و آداب	
۱۹۱	دارٹھی سنوارنے اور درست کرنے کا حکم پانی لگا کر دارٹھی سنوارنا
۱۹۲	دارٹھی میں خوبصورگا نا
۱۹۲	دارٹھی کو زعفران سے زرد کرنا..... دارٹھی میں تیل کس طرح لگائے
۱۹۳	غم و رنج کے وقت دارٹھی پکڑنا
۱۹۳	ریش بچ کار کھانست، منڈا بادعت ہے
۱۹۳	دارٹھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے
۱۹۴	دارٹھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے
۱۹۴	لبی دارٹھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ کرام و تابعین کرام کا طرز عمل
۱۹۶	حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک تنبیہ
۱۹۷	مقدار شرعی سے زائد دارٹھی
۱۹۷	دارٹھی کے سفید بالوں کو چتنا..... سفید بال وقار ہے

۱۹۸	داڑھی کے چند مکروہات
۱۹۹	داڑھی کے بالوں کا شرعی حکم
۲۰۰	داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال
۲۰۰	اہل حدیث علماء ظاہر کا مسلک
۲۰۱	حنبلی مسلک..... شافعی مسلک..... حنفی داڑھی ناجائز ہے
۲۰۲	حنفی داڑھی قوم لوط کی عادت تھی
۲۰۲	حنفی داڑھی قیامت کی علامت ہے
۲۰۲	حنفی داڑھی کو کس نے بھی جائز قرار نہیں دیا
۲۰۳	داڑھی منڈانے کے بارے میں روایت
۲۰۳	ایک مشت سے زائد داڑھی میں افضل کیا ہے؟
۲۰۴	داڑھی منڈے کی اذان کا اعادہ
۲۰۴	داڑھی منڈانا کشانا گناہ میں برابر ہیں
۲۰۵	گناہ سے دینوی نقصان بھی ہوتا ہے
۲۰۵	ریش بچہ کے طرفین کے بال منڈانا..... داڑھی کی حد
۲۰۶	داڑھی والوں کا احترام..... داڑھی کا سفید بال
	داڑھی کے متعلق جدید اہم مسائل
۲۰۷	داڑھی تو شیطان کی بھی ہے کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

۲۰۹	مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے کہنے والے کا شرعی حکم
۲۱۰	داڑھی کا تخلو لابنے ہوئے کارٹون سے شعائر اسلامی کی توہین
۲۱۱	اکابرین امت نے داڑھی منڈا نے کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے
۲۱۲	داڑھی کا مسئلہ
۲۱۳	فوازد
۲۲۳	داڑھی منڈا نے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت
۲۲۴	قبضے سے کم داڑھی رکھنے کے باطل استدلال کا جواب
۲۲۷	داڑھی کے ایک قبضہ (مشت بھر) ہونے سے کیا مراد ہے؟
۲۲۸	بڑی موچھوں کا حکم
۲۲۸	داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرت صحیح کے عین مطابق ہے
۲۳۰	صدر مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنے کی دعوت کیوں دی؟
۲۳۳	داڑھی منڈا نے کو حرام کہنا کیسا ہے؟
۲۳۶	موچھیں پیخی سے کاشنا سنت، اور استرے سے صاف کرنا جائز ہے
۲۳۷	داڑھی منڈا نے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے
۲۳۸	شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا
۲۳۹	چمام کیلئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا
۲۴۰	کیا داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جانا ہے جبکہ داڑھی سنت ہے؟
۲۴۰	داڑھی..... مسلمانوں کے تشخص کا اظہار

۲۲۳	عبدت کی قبولیت
۲۲۴	معمولی داڑھی کا کٹانا.....یک مشت سے کم داڑھی کا حکم
۲۲۵	ایک مشت سے زائد داڑھی کر تو وانا جائز ہے
۲۲۶	رمضان وغیر رمضان میں داڑھی منڈانا
۲۲۷	داڑھی کو اوپر چڑھانا.....مجاہدین کو داڑھی منڈانا
۲۲۸	ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا
۲۲۹	داڑھی اگانے کی نیت سے استرا پھیرنا
۲۳۰	داڑھی کٹانے سے مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟
۲۳۱	عورت کے داڑھی موچھ بکل آئے تو کیا حکم ہے؟
۲۳۲	داڑھی موچھ علامت بلوغ نہیں
۲۳۳	خساب لگانا کیسا ہے؟
۲۳۴	داڑھی کو بنا کر سنوار کر کھنا چاہیے
۲۳۵	موچھوں کو تراشنے سے متعلق احکام
۲۳۶	موچھ تراشنا
۲۳۷	موچھیں نہ کٹانے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے نہیں
۲۳۸	داڑھی رکھنے والوں کے ایمان افروز واقعات
۲۳۹	محضے داڑھی کی توفیق کیسے نصیب ہوئی؟

۲۵۸	رکاوٹ کا دور ہوتا
۲۵۸	بیعت کی درخواست
۲۵۹	شیطان کا حملہ
۲۶۰	پہلا قدم..... درخواست کی قبولیت بیعت کا اثر
۲۶۱	بزرگوں کا حکیمانہ طرز فیحیت
۱۶۲	داڑھی کی برکت
۲۱۳	داڑھی رکھنے پر نقد انعام
۲۶۵	داڑھی رکھنے پر ایک انگریز کا قابلِ رشک قول
۲۶۵	کینیڈا کے نوجوان کے دل میں داڑھی کی قدر
۲۶۶	ہندو کی داڑھی پر مسلمان کو شرمندگی
۲۶۶	داڑھی اور نوکری
۲۶۷	ایک نائی کو داڑھی موٹڈنے سے انکار پر انعام
۲۶۸	داڑھی کے موقف پر ڈٹنے والے
۲۶۹	بیس ہزار کی داڑھی خریدنے کی خواہش
۲۷۰	داڑھی موٹڈنے پر ملک بدر کر دیا
۲۷۰	داڑھی میں مرداگی اور کلین شیو میں نسوانیت
۲۷۰	داڑھی پر بحث کرنے والے شخص کو دنдан شکن جواب
۲۷۱	اللہ تعالیٰ داڑھی والے بوڑھے مسلمان سے شرماتا ہے

۲۷۱	ایک وقت تھا کہ داڑھی اکھیز نے والے کی گواہی قبول نہ تھی
۲۷۲	داڑھی کی مقبولیت پر ایک خواب
۲۷۳	مسنون جامت کرنے والے ایک جام کا انٹرو یو
۲۷۵	جارج چشم اور اس کا محبوب
۲۷۶	روضہ اطہر پر حاضری
۲۷۶	چند بُری عادیں
۲۷۷	داڑھی رکھنے کی برکت کا واقعہ
۲۷۷	عیمانہ طرز کا خوشگوار نتیجہ
۲۷۸	اتباع سنت کی برکت کا پراثر واقعہ
۲۷۹	داڑھی رکھنے کی عاشقانہ ترغیب
۲۷۹	دو شاعروں کے واقعات
۲۸۰	چمڑا دا آبادی
۲۸۰	عبد الحفیظ جو پوری
۲۸۱	داڑھی کے ساتھ اسلاف کا پیار
۲۸۲	مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی استقامت
۲۸۳	گردن کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی
۲۸۴	بیوی داڑھی نہیں رکھنے دیتی
۲۸۵	عورتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟

دائرہ متعلق اعترافات اور ان کے جوابات

۲۸۹	مخالفین دائرہ میں کے اعترافات اور ان کے جوابات....اعتراف
۲۹۰	جواب اعتراف
۲۹۱	عہد نبوت کا ایک واقعہ
۲۹۲	کیا برواج بدلت گیا ہے؟
۲۹۳	معترضین کی دوسری ولیل
۲۹۴	معترضین کی تیسرا ولیل کا جواب
۲۹۵	اعمال قلب و جوارح
۲۹۶	دائرہ سے حسن میں اضافہ
۲۹۷	ایک اور اعتراف کا جواب
۲۹۹	ایک اور شبہ کا ازالہ
۳۰۰	دائرہ کے ساتھ بدعتی کا شبہ
۳۰۲	دائرہ اسلامی شناخت
۳۰۲	شعار کا حقیقی مطلب
۳۰۳	دائرہ کے سنت ہونے کا مطلب
۳۰۶	دائرہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے
۳۰۷	دائرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے

۳۰۷	داڑھی تمام اولیاء کرام کا طریقہ ہے
۳۰۸	داڑھی مرد اگنی کی علامت ہے
۳۱۰	اگر داڑھی صرف سنت ہی ہوتی تو
داڑھی منڈانا... جرم عظیم	
۳۱۵	اقوام عالم میں داڑھی منڈانے کی تاریخ
۳۱۶	عہد بوت کا ایک عبرتاک واقعہ
۳۱۷	داڑھی منڈوں کا رب کون ہے؟
۳۱۷	داڑھی منڈوں کے لئے قیامت میں پریشانی
۳۱۸	مٹھی سے کم داڑھی کتر انحرام ہے
۳۱۸	داڑھی منڈ انداز نانہ روپ دھارنے کی کوشش ہے
۳۱۸	داڑھی مرد کی زینت ہے
۳۱۸	داڑھی موٹنے والے پر قتل کی دیت
۳۱۹	ایک ول کش مثال
۳۱۹	کون سی طاقت داڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟
۳۱۹	طعنوں کا ذر
۳۲۰	شیطان کی عجیب عجیب چالیں
۳۲۰	تمام گناہوں سے زیادہ خطرناک گناہ

۳۲۰	دائرہ خصوصیت اسلام کیوں ہے؟
۳۲۱	دائرہ رکھنے کا آسان طریقہ
۳۲۲	دائرہ منڈانے کی تاریخ
۳۲۳	دائرہ منڈا ناقوم لوٹ کا عمل
۳۲۴	شیطان کا اعلان کہ میں اللہ کی تخلیق میں رو بدل کروں گا
۳۲۵	دائرہ منڈا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانا ہے
۳۲۶	دونوں استراپھروالیں
۳۲۷	دائرہ کی توہین کرنے والے کی پیشی
۳۲۸	دانہ منڈوں کو تنبیہ
۳۲۹	مسلمان کیلئے مجھے فکر یہ..... دائرہ منڈا
۳۳۰	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا اور ایذا دینا ہے
۳۳۱	ایک مرد کے دائرہ مونڈ نے پر عورت مقفر ہو گئی
۳۳۲	دائرہ منڈوں کو پہنچنے والے نقصانات
۳۳۳	دائرہ بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں ملی
۳۳۴	دائرہ منڈانے پر عذاب الہی
۳۳۵	لخراش با تسلی
۳۳۶	قبر میں دائرہ مونڈے شخص کی ٹھوڑی پرچھوؤں کا عذاب
۳۳۷	دائرہ کا استہزا کفر ہے

۳۳۳	عبرت انگیز واقعہ
۳۳۴	دینداری نہ ہونے کی وجہ سے داڑھی کا مذاق
۳۳۵	سنت کی تباہی
۳۳۶	داڑھی نہ رکھنے والوں کے جیلے بہانے
۳۳۷	داڑھی کی مخالف خاتون کا عبرت ناک واقعہ
۳۳۸	داڑھی کی بے حرمتی پر پکڑ
۳۳۹	رکھلو بھائی اب تو داڑھی
مسنون داڑھی....میڈیکل کی روشنی میں	
۳۴۰	داڑھی منڈوانے سے دماغ متاثر
۳۴۱	داڑھی رکھنے والے مرد و انسوں اور جڑوں کی تکلیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں
۳۴۲	امریکی ڈاکٹر چارلس کی تحقیق
۳۴۳	داڑھی اور شیو پر ایک عرب محقق کی جدید تحقیق
۳۴۴	۱۔ قلبی امراض
۳۴۵	۲۔ اعصابی امراض
۳۴۶	۳۔ چہرے کے جلدی امراض
۳۴۷	داڑھی کے فوائد پر جدید ترین ایلو پیٹھک تحقیقات
۳۴۸	بالوں کا سبب پیدائش

۳۵۷	شیو کے نقصانات اور جدید سائنسی تحقیقات
۳۵۷	ڈاکٹر مور کے مشاہدات
۳۵۷	جلدی امراض
۳۵۸	داڑھی اور شیو پر لندن یونیورسٹی کی تحقیق
۳۵۹	الثرا و انیلٹ شاعروں کا نقصان
۳۵۹	ایک خاص اثر
۳۵۹	شیو اور جدید سائنسی تحقیقات
۳۶۰	شیو سے پہاڑا نہ کا خطرہ
۳۶۰	شیونگ برش کے میڈیکل نقصانات
۳۶۱	شیو اور کریم مضر ہے
۳۶۱	شیونگ کریم کی گیس کے ذرات جلدی سرطان پیدا کرتے ہیں
۳۶۲	جام کی دکان پر بیماریوں کی تقسیم پر ایک انگریز محقق کی تحقیق
۳۶۲	موچھیں ترشانے پر جدید تحقیق



ارشاد نبوی
صلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ كُمْ حَتَّىٰ
أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالدِّهِ
وَوَلَدِهِ وَالثَّانِي أَجْمَعِينَ

حضرت انس رضي الله عنه سے روایت ہے کہ
ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
تم میں کوئی شخص پورا ایمان دار نہیں ہو سکتا جب
تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے
والدین سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ
اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ (بخاری و مسلم)

ولی اللہ بنانیو اے چار اعمال

۱- ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور موچھوں کو کشاو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی ڈاڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے اور بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موچھوں کو خوب باریک کرنا تو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ پس ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں لاموں کا اس پر اتفاق ہے، کسی لام کا اس میں اختلاف نہیں۔

۲- ٹخنوں کو نہ ڈھانپنا

مردوں کو شخصی ڈھانپنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے: ازار سے (پاجام، لئنگی، شلوار، گرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ سے) ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ شخصی چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیونکہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی عیند نہیں آتی۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہاران پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بذلِ بھجو و شرحِ ابی داؤد میں لکھا ہے کہ ازار سے مراد وہ لباس ہے جو اوپر سے آرہا ہے تہبند، لئنگی، شلوار، پاجامہ، کرتہ وغیرہ اس سے شخص نہیں چھپنے چاہیے۔ جو لباس نیچے سے آئے جیسے موزہ اس سے شخصی چھپانا گناہ نہیں لہذا اگر شخصی چھپانے کو جی چاہتا ہے تو موزہ پہن لیں لیکن موزہ پہننے کی حالت میں بھی شلوار، تہبند، پاجامہ، چادر یا کرتہ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا جائز نہیں بلکہ اس حالت میں بھی اوپر سے نیچے کی طرف آنے والے لباس کا ٹخنوں سے اوپر رہنا ہی واجب ہے اور شخصی دونوں حالتوں میں کھلے رہنا ضروری ہیں:

(۱) جس وقت کھڑے ہوں۔ (۲) جس وقت چل رہے ہوں۔ پس اگر بیٹھنے میں یا لیٹئے ہوئے مٹھنے چھپ جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مٹھنے صرف فماز میں کھلے ہونے چاہیے اس لئے جب مسجد میں آتے ہیں تو مٹھنے کھول لیتے ہیں۔ یہ خاتمۃ النبی ہے۔

۳۔ نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملہ میں آج کل عام غفلت ہے، بدنظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ اسی طرح بے ڈاڑھی موچھ دالے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر ڈاڑھی موچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے اور حفاظت نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا یہ گھصضن من ابصاراتهن عورتیں بھی اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں۔

۴۔ قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لا کر حرام مزہ لیتے ہیں۔ خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ افرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوریوں کا وو تمہارے طوں کے داؤں کو خوب جانتا ہے۔ ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنایہ انہیں لانا رہا ہے۔ اگر گند اخیال آجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لیتا یا آنسدہ گناہوں کی اسکیمیں بانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے اور دل میں گندے خیالات پکانے کا ایک عظیم نقصان یہ بھی ہے کہ اس سے گناہ کے تقاضے اور شدید ہو جاتے ہیں جس سے اعضاء جسم کے گناہ میں بنتا ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں۔ آمین (روحانی سبق)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ
صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى الْآلِيَّ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلَيْ إِبْرَاهِيمَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمْ يَكُنْ كَمُمْلِكَةٍ
اللَّهُمَّ

بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى الْآلِيَّ
كَمَا بَارَكْتَ عَلَيْ إِبْرَاهِيمَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ لَمْ يَكُنْ كَمُمْلِكَةٍ

سُنّت کی اہمیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عشق و محبت
سے لبریز جذبہ اطاعت کے
فقید المثال واقعات

دور حاضر میں داڑھی رکھنے پر سو شہیدوں کا ثواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

من تم سک بستنی عند فساد امتی فله اجر مائی شہید
جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا امیری امت کے فساد کے وقت
پس اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔ (مخکوٰۃ)

فائدہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بدعت جیسے فسادات رونما ہو چکے
ہیں۔ لہذا اس زمانے میں سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینے سے بھی یہ درجہ مل
سکتا ہے اور داڑھی رکھ کر وضو میں داڑھی کے خلاں سے اور ہمیشہ دائیں
طرف سے ابتداء کرنے اور بیت الخلاء آتے جاتے وقت دعائیں پڑھنے
سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے۔ (ارشاد الطالبین)

ابتدائیہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع رسول

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تجھل سے فزوں تر ہے وہ نظارا

عرب کی وہ جاہلیت زدہ قوم جو چہالت و افلاس، نفاق و شفاق اور غلامی کے
انہائی سے انہائی درجہ میں پھنس رہی تھی نہ وہ خدا ہی کی رہی تھی اور نہ مخلوق ہی
کی۔ نہ اس نے اپنا ایمان باقی رکھا تھا اور نہ شاستہ عمل ہی۔ جو انی بداخل اقویں
اور اپنی بد عہد یوں کی بد ولت اپنوں کو غیر اور غیر وہ کو دشمن بنانچکی تھی۔ جو انسانی
صفوں سے نکل کر جانوروں کے گھر میں جاتی تھی۔

جب اس بدو اور حشی قوم نے اپنی زندگی کا رخ افضل رسیں سید کل، آقا نے
نامدار روحانیت کے آخری تاجدار احمد مختار محبوب رب العالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف پھیرا تو اپنے آقا کی کامل اتباع اور باطنی توجہ سے یہ صحرائشین تمام دنیا
 کے علماء سے زیادہ عالم تراور تمام دنیا کے اقویا سے زیادہ قوی تراور تمام متبدنوں کے
 استاد بن گئے وہ ایسے محبوب خلاائق بننے کے دنیا ان کے سینے کو خون سے تولئے گئی۔ ان
 کی زندگیوں کو خیر الاحیات اور ان کے زمانہ کو خیر القرون سے موسم کیا گیا۔ وہ تپ دق
 کے مریض عرب کے بد لوگ جن سے بلنا جلتا اور کروٹ بد لنا بھی دشوار تھا ایسے اچھے
 بھلے ہو گئے کہ انہوں نے اپنی ایک جنبش سے کرہ دنیا کو بہلو دیا۔

درشانی نے تیرے قطروں کو دریا کر دیا دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
 خود نہ تھے جواہر پر اور وہ کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیح اکرم کر دیا
 غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور فیض صحبت نے عرب کے خانہ بدھوں
 کو صفتِ ملائکہ بنادیا۔ فرشتے ان کی راہ میں آنکھیں بچانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ آپ
 نے ایسے ایسے شاگرد پیدا کئے کہ ملائکہ آسمان سے اتر کر ان کی دربانی کرنے لگے۔

بات کیا تھی کہ مردوں میں نہ ہی ان سے ذرے چند بے تربیت افٹوں کے چانے والے
 بھیج کیا تھا کہ جو آپس میں ملے تھے نہ کبھی ہو گئے مشرق و مغرب کے ملانے والے
 جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک کا دھوکہ بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے

عشق و محبت کے کرشمے

یہ سب کچھ اللہ کے برگزیدہ رسول کی اتباع اور محبت و عشق کا نتیجہ ہے۔ جب
 ایمان ان کے دلوں میں پوری طرح راخ ہو گیا تو اس ایمان کے بل بوتے پر
 انہوں نے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے بھرت کی۔ وطن عزیز اور آبائی گھر یا رکوت رک
 کیا۔ دین کی نصرت میں اپنی جان و مال کو قربان کیا۔ زندگی اور زندگی کی ساری
 بہاریں اسی لو اور لگن میں گزار دیں۔ اپنے باپ بیٹوں کی قربانی کی اپنے اور بیگانوں
 سے دین کی سر بلندی کے لئے سچتم کھتا ہو گئے۔ خوزیر جنتگیں لڑیں۔ مال و دولت کو
 سگریزوں اور بھیکریوں سے زیادہ حقیر سمجھا دین کی خاطر زن و فرزند سے بگاڑی۔

صحابہ کا ذوق عبادت

عبادت کا یہ عالم کہ کثرت عبادت کی وجہ سے پرانگہ بال، زرورنگ اور غبار آلوہ
 رہتے۔ کثرت بجود کی وجہ سے ان کی آنکھوں کے پیچ میں بکریوں کے زانوں کا سانشان تھا۔
 اس کی شہادت قرآن نے ان الفاظ میں دی سی ماہم فی وجوههم من اثر السجود
 وہ رات کو اللہ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے۔ خدا کی کتاب پڑھتے عبادت میں

پیشانی اور پاؤں پر نوبت بخوبت زور دیتے۔ جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت پہاڑ
ہے اس طرح کا نیتے۔ آنکھوں میں اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے۔
ایک جنگ کے دوران ایک جاسوس دیکھنے کے لئے کہ مسلمان کس حالت میں ہیں
وہ سب کے خیمے کے اندر رکھتا ہے اور سارا منتظر دیکھ کر اپنے افسر کو روٹ کرتا ہے کہ رات
کے وقت میں نے دیکھا کوئی مسلمان رکوع کے اندر ہے کوئی قیام میں۔ کوئی قرآن کی
تلاوت کر رہا ہے اور کوئی ہل ہل کر کچھ پڑھ رہا ہے اور کوئی سرز میں پر رکھے ہوئے ہے۔
آگے لکھتا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو وہی لوگ جن کی گردی میں رات کو خداوند
قدوس کے سامنے جگھی ہوئی تھیں۔ دشمنوں کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں۔ وہی
راہب اور وہی ملال جورات کو گوشہ نشین تھے دن کو تین شجاعت کے جو ہر دکھار ہے
ہیں۔ اور ان کے جملوں سے بڑے بڑے سور ماوں کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے۔

صحابہ کا ذوق جہاد

آپ نے سنا ہوگا کہ یرمیوں کے میدان میں چند ہزار مسلمان تھے اور مقابلہ میں
رومی کمی لاکھ تھے۔ ایک عیسائی جو مسلمانوں کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہا تھا اس کی
زبان سے بے اختیار لکھا کہ رومیوں کی تعداد کا کچھ ٹھکانہ ہے؟
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خاموش! خدا کی قسم اگر
میرے گھوڑے اشتر کے سم درست ہوتے تو میں رومیوں کو پیغام بھیجا کہ اتنی ہی
تعداد اور میدان میں لے آئیں۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی بھی ذوق جہاد میں فرمایا کرتے تھے وہ رات کہ
میرے گھر میں نمی دہن آئی ہوا اور اس سے مجھے الفت بھی ہوا اور اس کے ساتھ لڑکا پیدا
ہونے کی بشارت بھی اسی رات میں دی گئی ہوتودہ قسمت بھری رات بھی میرے نزدیک
اتنی محظوظ نہیں جتنا کہ وہ رات جس میں ایسکی سخت سردی پڑ رہی ہو جو پانی کو جادا نہیں
والی ہوا اور میں مجاہدین کے ہمراہ ہوں اور صبح ہی دشمن پر حملہ ہونے والا ہو تو میدان جنگ

کی وہ رات جس میں خدا کے دشمنوں سے لڑوں مجھے اس شب عروی یعنی شادی کی پہلی رات سے کہیں زیادہ محبوب و مرغوب ہے جس میں میری محبوبہ مجھ سے ہمکنار ہو۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

اسی یرمونک کے میدان میں ایک صحابی، حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے ہیں جبکہ میدان کا رزار میں تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ تکواریں بجلی کی طرح چک رہی ہیں۔ ہاتھ پاؤں اس طرح کٹ کر گر رہے ہیں جس طرح موسم خزاں میں پتے جھپڑتے ہیں۔ موت کی تصویر ہر طرف نظر آ رہی ہے۔ عرض کرتے ہیں کہ امیر! میں سفر کے لئے تیار ہوں کوئی پیغام تو نہیں کہنا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ نے جو وعدے فرمائے تھے وہ سب پورے ہو رہے ہیں۔ یہ ہے یقین کی حقیقت بتائیے اس حقیقت پر کوئی قوت غالب آ سکتی ہے اور ایسی حقیقت رکھنے والی جماعت پر کوئی جماعت غالب آ سکتی ہے۔ ایمان اور یقین کا یہ درجہ تو ہر صحابی کو حاصل تھا کہ اللہ و رسول کی ہر بات پر ان کو اپنی دیکھی بھالی چیزوں کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ گہرایقین تھا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا کمال ایمان و یقین

صحابہؓ مکاہر مقولہ نقل کیا گیا ہے کہ اللہ و رسول نے غیب کی جو چیزیں بتائی ہیں اگر پر وہ غیب انہادیا جائے اور وہ چیزیں کسی پردے کے بغیر ہماری نظر وہیں کے سامنے آ جائیں تو اس مشاہدے اور دیکھنے سے ہمارے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔

دیکھنے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، مشہور صحابی ہیں۔ بعض خاص مصلحتوں کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان کے متعلق یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ یہ دوسرے لوگوں سے الگ کی جگہ قیام فرمائیں۔ چنانچہ رب ذہ کے مقام پر ایک جنگل میں انہوں نے اپنا اکیلا جھونپڑا ذال لیا تھا۔ اور وہیں ۲۲ ھی میں وفات پائی۔ جب ان کی حالت نازک ہوئی اور ان کی بیوی کو جو اس جنگل میں تھا ان کی رفیقہ تھی اپنے

خاوند کی موت کے آثار محسوس ہوئے تو وہ فکر مند اور پریشان ہوئیں اور ان کی آنکھوں میں آنسو بھرا آئے۔ حضرت ابوذرؓ نے جب ان کی اس حالت کو دیکھا تو پوچھا کیوں اتنی پریشان ہوا اور کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی یہ حالت ہے اور میں یہاں بالکل اکیلی ہوں اگر حکم الہی آ گیا تو میں عورت زادا کیلی کس طرح آپ کے کفن دفن کا انتظام کر سکوں گی اور گھر میں کفن بھی نہیں۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا فکر نہ کرو اور پریشان نہ ہو مجھے یقین ہے کہ اللہ کے کچھ بندے میرے کفن دفن کے لئے ضرور پہنچیں گے۔ جب اللہ کا فرشتہ میری روح قبض کر لے تو تم چادر سے مجھے ڈھانک کر قریب سے گزرنے والی سڑک پر چلی جانا۔ وہاں سے مسلمانوں کا کوئی قافلہ گزرتا ہوا تمہیں ان شاء اللہ نظر آئے گا تم ان سے کہنا کہ ابوذر کا یہاں انتقال ہو گیا ہے اور وہ تم کو سلام کہہ گیا ہے اور تم ہی کو اس کی تجھیز و تکفیل یعنی کفن دفن کا سارا کام کرنا ہے۔ یہ قریب سے گزرنے والی سڑک وہ تھی جو کوفہ سے مکہ معظہ جانے والی تھی۔ چونکہ حج کا زمانہ بالکل قریب تھا اور حج کے لئے مکہ جانے والے قافلے جا چکے تھے اور اب سڑک کئی دن سے سنان پڑی تھی اسی لئے ان کی بیوی کو اس میں تردد اور تعجب ہوا انہوں نے پوچھا آپ یہ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا۔ بات یہ ہے کہ ایک دن ہم چند آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں ایک آدمی وہ ہے جو آبادیوں سے دور ایک جنگل میں انتقال کرے گا اور اللہ اپنے کچھ بندوں کو بھیجے گا جو وہاں پہنچ کر اس کے کفن دفن کا انتظام کریں گے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا کہ اس مجلس میں میرے سوا جتنی بھی دوست تھے وہ سب کے سب کسی نہ کسی شہر میں انتقال کر چکے ہیں۔ ان میں سے اب صرف میں ہی باقی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یقیناً صحیح ہونے والی ہے اور اب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت آ گیا ہے اس لئے مجھے بالکل یقین ہے کہ اللہ کے کچھ بندے جن کی میرے آقا نے خبر دی ہے ضرور پہنچیں گے اور میری قبر تیار کرنے اور دفن کرنے کا کام

تمہیں انجام نہیں دینا پڑے گا۔ لہذا اس کی وجہ سے فکر مند نہ ہو بلکہ تیاریاں کرو میرا وقت قریب ہے اذر روح قبض کرنے کے لئے اللہ کے فرشتے آنے ہی والے ہیں۔ فرشتوں کو چونکہ خوشبو مرغوب ہے لہذا وہ جو ذرا سامشک رکھا ہوا ہے پانی میں گھول کر اس کو خیمہ پر چھڑک دو اور اللہ کے جو بندے مجھے دفن کرنے کے لئے پہنچیں گے ان کی مہماںی کے لئے بکری کا پچھہ ذبح کر کے گوشت چولھے پر چڑھا دو انہیں میری طرف سے کہہ دینا کہ وہ کھانا کھا کر جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت ابوذرؓ کی روح جب ملاعِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی تو جیسا انہوں نے حکم دیا تھا جسم کو چادر سے ڈھانک کر ان کی بیوی سڑک پر جا بیٹھیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد کچھ غبار اڑتا سا نظر آیا۔ یہ ایک قافلہ تھا جو نہایت تیز رفتار اونٹوں پر کوفہ سے بھاگم بھاگا چلا آ رہا تھا۔ اس قافلہ میں فقیہ الامت حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے کچھ ساتھی تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کو علیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حکم کوفہ میں پہنچا کر فوراً مکہ معظمه آ کر مجھ سے ملو۔ وقت چونکہ نہایت تیز تھا اس لئے یہ قافلہ غیر معمولی تیز رفتاری کے ساتھ مکہ کی طرف جا رہا تھا۔ اصل میں اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشینگوئی کے پورا کرنے کا انتظام فرمایا تھا۔ جب یہ قافلہ قریب آیا تو حضرت ابوذر کی بیوی نے انہیں روکا اور حضرت ابوذر کے انتقال کی اطلاع دی اور ان کا پیغام پہنچایا۔ یہ سب حضرات ان اللہ پڑھتے ہوئے فوراً اونٹوں سے نیچے اتر گئے۔ پھر حضرت ابوذر کو انہوں نے غسل دیا اور اسی قافلہ کے ایک انصاری نوجوان نے کفن کے لئے دو چادریں دیں جو اپنے احرام کے لئے وہ گھر سے لے کر چلے تھے۔ حضرت ابوذرؓ نے تو اپنے لئے گھر میں کفن بھی نہیں چھوڑا تھا۔ قافلے والے حضرات نے ہی قبر تیار کر کے دفن کیا اور وصیت کے مطابق کھانا کھا کر واپس ہوئے اور جیسا کہ روایات میں ہے حضرت ابوذر کی اہلیہ کو بھی اپنے ساتھ کہ معظمه لے گئے۔

حضرات غور فرمائے کہ حضرت ابوذر کا یقین کس قدر بخت تھا۔ حالانکہ حج میں تھوڑا

وقت رہ جانے کی وجہ سے قافلوں کی آمد و رفت اس وقت اس راستے سے نہیں ہو رہی تھی اور کسی قائلہ کا ادھر نے گزرتا بظاہر خلاف تیاس بھی تھا لیکن اس کے باوجود ان کو پورا پورا یقین تھا اور یقین بھی ایسا پختہ کہ آنے والوں کے لئے وہ کھانا تیار کرنے کا حکم بھی دیتے ہیں اور بکری کا بچہ ذبح کر کے چوٹھے پر چڑھوادیتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیشینگوئی دی تھی تو وہ کیسے جبوٹی ہو سکتی ہے خواہ اسباب نظر آئیں یا نہ آئیں۔ حقیقتاً ایمان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں پر اسی قسم کے یقین کا نام ہے۔

اللہ کی نظر میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام

بہر حال حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی اللہ کے ذکر اور آخرت کے فکر کی زندگی تھی۔ قرآن میں اسی زندگی کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔

رِجَالٌ لَا تُلَهِيهُمْ بِحَاجَةٍ وَلَا يَبْغِي عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ

الزَّكُوْنِ يَعْلَمُونَ يَوْمًا تَعْلَمُ الْفُلُوبُ فِي الْقُلُوبِ وَالْأَنْهَارُ

یعنی وہ ہر حال میں ذاکر اور باغدا تھے۔ نماز کے وقت وہ نماز کے ذریعے خدا کو یاد کرتے تھے۔ تجارت اور خرید و فروخت اور اس طرح دوسرے معاملات میں وہ اللہ کے احکام کی پابندی کے ذریعہ اللہ کو یاد رکھتے تھے۔ مصیبت میں صبر اور راحت میں شکران کا ذکر تھا۔ حاجتوں اور مشکلوں میں دعا اور استعانت اور خطا ہو جانے پر استغفار اور سچی توبہ اور سزا کے لئے خود اپنے آپ کو پیش کر دینا ان کی عام سیرت تھی وہ قیامت کے اس آنے والے دن سے ذرتے اور لرزتے رہتے تھے جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ یہ صفت اکا د کا نہیں بلکہ پوری جماعت کی صفت تھی جس سے جماعت صحابہؓ کا کوئی فرد بھی خالی نہ تھا۔

صحابہؓ کی کامیابیوں کا راز

غرضیکہ قدوسیوں کی اس پوری جماعت میں اتباع رسولؐ اور ذکر اللہ ان کی محبوب ترین دولت تھی۔ اس کی برکت سے انہوں نے پوری کائنات کو تحریر کیا۔ قیصر و

کسری کی قبائیں نوچیں اور بڑے بڑے صاحب جبروت بادشاہوں کے تاج پاؤں
لی ٹھوکر تسلی روندھا لے۔ مہینوں اور ہفتوں میں دنیا کا جغرافیہ بدل ڈالا وہ دشمن کے
متبلہ میں جب صفات آراء ہوتے تو اپنی فوج کو بینڈ کی بجائے ذکر اللہ کا ترانہ گانے کا
حکم دیتے۔ اور ان کی نظر طاہری ساز و سامان ہونے کے باوجود دعاوں کے بجم اور دعا
کی ایسی طاقت پر زیادہ الگی رہتی تھی اسی لئے عین حالت جنگ میں بھی وہ نمازوں کو
اپنے اوقات سے موخر بھی نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے دشمنوں کے قلوب دور دوڑنے
ہی ان کے نام اور تصور سے سہمے رہتے تھے۔

جدر رخ کیا سلطنت زیر فرمان	لڑائی میں اک اک دس دس پر بھاری
شہیدان بدر شجاعان خیر	لگیں دشمنوں کے تیز ہو کے چھرے
اڑا کر ہوا جیسے لے جائے چھر	اڑا کر ہوا گازیوں نے

اتباع رسول کی برکت سے کائنات کی تسخیر

دین اسلام کی پابندی اور اتباع رسول کی برکت سے ان کی آخرت بھی سنوری اور
دنیا میں فتح و ظفر حاصل کی۔ ان کی زندگیوں میں سکون اور راحت کے خزانے بکھرے
ہوئے تھے۔ جنت کی بشارتیں ان کے لئے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا ہے ملائکہ
آسمان سے ان کے لئے سکینہ لے کر حاضر ہوتے تھے۔ سمندر ان کی فوج کو راستہ دے
دیتے تھے۔ فرشتے جنگوں میں حاضر ہو کر ان کے ساتھ شرکت کرنا اپنا فخر سمجھتے تھے وہ
جس ملک میں نکل گئے وہ ملک ان کا گرویدہ بن گیا آخرونہ نوبت بھی آگئی جبکہ دشمن اہل
کتاب نے ان کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے کہ یہ امت تو وہی امت ہے جس کا تذکرہ
ہم پہلے سے اپنی کتابوں میں پڑھتے چلے آئے ہیں۔ اور کسی جنگ کے بغیر اپنا ملک ان
کے حوالے کر دیا۔ غرضیکہ وہ دنیا کی نظروں میں ایسے سر بلند کہ اگر ان پر بادشاہوں کی نظر

پڑتی تو وہ مرعوب ہو جاتے اور اگر اہل کتاب ان کو دیکھتے تو بے ساختہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری بھی بھلا ان سے کیا افضل ہوں گے۔ جب عجم کے شہروں میں ان کا اور وادا اور گز رہوا تو ہزارہا انسان محض ان کے نورانی چہرے دیکھ کر ایمان لے آئے اور ان کے دلوں نے شہادت دی کہ یہ جھوٹوں کے چہرے نہیں ہو سکتے۔ عرب کے ان چند بادیں نشین مٹھی بھرا انسانوں نے روم اور فارس کے دفتر اٹ کر رکھ دیئے جو بھی قوی سے قوی اور زور آور سے زور آور سلطنت ان سے نکلائی پاش پاش ہو گئی سیم وزر کے تمام دریاؤں کا رخ مدینہ طیبہ کی طرف پھر گیا۔ دنیا کا رزق ان کے ہاتھوں بٹھنے اور تقسیم ہونے لگا۔

غرضیکہ دنیا نے جب سے جنم لیا آسمان نے جب سے سایہ ڈالا۔ زمین نے جب سے اپنی پشت پر اولاد آدم کو اٹھایا۔ کبھی ایسا عظیم سرلح الاژ اور محیر العقول انقلاب جنم فلک نے دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی اس مقدس جماعت سے بڑھ کر بجز انبیاء علیہم السلام کے کوئی پاکباز، مطہر و مزکی جماعت اس نیلی چھت والے آسمان کے نیچے موجود ہوئی۔

کاش اپنے نبی پاک کا لایا ہو انظام حیات جو اس قدوسی جماعت نے اپنایا تھا اگر دنیا اس کو محفوظ رکھتی تو یقین کبھی آج اپنیریلیزم اور کیوںزم کی یہ بھیا کم جنگ دنیا کے کسی خطہ میں آپ کو نظر نہ آتی۔ اگر آج بھی اس پر غور کر لیا جائے تو دنیا کو پھر اس جنگ زرگری سے نجات مل سکتی ہے۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذوق اطاعت

اسلام کے فروغ میں سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہے وہ عشق رسول ہی ہے۔ یہ عشق رسول ہی تھے جو اسلام کے پیغام کو لے کر کوہ و دشت میں سرگردان پھرتے تھے۔ اس عشق کا، ہی کرشمہ تھا جس نے ان لوگوں کو سیلاب باطل کے مقابلے میں دیوارِ حق بنادیا تھا۔ اس عشق کا جادو ہی تھا جو قیصر و کسری جیسی عظیم طاقتون کے سر چڑھ کر بولا۔ یہ حبِ مصطفیٰ اور عشقِ محبتی صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھا جس نے میدانِ وقار میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو صبر، زید بن وہشہ رضی اللہ عنہ کو استقلال، بلاں رضی اللہ عنہ و صہیب رضی اللہ عنہ کو ثابتِ قدی، خالد بن ولید کو شجاعت اور طارق بن زیاد کو اولو المعزی عطا کی تھی۔ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سوز و پیش نے ہی تو عرب کے صحرائیں کوتارِ ایران اور تختِ روم کا مالک بنایا تھا۔ یہی وہ جذبہ تھا جس نے انہیں زندگی کے ہر میدان میں کامیابی عطا کی تھی۔

محبت کا دعویٰ اور اس کا تقاضہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوشِ محبت اور ذوقِ عشق ہم لوگوں کی طرح محض زیانی دعویٰ نہیں تھا۔ آج ہم لوگ ہیں جو صرف زبان سے حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس دعویٰ کے صدر میں اپنی مغفرت کو یقینی خیال کرتے ہیں۔ گویا اس نام نہاد دعویٰ سے اللہ تعالیٰ پر (نعواز باللہ) ہماری مغفرت لازم ہو گئی کیا یہی حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہم نہ تو احکامِ الہی کی

بیندی کریں اور شہادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس؟ کیا یہی عشق تھی ہے کہ ہم پوری بندگی کو لہو و لصب میں گزار دیں اور دین کا خیال تک نہ آئے اور اپنے اس خالص تازبانی کو ہے پر خود کو جنت کا حقدار تصور کرنے لگیں۔

محض زبان سے محبت کا دعویٰ محبت کی دلیل نہیں بن سکتا ہے۔ کوئی شاگرد کر زبان سے یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے استاد کا فرماتبردار ہے اس کی بہت عزت کرتا ہے، اس سے بے پناہ محبت اور عقیدت ہے، اس کے حکم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ نہ اس کے دینے ہوئے سبق کو یاد کرتا ہے نہ کلاس میں بیندی سے حاضر رہتا ہے۔ مکول کے اوقات میں کھیل تماشوں میں گھومتا پھرتا ہے۔ کتاب پڑھتا ہے نہ فیض دیتا ہے۔ تو پھر اس کا یہ دعویٰ سراسر جھوٹ ہے فریب ہے۔ یہاں طالب علم اپنے امتحان میں شرطیہ ناکام ہو گا۔

در اصل یہ محض ایک ایسا تصور ہے جو ایمان کی کمزوری کے سبب پیدا ہوتا ہے کس طرح عیسائیت میں یہ تصور پیدا ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی امت کی اطراف پناخون بھا دیا اور اب مغفرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ بھیڑوں کے اس میں شامل ہو جائیں جس کی مگلہ بانی حضرت عیسیٰ کر رہے ہیں۔ ان کے خون بد لے میں ہم سب کی مغفرت قبول اور گناہ معاف ہو گئے۔ اب ہمارے اعمال ال کی پر شہارے نجات دہنہ (Sarrour) کی قربانی کی وجہ سے نہیں۔ اس تصور نے عیسائیوں پر یہ اثرات مرتب کئے کہ وہ بڑے سے بڑے افعال سے گندے اعمال میں ملوث ہوتے چلے گئے۔

میک اسی طرح یہ تصور ہمارے ذہن و فکر میں بھی گھر کر چکا ہے۔ ہمارے کچھ نام نہاد رہی اس تصور کو تقویت دے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دین سے محبت کا یہ نام نہاد دعویٰ ہی ہماری مغفرت کا ضامن ہے۔ چونکہ ہم نہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں اور وہ ”رحمت عالم“ ہیں اس لئے وہ ہماری ماسیں گے اور ہماری مغفرت ہو جائے گی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی کامیابی کا راز

داعی اسلام نے جب پیغام حق دیا تو ان کی آواز پر لیک کہنے والے چند غلام، کچھ نو عمر لڑ کے، کچھ عورتیں اور کچھ بیویوں تھے۔ ایک شیتم اور بے سہارا شخص مادی اعتبار سے دیکھا جائے تو نہ کوئی طاقت و حکومت، نہ مال و دولت، نہ روز ساہ امراء کی امداد۔ تیر سال کی مسلسل کوشش و جبوکے بعد ایک مختصری جماعت تیار ہوئی وہ بھی مادی طور پر اتنی کمزور کہ مکہ کے شب و روز اس پر تنگ تھے مگر اصل چیز یہ تھی کہ ان کے عشق کی بلندیاں آسمان کو چھوٹے والی تھیں۔ ان پراؤ تیوں کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں مگرچہ عشقان کی زبانوں سے اُف تک نہیں نکلتی۔ کبھی جلتی ریت پر گھسیتے جاتے ہیں تو کبھی لوہے کی زر ہیں پہننا کر چلچلاتی دھوپ میں کھڑے کر دیتے جاتے ہیں، کبھی چٹائی میں لپیٹ کر دھونی دی جاتی ہے تو کبھی انگاروں پر لٹایا جاتا ہے۔ ان کے محظوظ کا بھی یہ حال ہے کہ کبھی ان کو قریش کے سردار زخمی کر دیتے ہیں تو کبھی ان کی گروں میں چادر ڈال کر ایسی ہی ہیں اور کبھی ابجدہ کی حالت میں ان کی پشت پر غلاظت رکھ دیتے ہیں۔ جوان کی حمایت دم بھرتا ہے اس کا مقاطعہ (Social Boycott) کر دیا جاتا ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ظاہری طور پر اتنی کمزور جماعت جس کے پاس کسی طرح کے مادی وسائل نہیں تھے۔ اپنے اتنے طاقتور دشمن پر کس طرح حاوی آئند غلاموں، بیویوں اور لڑکوں نے اول عرب کے نامور سرداروں کو خاک کیا۔ پھر عرب کے صحراء سے نکل کر ایران و روم کی حکومتوں کو تہہ و بالا کر دیا۔ حکومتوں کو جتن کا ہائی دنیا میں نہیں تھا۔

در اصل اس عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی جماعت تشكیل دی کی زندگی کا حاصل محمد! محمد!!..... صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کچھ نہ تھا۔ گروہ تھا جو فنا فی الرسول تھا۔ ان کا کروار اسوسہ رسول کے سانچے میں پوری طریقہ تھا۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کا شعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول

”جب تک تم اپنے باپ، اپنے بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرنے لگو، تب تک تم مومن نہیں ہو سکتے۔“

حقیقی محبتِ رسول

اور وہ لوگ واقعی ایمان کے اس درجہ کو پہنچ چکے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حقیقی بیٹا عبدالرحمن بن ابی بکر کفار کے ساتھ بدر کے میدان میں موجود تھا۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نظر اس پر پڑی تو تواری لے کر اس کے قتل کو لے کر اور پکارا کہ ”اے اللہ کے دشمن سن؟“ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے پر آپ اس کے قتل سے باز رہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کر دیا۔ اسی میدان میں حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کو مقابلے کے لئے طلب کیا مگر وہ سامنے نہ آیا۔

عاص بن ہشام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں تھا جب وہ ان کی زو میں آیا تو پکارا ”انت یا ابنِ اخختی؟“ (میرے بھائیجے کیا تو مجھے قتل کرے گا؟) تو حضرت عمر نے کہا: ”نعم یا عدو اللہ“ (ہاں اے اللہ کے دشمن) اور اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت عیمر بن امیر رضی اللہ عنہ کی بہن اسکے سمجھانے پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے سے باز نہ آئی تو انہوں نے اس کافرہ کو قتل کر دیا۔ ان کے خون کی محبتِ عشق رسول کے مقابلے میں کہاں نکلنے والی تھی۔

صحابہ کرام اُسوہ رسول کی پابندی کا خیال زندگی کے ہر میدان میں رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حسنہ ان کی زندگی میں پوری طرح اُتر چکے تھے امانت و دیانت، عدل و انصاف، ایثار و قربانی، حق گوئی و بیبا کی، غنو و درگزر، عفت و پاکبازی، شرم و حیا، عدل و انصاف ان کی زندگی میں رج گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تین سوتیرہ افراد کی بے سروسامان ایک مختصر جماعت، جس میں بوڑھوں بچوں اور غلاموں کی کثرت تھی، بدر کے میدان میں ایک ہزار جنگجو لوگوں پر،

جو ہر طرح کے سامانِ حرب سے لیس تھے، بھاری ثابت ہوئی۔

یہ عشق رسول ہی کا پیدا کیا ہوا جوش تھا کہ جب آپ بدر میں نشکر کوت تسبیب دیتے ہیں تو پچھے اپنا المباقد ظاہر کرنے کے لئے ایڈیاں اٹھائیتے ہیں اور بڑھے اپنا سینہ پھلا کر اکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ کہیں ان کی کمزوری کی بناء پر انہیں جنگ کی شرکت سے روک نہ دیا جائے اور وہ اپنے محبوب کی حفاظت میں جان دینے سے محروم نہ رہ جائیں۔ احمد کے میدان میں وقتی طور پر کفار غالب آ جاتے ہیں۔ ان کی بھرپور کوشش ہے کہ شمع نبوت کی اس لوکو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیں۔ مگر پروانے اس شمع کے گرد جمع ہیں عشق کی آگ میں خود کو خاکستر کئے ڈالتے ہیں۔

حضرت ابوذر جانہ النصاری رضی اللہ عنہ ہیں کہ دشمن کے تیروں کی طرف اپنی پشت کر کے اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی تیر رسول اللہ کو نقصان نہ پہنچادے یہاں تک کہ ان کی کمر چھلنی ہو جاتی ہے اور گر پڑتے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمير رضی اللہ عنہ نشان رسول کو بلند کئے ہوئے ہیں۔ دشمنے وار سے ہاتھ کٹ جاتا ہے تو دسرے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں۔ جب وہ ہاتھ بھی سٹ جاتا ہے تو دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں سے نشان کو سینے سے لگا کر تھام لیتے ہیں اور جب تک دشمن ان کو شہید نہیں کر دیتا تب تک علم رسول کو بلند ہی رکھتے ہیں۔

حضرت طلحہؑ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے تو اس خوف سے ڈھال اٹھانے کے لئے نہیں جھکتے کہ کہیں وہ جھکیں اور کوئی وار ان کے محبوب پر ہو جائے۔ ہر وار کو اپنے ہاتھ پر ہی روکتے ہیں یہاں تک کہ اس عاشق صادق کا ہاتھ زخموں سے شل ہو جاتا ہے۔ واقعہ۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج کی صبح کفار کے سامنے واقعہ معراج بیان فرمایا تو انہوں نے ٹھٹھا لگایا۔ صدیقؓ اکبر کہیں باہر تھے۔ بعض کفار نے ان سے جا کر کہا کہ تمہارے صاحب اس قسم کی ناقابل یقین باتیں کہتے ہیں۔ صدیقؓ اکبرؓ نے بلا تامل جواب دیا۔

لقد صدق و انی لاصدقہ

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق فرمایا اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

بعثت نبوی کے ابتدائی زمانے میں ایک دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم طوف کعبہ کیلئے حرم کے اندر تشریف لے گئے۔ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو غصب ناک ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا۔ کسی نے صدیق اکبر سے جا کر کہا کہ اپنے صاحب کی خبر لو۔

صدیق اکبر دوڑتے ہوئے حرم میں پہنچا پہنچے آقا مولا پر کفار کو تمہارا در ہوتے ہوئے دیکھا تو غم و غصہ سے از خود رفتہ ہو کر مجھ کفار میں گھس گئے کسی کو مارتے کسی کو بہانتے اور کہتے

جاتے تو یہکم انقطلون رجلان یقول ربی اللہ و قد جاء کم بالیت من ربکم۔

یعنی تم پر افسوس ہے کہ تم ایک ایسے شخص کو اس کہنے پر مارڈا لتے ہو کہ میرا رب

اللہ ہے اور حال یہ ہے کہ وہ اللہ کی جانب سے روشن ولیم تھا رے پاس لایا ہے۔

صدیق اکبر کی مدائلت مشرکین کو سخت ناگوار گزری۔ انہوں نے حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کو تو چھوڑ دیا اور سب ان پر ٹوٹ پڑے۔ اتنا مارا کہ لہو لہاں ہو گئے۔

پشتے جاتے اور کہتے جاتے تھے۔ تبارک۔ یاذ الجلال والا کرام۔ ”اے عزت

وجلال والے تیری ذات بارکت ہے۔“

ان کے اہل قبیلہ بنو تمیم کو پتہ چلا تو وہ بھاگم بھاگ حرم پہنچا اور انہیں مشرکین کے

پنجہ تم سے چھڑا کر گھر لے گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ تھرماتی ہیں کہ اس

سانحہ کے بعد صدیق اکبر گھر پہنچے تو ان کا یہ حال تھا کہ سر پر جس جگہ سے ہاتھ لگتا ہیں

سے بال جھٹ جاتے۔ گھر پہنچ کر بے ہوش ہو گئے۔ بڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو سب

سے پہلے جو الفاظ زبان سے نکلے وہ یہ تھے۔ ”رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟“

اے رے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خود موت و حیات کی کھلکھل میں بتلا ہیں

لیکن سلامتی کی فکر ہے تو صرف اپنے آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ جب ان کو بتایا گیا

کہ حضور بغسل خدا بخیر ہیں تو اس وقت ان کو جیں آیا۔

واقعہ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ہدایات کا تو پاس کرتے ہی تھے یہ بھی خیال رکھتے ہیں کہ کس معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا طرز عمل ہوتا تھا۔ زندگی کے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو سامنے رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول عمل کو اپنی زندگی میں اٹارنے کی کوشش کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن لوگوں کی تعظیم و توقیر کرتے تھے حضرت ابو بکر صدیق بھی ان کی بے پناہ تعظیم کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امّ ایمنؓ کے یہاں پابندی سے جانے لگے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی کثیر تھیں۔ بچپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پروردش کے فرائض انہوں نے ہی انجام دیئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر دیا اور ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ کبھی کبھی امّ ایمنؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ بھی ہو جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ پابندی سے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایک دن کسی نے ان سے دریافت کیا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ بڑی پابندی سے امّ ایمنؓ کے یہاں جاتے ہیں۔“

فرمایا：“کیا تم نے نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھرا ام ایمنؓ کے یہاں اسی طرح جاتے رہے؟ پھر میں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر آپ کی اتباع نہ کروں۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی بھراں سلسلے کو اسی طرح جاری رکھا۔ (استیغاب تذکرہ ام ایمن)

واقعہ۔ میدان بدر میں قریش بڑے عجیب انداز میں دو گروہوں میں بٹ کر آئے سامنے کھڑے تھے۔ ایک طرف اللہ کے دوست تھے۔ دوسری طرف اسکے

وشن۔ ان میں سب قریبی عزیز اور رشتہ دار تھے۔ ایک طرف باپ تھا تو دوسری طرف بیٹا۔ ایک طرف پچا تھا تو دوسری طرف بھتیجا۔ ایک طرف سر تھا تو دوسری طرف داماں تھا۔ ایک طرف ایک بھائی تو دوسری طرف دوسرا بھائی۔ لیکن ایک طرف ہشت دھرم مشرکین تھے اور دوسری طرف اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متواں شیدائی تھے جن کیلئے سب قراتبیں، سارے رشتے اللہ کے رشتے میں بیچ تھے۔

واقعہ۔ ایک مرتبہ کسی معااملے میں ایک منافق بشر اور ایک یہودی کے درمیان کچھ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ مقدمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کر کے واپس بھیج دیا۔ وہ یہودی تو اس فیصلہ پر راضی تھا مگر بشر کو یہ فیصلہ تسلیم نہ تھا۔ چنانچہ وہ اس یہودی کو لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور کہا کہ وہ انکے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں۔ یہودی نے انکو بتایا کہ ”اس نزع کا فیصلہ تو حضرت ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کر چکے ہیں۔ حالانکہ میں یہودی ہوں لیکن اس فیصلہ کا احترام کرتا ہوں جبکہ یہ شخص مسلمان ہو کر بھی اسکو مانے سے انکار کر رہا ہے اس لیے مجھ کو آپکے پاس لا لایا ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر سے اس بات کی تصدیق کی تو بیچ نکلی۔ انہوں نے کہا تم لوگ ذرا ٹھہرو میں ابھی فیصلہ کئے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ فوراً گھر میں گئے اور تنگی تکوار ہاتھ میں لیتے ہوئے باہر نکلے۔ انہوں نے اس منافق کی گروپ پر اس زور سے تکوار کا ہاتھ مارا کہ گروپ اتر کر ڈور جا پڑی اور فرمایا: ”جو شخص مسلمان کہلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا اس کا فیصلہ میں اسی طرح کیا کرتا ہوں۔“ (خلفاء راشدین) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اسلام پیش کیا تو انہوں نے اس کو فوراً قبول کر لیا۔ جب ان کے پچاہن عاص کو پتہ چلا تو وہ بہت غصہ ہوا۔ اس نے پہلے ان کو سمجھایا کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کر ان دیکھے خدا کو نہ پوچھیں۔ جب انہوں نے اسلام چھوڑنے

سے انکار کیا تو اس کو سخت طیش آیا، کہا ”دیکھ! تیرا خدا مجھ کو میرے ہاتھوں موت سے کس طرح بچا سکتا ہے۔“ یہ کہہ کر اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسیوں سے جکڑ دیا اور بے تحاشا مارنا شروع کر دیا اور اس قدر مارا کہ آپ کا تمام جسم ہولہاں ہو گیا۔

جب وہ مارتے مارتے تحکم گیا تو بولا ”عثمان اب بتا تیری تو حید کا نشہ کچھ اترایا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں اب تو اپنے اکلوتے خدا کو بھول گیا ہو گا۔“ کہا ”چچا اسلام کو چھوڑنا تو بڑی بات ہے ابھی تو میرے دل میں اسلام چھوڑنے کا وہ سہی پیدا نہیں ہوا ہے۔“

ابن عاص کو ایک بار پھر تادو آ گیا اور اس نے آپ کو پھر مارنا شروع کر دیا آپ نے کہا ”چاہے تم میرے جسم کے لکڑے کرڈا لو، چاہے جس قدر تکلیفیں دو لیکن اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے سے مجھے نہیں ہٹا سکتے۔“ ابن عاص یہ سن کر چڑھے کا کوڑا نکال لایا اور انہیں کھجور کی رسی سے جکڑ کر باندھ دیا۔ پھر کوڑے مارنا شروع کر دیئے، کوڑا جس طرف جسم پر پڑتا تھا کھال ادھیر دیتا تھا، تمام جسم زخموں سے چور ہو گیا اور خون کی دھار بننے لگی۔ ابن عاص نے کہا ”اب میں تجھے کو مُھری میں بند کرتا ہوں کل پھر اسی طرح سزا دوں گا۔“ لیکن یہ ایذا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ان کے دل سے نہ نکال سکیں۔ (تاریخ الخلفاء۔ خلفاء راشدین)

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو عبیدہ بن جراح اللہ کی راہ میں اپنی محبوب سے محبوب تر چیز کو بھی قربان کرنا پسند کرتے تھے۔ یہ بڑے شجاع اور جانباز تھے۔ میدان بدر میں یہ اللہ کے دین اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے اپناسب کچھ خجاہو رکنے کو تیار تھے۔ بدر میں ان کا باپ عبداللہ بن جراح بھی کفار کی طرف سے آیا تھا وہ ان سے ایمان لانے کی وجہ سے سخت ناراض تھا۔ دوران جنگ کی پارتاک تاک کر ابو عبیدہؓ کو شانہ بنایا۔ حضرت ابو عبیدہؓ کچھ دری تو طردہ دیتے رہے جب دیکھا کہ وہ باز نہیں آتا تو کہا ”لاؤ اس دشمن خدا کا کام کرہی ڈالوں۔“ یہ کہہ کر ایسا کاری مارا کہ عبداللہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ (اسد الغائب)

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عاشقانہ تعلق

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے تمام مدینے والوں کو آخوندی و میست کے لیے بیانیا اور، بہت سی فضیحیں کیں۔ پھر فرمایا: ”مجھ پر جس کا جو حق ہو وہ آج لے لے کسی کا قرض ہوتا وہ بے باق کر لے کسی کو گالی دی ہو ستایا ہو یادل آزادی کی ہوتا وہ اپنابدل لے لےتا کہ میں آخترت کے عذاب سے محفوظ ہوں۔“

مہاجرین اور انصار کے دل غم و اندوہ سے پھٹے جا رہے تھے۔ وہ سب صبر کیے کھڑے رہے، سب طرف سناتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ان باتوں کو ذہرا کر بدلتے یعنی کیلئے اصرار کر رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرا پیارا وہی ہے جو اس وقت مجھ سے اپنا حق لے لے۔“

حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ میں سے کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ”مجھے اپنا حق لینا مقصود نہیں تھا،“ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصرار ہے اس لیے ایسا کہہ رہا ہوں، ایک مرتبہ جب توبک کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹی کو تیز کرنے کے لیے کوڑا اچلا یا تو وہ میرے موٹھے پر پڑا اور میرے چوٹ لگ گئی۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے عکاشہ! تو نے مجھ پر بڑا احسان کیا کہ مجھے عقبی کی فضیحت سے بچا لیا۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ”سلمان! جاؤ میرا کوڑا فاطمہ کے گھر ہے، تم اس کو لے آؤ۔“

سلمان فارسی رو تے ہوئے سیدہ کے گھر گئے اور وہ کوڑا جو سفر توبک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا لے کر مسجد نبوی میں لوٹے، کوڑے کو دیکھ کر سب صحابہ چوٹ پھوٹ کرو نے لگے۔ اندر ہی اندر سب کو عکاشہ پر بہت غصہ آرہا تھا، سب چاہتے تھے کہ اس کوڑے کے بد لے میں عکاشہ نہیں کتنے ہی کوڑے مار لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب رخ کیا اور کہا ”عکاشہ! اگر تجھے مجھ سے محبت ہے تو بلا مرقت ایسا

ہی کوڑا امیری پیٹھ پر مار جیسے تیر سے لگا تھا تاکہ میں عذاب آخرت سے بچ سکوں۔“
 عکاشہ نے کہا ”یادِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میری پیٹھ پر کڈا اپڑا تھا تو میں برہنہ پیٹھ تھد“
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کندھ سے ہنادی مہربوت نظر آنے لگی۔
 حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہربوت کو دیکھا، وجد میں جھونمنے لگے
 اور مہربوت کے بو سے لینے لگے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)
 میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مجھے کوڑا مارا اور نہ مجھے میں انتقام لینے کی جرأت، بس آخری وقت میں مہربوت کی
 زیارت کر کے اپنے اوپر آتش جہنم کو حرام کرنا چاہتا تھا۔“ (سید المرسلین ص ۱۷۸)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عشق و محبت اور کمال اطاعت کے واقعات اپنی
 مثال آپ ہیں۔ ان ایمان افروز واقعات کی روشنی میں ہم اپنا محاسبہ
 کر سکتے ہیں کہ ہم خود کو عاشق رسول تو کہلاتے ہیں لیکن ہمارا جذبہ اطاعت
 اس قدر سرد ہو چکا ہے کہ ہمیں محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم والی شکل و
 صورت اپنانے کی بھی بہت نہیں ہوتی۔ اگر محبت اطاعت کا جذبہ اجاگر
 نہیں کرتی تو وہ محبت نہیں بلکہ خوش بھی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ
 واقعات اس کتاب کا مقدمہ ہے جو داڑھی کے موضوع پر ترغیب و تحریک
 پر مشتمل اصلاحی مضامین کا مجموعہ ہے۔



اتباع سنت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالمحیی عارفی رحمہ اللہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔
 دین بڑی نعمت ہے اللہ پاک کی ہمارے لئے، ہم اس کی قدر نہیں کرتے، آج جس صورت میں بھی دین ہمارے پاس ہے بڑا احسان ہے اللہ تعالیٰ کا، اس کی ناقدری نہ کیجئے، ہمارے حضرت نے فرمایا، جس امتی کے دل میں دین کی تھوڑی سی بھی عظمت و محبت ہے، ان شاء اللہ نجات ہو جائے گی، خواہ اعمال میں کوتاہی کیوں نہ ہو اور صحیح معنوں میں امتی تو وہی ہے جس کے دل میں اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت ہے۔
 ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرمائون گے، حوض کوثر پر اس وقت ایک گروہ آ کر کہے گا کہ ہم بھی آپکے امتی ہیں لیکن فرشتے کہیں گے کہ نہیں انہوں نے سیکھڑوں فتنے پیدا کر دیے تھے، بعد میں آپکے دین میں نئی باتیں شامل کر دی تھیں۔ آپ فرمائیں گے دور ہو، دور ہو۔

حقیقت دین

دیکھنا تو یہ چاہیے تھا کہ دین بھی ہمارے پاس پورا ہے یا نہیں، کمزور ہے یا قوی ہے لیکن یہ بعد میں دیکھا جائے گا اس وقت تو اس کی فکر کرنا ہے کہ روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ ہی صرف دین نہیں ہے۔ دین کے پانچوں عنوان پر عمل تم پر فرض ہے، جہاں جہاں صورت

دین نظر آتی ہے مگر حقیقت دین مفتوح ہوتی چلی جا رہی ہے، ہمارے دلوں میں دین کی عظمت و محبت نہیں اس کی وجہ بھی ہے کہ ہم کو دین کا صحیح علم ہی نہیں ہے، جس کی وجہ سے تاویلیں اور مصلحت اندریشی سے کام لینا شروع کر دیا ہے، آپ نے اپنے منشاء کے مطابق دین کے ہر معاملہ میں تاویلیں کر لیں، پھر وہ اصل دین کہاں رہا، لا الہ الا اللہ اب آپ کہیں گے، پھر وہی بات دہراتا ہوں، کیا کروں آج کل کاظمناک ماحول ہر وقت پیش نظر ہے، پھر سکر ارکرنا ہی پڑتا ہے، دین کی عظمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمام امور زندگی میں احکام الہیہ کے آگے بے چون و چو اسر جھکا دیا جائے لیکن عظمت پیدا ہوتی ہے، اللہ کے احکام کا علم ہونے پر جب احکامات شرعیہ پر عمل کیا جاتا ہے تو اس پر وعدہ ہے حیات طیبہ اور نجات اخروی کا اور یہ اعلان بھی ہے کہ اگر ان احکام کی خلاف ورزی کی تو ابد الآباد تک جہنم کی آگ اور عذاب والی زندگی ہے.....الامان الحذر

ایمان کا حق واجب

عظمت نہ ہونے کی وجہ یہ ہے دین کا علم نہ ہونا، اس کا سبب یہ ہے کہ دین حاصل کرنے کے ذریعہ بہت کم ہیں، دین کی عظمت پیدا ہوتی ہے، اس پر غور کرنے سے کہ کتنے اعمالات الہیہ ہر لمحہ ہم پر ہوتے رہتے ہیں اور کتنے جہنمی اعمال سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو بچا رکھا ہے۔ علم حاصل ہوتا ہے اہل علم کی محبت سے اور اہل علم کی کتابوں سے ان سے ضرورت کے مطابق دین کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں، عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بہشتی زیور بہت جامع کتاب ہے، اس سے بہتر دینی معلومات کی کوئی کتاب آسان اور مکمل ایسی جیسی دوسری نہیں ہے۔ ہمیشہ سے طریقہ رہا ہے کہ علم دین والے علمائے دین کہلاتے اور محبت پیدا کرنے والے صوفیاء اولیاء کرام دونوں سے تعلیم و تربیت کے بعد دین کی عظمت بھی پیدا ہوتی ہے اور محبت بھی اور اسی تعلیم و تربیت سے ہمارا ایمان و اسلام مکمل ہوتا ہے، اللہ سے محبت کرنے کے انداز بھی سکھنے

کے قابل ہیں، اب اس زمانے میں اس طرح دین حاصل کرنے کا کہیں موقع ہی نہیں ملتا اور نبی نسلیں تو ان سب باتوں سے بیگانہ ہوتی چلی جاتی ہیں کیونکہ اس طرح کی تعلیم و تربیت کے موقع ہی نصیب نہیں ہیں، اب جو کچھ بھی وضع داری رواداری پہلے لوگوں کی رہ گئی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں ہیں اور اب یہ بھی سلب ہوتی جا رہی ہیں..... اس سے آج کل تو ہمارا یہ حال ہے کہ اللہ کے انعامات کا استخمار ہی نہیں ہے اور اسی وجہ سے شکر کی توفیق نہیں ہے۔

اب ہم کو کتنا چاہیے کہ اللہ کے دین کی عظمت و محبت پیدا ہو جائے تاکہ ہماری نجات ہو سکے، اس کے لئے تھوڑا اہتمام کرنا ضروری ہے، اس کے لئے اپنا جائزہ لججھے، آپ کتنے دیندار ہیں، میں اپنی اور آپ کی خیر اندیشی کے لئے مختصر بات عرض کر رہا ہوں۔ نماز کی پابندی کے ساتھ فرائض و واجبات حقوق کا علم کیا کیا ادا کر رہے ہیں، کیا صرف کہ اس نے اطاعت کی میری تو اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بتا رہے ہیں تاکہ آپ کی عظمت و محبت ہمارے دل میں اتر جائے اور ہم ان کی اتباع کر کے اپنے ایمان و اسلام کا حق واجب عمل ادا کریں۔

اسلامی زندگی

اگر ہم جانتے ہیں کہ محبت و عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہواں کیلئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور جب اللہ کے پیارے سے محبت کرو گے تو اللہ کی نظر میں تمہاری کیا حیثیت ہو جائیگی، ہمارے آپکے سارے دن کی زندگی کے اعمال اتباع شریعت کے تحت ہو جائیں گے۔

ہماری آپ کی معرفت بھی ہے کہ صحیح سے شام تک کی زندگی کو دیکھ لیں، حقوق اللہ حقوق العباد، حقوق نفس یہ کس طرح ادا ہوتے ہیں، یہ جو کچھ بھی سنت کے مطابق ہو گا ہمارا وہی عمل مقبول ہو گا، پھر وہی بات ہے یہ انداز زندگی کس طرح حاصل ہو، برخلاف اس کے آج کل کے معاشرہ میں ہمارا ایمان خطرہ میں ہے، گھر گھر شیلویژن، تصاویر، گانے

بجانے، میز کری پر کھانا، محرم نامحرم کا اختلاط غیر مذہبی تعلیم و تمدن اور کسی کی کیوں کے بے پرده لباس کھلا ہوا بدن اس میں کون سی ادا اسلامی زندگی کی ہے، تم جب پانچ سات افراد پر اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتے اور بلند و بالگ دعوے پر جوش نظرے لگا کر سارے ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کہاں جا رہے ہو، پہلے اپنی زندگی کو تو اسلامی بنالو۔

اسلامی لباس

اللہ پاک نے تو انسان کو بہترین خلعت عطا فرمائی اور انسان اسفل السافلین میں چلا جا رہا ہے، تم نے تو نصراں یوں کی وضع کے کپڑے پہن لئے اور دربارِ الہی میں انداز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوئے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، اب تو اللہ کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے مگر یہ وضع نماز کے وقار کے خلاف ہے، یہ بے ادبی تم کس تاویل سے جائز کر لیتے ہو جو قطبی ناجائز ہے، اگر تمہاری عورتوں کے سر ڈھنکے ہوں، جسم نہ گانہ رہے تو کون تمہاری گروں دبائے گا، ہاں اپنیں زدہ ذہنیت والے لوگ ضرور فیشن کے خلاف کہیں گے، مگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تو شریفوں کا لباس اسلامی ہے، تم کو کوئی سونے کے زیور کے دام لے کر پہنل کا زیور دے دے تو تم کیا سوچو گے، کیا کہو گے، تم خود یہ دھوکہ واہی بات کرتے ہو کہ نماز پڑھتے ہو اور لباس ہے فرنگیوں کا، پہلے زمانہ کے لوگ اس لباس کو فرنگیوں کیمینوں اور نگلوں کا لباس کہتے تھے جس کو تم نے آج شریفوں کے لباس کا نام دے کھا ہے۔

نصرت خداوندی

ہاں مجرم ہو کر ان بے حیائیوں کا اعتراف کرو اور ان کو چھوڑنے کا ارادہ بھی ہو تو پھر اللہ تمہارے لئے اپنی آخرت کا سامان بھی ایسا ہی پیدا کر دے گا، تم کو مد ملے گی انکو چھوڑنے میں۔ ایک صاحب لاہور سے آئے کہنے لگے کہ تم تو بڑی عیش و عشرت کے سامان میں رہتے ہیں، اپنے ایک عزیز کے ہاں مہمان ہیں اور بڑے عیش و آرام کے سامان مہیا ہیں، ریڈیو میلیو یعنی تصاویر صوفی ہمارا گھر تو جنت کدھ بنا ہوا ہے اور آپ کی محکم میں بیٹھ کر یہ معلوم ہوا کہ یہ تو سارے سامان عیش خلاف شرع ہیں اور دوزخ کی طرف لے جانے والے ہیں۔

جب ہم کمر کو لوٹ کر گئے تو وہ جنت کدھ، ہم کو جہنم کدھ معلوم ہوا، ہم نے اپنے میزبان سے کہایا تو ان جہنم کی چیزوں کو نکالا وہ اپنے گھر سے یا پھر اس گھر میں قیام نہ کریں گے، خدا حافظ۔
سجان اللہ! ذرا سی دیر میں ایک شخص نے کیا اثر لیا، ہم آپ عرصے سے یہ باتیں سن رہے ہیں، کاش ہماری زندگی بھی اس فتنہ و فجور والی چیزوں سے فجع جائے اور اسلامی معاشرہ کی راحت و عیش نصیب فرمائے۔

قرب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت

ہم اپنے معاشرہ میں ان گندگیوں کے ساتھ ساتھ درود شریف بھی پڑھا کرتے ہیں لیکن اس کی اہمیت سے بالکل بے خبر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا قرب میری جانی کے پاس آنے میں نہیں ہے بلکہ اتباع میں ہے۔

ہمارے حضرت فرماتے تھے کسی کو ساری عمر روزانہ خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو اتابع شریعت نہ ہو تو وہ زیارت اس کے کسی کام نہ آئے گی، سنت کے مطابق اعمال ضروری ہیں، جن پر مدار ہے، ہمارے ایمان و اسلام کا۔

میں یہ باتیں بار بار اسی لئے دھراتا ہوں کہ آج فیصلہ کر لیں کہ ہم کو جنت کے اعمال کرنا ہیں یا جہنم کے اعمال کو جائز سمجھتے ہو تو آخرت کے درود ناک عذابوں کے لئے تیار ہو جاؤ، جب تمہاری لذتیں وابستہ ہیں ان بے حیائی و ناپاکی کے کاموں سے توبہ نہ کرو گے تو یاد رکھو دنیا میں بھی عذاب ہوگا، قبر میں بھی برزخ میں بھی قیامت میں بھی بد اعمالیاں کرے گا وہ عذاب آخرت سے فجع نہیں سکتا اور جس نے اچھے اعمال کیے، عورت ہو یا مرد ہو اور ایمان شرط ہے، اس کو یہاں بھی حیوة طیبہ ملے گی اور قبر میں بھی برزخ اور حشر میں بھی عیش و کامیابی ہے۔

توفیق ندا مست

خدا کیلئے پہلے اخباروں اور فتووالی کتابوں کو گھر سے نکال دو اور اس خوف سے

نکالو کہ انکی موجودگی میں جنت کے اعمال کی توفیق نہ ہوگی، آج بھی وہ ایک مسلمان ہے جو سود و شراب، رشوت میں ملوث ہے اور جس نے تصاویری گانے بے پر دلگی کے سامان کو حلال اور جائز سمجھ رکھا ہے۔

بس سن لیا کہ مسلمان کو نماز پڑھنا اور قرآن پڑھنا فرض ہے، اور بغير عظمت اور محبت الہی و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دین کے سارے اجزاء نہیں مل سکیں گے۔ اب غور سے سنو کہ تم کو کتنا کیا ہے دو رکعت نماز خشونع و خضوع سے ادا کر پھر اپنے دل کو مستحب کرو اور گڑگڑا کر لپے مولا نے کہو ”لَيَاكَ نَعْدُ وَلَيَاكَ نَسْتَعِنُ“ اور کہو یا اللہ! میں عاجز ہوں میں مغلوب ہو گیا ہوں میں آپکے دربار میں حاضر ہو اہوں آپ تو قبول کرنے والے ہیں۔

یا اللہ یا رحمن یا رحیم یا حی یا قیوم بر حمتک استغیث

یہ ایم اعظم ہے اس کو خوب پڑھو اور کہو یا اللہ جو کچھ میرے اوپر ہے میری شامت اعمال ہے یا اللہ اتنا بوجھ پرندہ ائے کہ اٹھائے نہ اٹھائے سکے اور یا اللہ یہ مناجات آپ ہی نے عطا فرمائی ہے اپنے بندوں کو ہلاکت سے بچانے کے لئے یا اللہ آج دنیا جہنم کدھنی ہوئی ہے۔ تمام تر نفسانی و شیطانی اعمال سے اور مجھ میں اتنی طاقت ایمانی نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکوں یا اللہ مجھے تقدعا کرنا بھی نہیں آتی، یا آپ ہی سکھا رہے ہیں یا اللہ! مجھے تو بے کرنا بھی نہیں آتی، یا اللہ! میں دل سے بھی نہیں کہہ رہا ہوں صرف زبان سے کہہ رہا ہوں یا اللہ یہ گناہ بھی مجھ سے نہ چھوٹیں گے۔ کچھ تو میں چھوڑ دوں گا اور بعض جو مجھ سے پھر بھی نہیں چھوٹیں گے۔ مگر میں ڈرتا ہوں ان کے عذاب سے اور گناہ پھر گناہ ہی ہیں میں تو قدرت نہیں رکھتا ان کو چھوڑ نے کی یا اللہ! آپ خود ہی چھڑا لیجئے اپنی رحمت سے اپنے فضل و کرم سے آپ بچا لیجئے اور مجھے اپنی مغفرت و رحمت سے محروم نہ فرمائیے۔

یا اللہ! آپ ہی ندامت کی توفیق دیجئے، آپ ہی ندامت قبول فرمائیجئے اور ان گناہوں سے میرے دل میں نفرت بٹھادیجئے اور مو اخذہ نہ فرمائیے اور عذاب سے بچا لیجئے، ”رَبَّنَا وَقَنَا عَذَابَ النَّارِ“

یا اللہ! ہماری حالت بڑی خراب ہے، ہم آپ کی رحمتوں سے محروم ہو گئے ہیں۔
شیطان اٹیس نے ہمارے نفس پر قبضہ کر کھا ہے، ہم ذلیل و خوار ہو گئے ہیں، ہماری
تمام بد اعمالیاں معاف فرمادیجئے، ہم پر اپنا فضل فرمائیے۔

ہم کو ہمارے اہل و عیال کو سارے عالم کے مسلمانوں کو ہدایت فرمائیے اور معاف
فرمادیجئے اور شامت اعمال سے نجات فرمائیے، ہم کو دنیا اور آخرت میں حیوة طیبہ
نصیب فرمائیے، ہماری عاقبت بخیر فرمائیے آمین بحق رحمت للعالمین۔ (خطبات عارف)

دور حاضر میں داڑھی رکھنے پر

سو شہیدوں کا ثواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
من تمسک بستنی عند فساد امتی فله اجر مائی شہید
جس نے میری سنت کو مغضوبی سے کپڑا میری امت کے فساد کے وقت پس
اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔ (مکہو)

فاائدہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بذعت جیسے فسادات رونما ہو چکے ہیں۔
لہذا اس زمانے میں سنت کو مغضوبی سے کپڑا لینے سے بھی یہ درجہ سکتا ہے اور
داڑھی رکھ کر وضو میں داڑھی کے خلاں سے اور ہمیشہ دائیں طرف سے ابتداء
کرنے اور بیت الخلاء آتے جاتے وقت دعائیں پڑھنے سے بھی یہ درجہ
سکتا ہے۔ (ارشاد الطالبین)



اتباع سنت تمام نیکیوں کی کنجی ہے

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے سازی نیکیاں ایک مکان میں جمع کر دیں اور اس کی کنجی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اب اتباع کیا ہے متابعت کرو قناعت میں حرص میں نہ پڑو۔ رزق کی زیادہ فکر نہ کرو۔ دنیا بقدر ضرورت بھی آپ نے جمع نہ کی تم بقدر ضرورت تو جمع کرلو لیکن ضرورت سے زیادہ جمع نہ کرو۔ بھیک بھی مانگنا نہ پڑے اور فضولیات میں بھی نہ پڑ جاؤ یہ عام مسلمانوں کو حکم ہے کسی کو کچھ دلو تو کچھ روک کر بھی رکھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کا ایک تھائی سے بھی کم قبول کیا۔ باقی واپس کر دیا اور ایک شخص کو بالکل واپس کر دیا جوانا سارے کاسارالایا تھا اس سے خفگی بھی ظاہر ہی تو عام معمول تھا اور اپنے لئے اور خاص صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے خصوصیت تھی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سارا مال قبول کر لیا۔ ان کے درجات اور ہیں غرض اعتدال سے جمع کرنے کا حکم ہے۔ آج دل کو کچھ تے پھرتے ہیں کھانا ہضم نہیں ہوتا مگر دنیا کی زیب و زینت حاصل کرنے کا روگ ہو گیا ہے بغیر فرنچر کے چین نہیں آتا۔ اور متابعت کرو فضول با توں فضول مجلسوں فضول کاموں فضول کھانے غرض ہر فضولیات سے پچھ جہاں چار آدمی بیٹھتے ہیں غیبت اور لا یعنی ہوتا ہے یہ بڑا عذاب لگ گیا ہے قوم کے مفتی لوگ بھی اس سے نہیں بچتے۔ (جالس مفتی اعظم)

سنت کا مفہوم اور اس کی اہمیت

سنت کے بارے میں ضروری وضاحت کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔

لفظ ”سنت“ آپ کثرت سے سنتے ہیں اس کا مفہوم ذرا تفصیل سے سمجھنے کی ضرورت ہے لفظ ”سنت“ کے لغوی معنی ہیں ”طریقہ“ جب یوں کہا جائے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت“ تو اس کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کس چیز میں طریقہ؟ پوری زندگی کے اعمال میں زندگی کے تمام شعبوں میں۔

شریعت کی اصطلاح میں لفظ ”سنت“ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ نماز اور وضو وغیرہ میں آپ پڑھتے ہیں کہ نماز میں اتنی سنتیں اور وضو میں اتنی سنتیں ہیں اور اتنے فرض اتنے واجبات اور شرائط ہیں۔ اس جگہ سنت سے مراد ہوتا ہے ”واجب سے کم درجے کے اعمال“ لیکن آج ہم جس باب کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس جگہ سنت کے یہ معنی مراد نہیں بلکہ دوسرے معنی مراد ہیں۔ نہ صرف یہاں بلکہ عام طور پر قرآن و سنت کی اصطلاحات میں جب لفظ ”سنت“ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ خواہ وہ فرض ہو یا واجب سنت موکدہ ہو یا غیر موکدہ آداب میں سے ہو یا شرائط میں سے یہ سب سنت کے اصطلاحی مفہوم میں داخل ہیں مثلاً ایمان لانا تو سب سے بڑا فرض ہے جس کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔ وہ بھی سنت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اسی طرح ہم نماز ادا کرتے ہیں مثلاً صبح کو دو فرض ظہر میں چار فرض عصر میں چار فرض مغرب میں تین اور عشاء میں چار فرض پڑھتے ہیں۔

یہ پانچ نمازیں بھی سنت ہیں حالانکہ فرض ہیں لیکن اس اعتبار سے سنت ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے زکوٰۃ بھی سنت ہے اور روزہ بھی حج بھی سنت ہے اور ایمان بھی اور کلمہ توحید و شہادت کہنا بھی سنت ہے

-غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال و افعال جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ سب کے سب سنت ہیں کیونکہ وہ آپ کا طریقہ ہیں۔ البتہ پھر حکم کے اعتبار سے کیوں فرض ہے اور کوئی واجب۔ کوئی سنت ہے اور کوئی مستحب۔

اسی سے یہ بھی سمجھ لجئے کہ پاکستان کے آئین میں جو یہ عبارت درج ہے کہ اس ملک کا کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا۔ اس سے مراد بھی یہی دوسرے معنی ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے جو کچھ ثابت ہے۔ اسکے خلاف قانون نہیں بنایا جائیگا۔

سنت کے متعلق غلط فہمی کی وجہ

عام طور پر سنت کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ یہ واجب نہیں۔ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے اور یہ مغالطہ اس وجہ سے لگتا ہے کہ جب نماز وغیرہ میں فرائض اور سننوں کو گنوایا جاتا ہے تو اس وقت سنت سے مراد "واجب" سے کم درجے کا عمل ہوتا ہے تو اس مغالطہ کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جب بھی اور جہاں بھی سنت کا لفظ بولا جائے گا تو اس سے واجب سے کم درجے کا عمل مراد ہو گا۔

دائرہ رکھنا سنت نہیں واجب ہے

اسی سے یہ بھی سمجھ لجئے کہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مشت کے برابر دائیں رکھنا اور جب تک مشت بھر سے بڑھنے جائے۔ اسے نہ کہا گا "سنت" ہے تو عام طور پر لوگ اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واجب نہیں۔ یہ سمجھنا بالکل غلط ہے دائیں رکھنا واجب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بار بار حکم دیا ہے اور تاکید سے حکم دیا ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا حکم دیں تو وہ فرض اور واجب ہوتی ہے لہذا دائیں رکھنا اس معنی میں تو سنت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ واجب نہیں۔ خوب سمجھ لجئے کہ چونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اس لئے یہ واجب ہے اس کا کتوانا
گناہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے۔

چار بندیاں دیں چیزیں

دوسری بات یہ ہے کہ شریعت کے احکام صرف چار چیزوں سے ثابت ہو سکتے
ہیں۔ قرآن سے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یعنی آپ کے قول سے یا
 فعل سے یا اجماع سے یا قیاس سے یہ چار بندیاں ہیں اور جتنے شرعی احکام ہیں۔ وہ
سارے کے سارے انہی میں سے کسی سے ثابت ہیں۔

قرآن و سنت

قرآن مجید میں اگرچہ بہت سے احکام آگئے تاہم سارے احکام کا بیان نہیں
آیا۔ بعض احکام کے صرف اصول بیان کئے گئے بعض جگہ صرف اشارہ دے دیا گیا
کہیں صرف ایک روح دے دی گئی اور باقیوں کے بارے میں کہہ دیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جوار شاد فرمائیں تم اس کی پیروی کرو۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا أَنْكُمُ الرَّمُوْلُ فَخُلُوْهُ وَمَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَأَنْتُهُوَا (الحضر...۷)

”سو جو چیزیں تم کو پیغیر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔“
گویا سارے احکام بیان کرنے کے بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ
یدیا کہ یہ ہمارے رسول ہیں۔ یہ اپنی طرف سے دین کی باتیں نہیں کرتے جو کچھ
ہم کہتے ہیں وہی باتیں یہ آپ کو بتلاتے ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحَى (الجم...۳)

”اور نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں یہ تو حکم خدا ہے جو انکی طرف
بھیجا جاتا ہے۔ لہذا یہ جس چیز کا حکم دیں اسے کرتے جاؤ اور جس سے روکیں اس سے
رک جاؤ۔“ پھر قرآن مجید میں سنت کی اہمیت کے بارے میں آیت ملتی ہے:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ....(النَّاسَ...۸۰)

”جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیک اس نے خدا کی فرمانبرداری کی“
اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی کہ جتنے بھی شرعی احکام احادیث میں بیان ہوئے
یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہوئے درحقیقت وہ احکام قرآن ہی سے
بالواسطہ ثابت ہو گئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع قرآن کا اتباع ہے۔

تیسرا چیز اجماع ہے

اجماع سے حکم ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک زمانے کے پوری امت
کے جتنے مجتہدین ہیں اگر وہ کسی حکم پر متفقہ فیصلہ کر دیں تو وہ اللہ کا حکم ہوتا ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے اس امت کو یہ اعزاز بخشنا ہے کہ اس امت کے فقهاء مجتہدین خواہ وہ کسی بھی
زمانے میں ہوں اگر سب کے سب مل کر متفقہ طور پر یہ فیصلہ کریں کہ یہ چیز حلال ہے یا
یہ چیز حرام ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حلال ہے یا وہ اللہ کے نزدیک بھی حرام
ہے۔ اس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے۔ آپ نے فرمایا:

لَا تَخْجِيْعُ أَعْتِيْعَ عَلَى الْضَّلَالَةِ مِيرِي امْتُ كَسِيرِي پر متفق نہیں ہو گی (یہ
حدیث تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ آٹھ صحابہ کرام سے مردی ہے۔ البتہ اتنا جملہ
مشترک ہے ”امت محمد یہ کو اللہ تعالیٰ گمراہی پر متفق نہیں کرے گا“،

یعنی نہیں ہو سکتا کہ ساری امت کسی گمراہی کے کام پر متفق ہو کر کہنے لگے کہ
یہ جائز ہے۔ یہ بھی نہیں ہو گا اگر کوئی جائز کہنا چاہے گا تو دوسرے لوگ اس کی
مخالفت کریں گے۔ اور اگر کوئی اس کی مخالفت نہ کرے تو یہ اس بات کی علامت
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی ہے اور ان کا فیصلہ درست ہے امت
کے فیصلے سے مراد امت کے مجتہدین اور فقهاء کا فیصلہ ہے۔

اجماع کی جیت قرآن کریم سے بھی ثابت ہوتی ہے.... ارشاد ربانی ہے:
وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ مَ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبَعُ غَيْرَ سَبِيلٍ

الْمُؤْمِنُونَ نُولَهُ مَا تَوَلَّى وَنُصِّلُهُ جَهَنَّمَ طَوَّسَاءُ ثَمَصِيرًا (التساء: ۱۵)

”اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی خلافت کرے اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کسی اور راستہ پر چلے تو جدھروہ چلے گا ہم اسے ادھر ہی چلتا کر دیں گے اور (قیامت کے دن) اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔“

یعنی جو شخص تمام مومنین سے مختلف راستہ اختیار کرے گا اسے ہم جہنم میں پھینکیں گے۔ معلوم ہوا کہ تمام مومنین کا جو متفقہ فیصلہ ہو جائے اس کے بخلاف کرنا جائز نہیں۔

چوتھی چیز قیاس ہے

عام طور پر لوگ قیاس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے اخبارات میں قیاس آرائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ قیاس بھی ویسا ہی ہوتا ہو گا۔ یہ خیال درست نہیں۔ قیاس کا عمل ایک بہت مشکل کام ہے۔ ہر ایک کے بس کا کام نہیں اور ہر ایک کے اندر اس کی صلاحیت بھی نہیں ہوتی۔ بڑے بڑے علماء اور فقہاء عمریں خرچ کرتے ہیں تب کہیں جا کر ان کے اندر یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ قیاس کر سکیں۔

سنن کے متعلق یہ روایہ ہرگز درست نہیں

ای تفصیل سے آپ یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ آج کل بہت سے جاہل اپنے آپ کو مجتہدین کے مقام پر لا کر کھرا کرتے ہیں اور پھر ان اپ شناپ باشیں کرتے ہیں۔ ابھی سپریم کورٹ کے اندر سرکاری وکیل نے جواناپ شناپ باشیں کی ہیں۔ وہ آپ نے سن لی ہوں گی۔ ربا (سود) کے بارے میں کہا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مکروہ ہوتا ہے اور دوسرا حرام ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خنزیر کے گوشت کی بھی دو قسمیں ہوں گی۔ ایک مکروہ دوسرا حرام ان جیسے لوگوں کا رہی ہرگز درست نہیں۔

سنن کی پیروی کے درجات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پابندی لازم ہے۔ آپ کی سنن کی

بیرونی ضروری ہے۔ پیروی کے مختلف درجات ہیں۔ کہیں یہ بیرونی فرائض میں ہوگی تو کہیں واجبات میں کہیں سنن میں ہوگی تو کہیں مستحبات میں کہیں شرائط میں ہوگی تو کہیں آداب میں مثلاً یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دورعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور انہیں فرض قرار دیا تو ہم بھی انہیں فرض کہیں گے۔ یہ سنت بھی ہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل کر کے دکھایا ہے اور چونکہ اسے فرض کہا ہے اس لئے فرض ہیں اور فجر کی نماز سے پہلے جودو سنتیں ہیں انہیں آپ نے فرض نہیں کہا اس لئے ہم بھی انہیں فرض نہیں کہتے۔ البتہ یہ سنت ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ہیں۔

بعض سنتیں فرض و واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب ہیں مثلاً جوتا پہننے کا طریقہ جو سنت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جب جوتا پہنیں تو دامیں پاؤں میں پہلے پہنیں باہمیں میں بعد میں پہنیں ایسا کرنا ضروری نہیں لہذا اگر اس کے برخلاف کرو گے تو گناہ نہیں ہو گا لیکن اگر اس کے مطابق کرو گے تو ثواب ملے گا۔ یہ مستحب عمل ہے لیکن اسے سنت بھی کہہ سکتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اسی طرح تھا۔
اس باب میں یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقے کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

اَهْلِيَّ آيَتٍ وَمَا اتَّكُمُ الرَّوْسُولُ فَخُلُّذُوهُ وَمَا نَهَّكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر: ۷)

”اور جو چیز تم کو پیغامبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔“

”دینا“ کی طریقے سے ہوتا تھا کبھی ہاتھ سے اٹھا کر کوئی چیز دے دی روپیہ پیسہ دے دیا۔ کبھی زبان سے کوئی حکم یا پدایت دے دی کہ فلاں کام کرو۔ فلاں نہ کرو فلاں چکے چلے جاؤ یہ یوں کے حقوق ادا کرو۔ رشته داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی دیں اسے لے لیا کرو یعنی اسے قبول کرو اگر مال و دولت ہے تو اسے نعمت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے

آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں تمہیں دلوائی ہے کوئی ہدایت اور رہنمائی ہے تو اسے زندگی بھر کے لئے اپنے لئے مشعل راہ بناؤ اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔ یعنی جس جس گناہ سے بھی آپ روک دیں اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔

اصل شرعی ضابطہ

اصل شرعی ضابطہ یہ ہے کہ آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کا حکم دے دیں تو وہ فرض ہو جاتی ہے اور جب کسی چیز سے روک دیں تو وہ حرام ہو جاتی ہے البتہ اگر قرآن وغیرہ سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض کے طور پر نہیں دیا بلکہ شفقت کے طور پر رہنمائی فرمائی ہے تو وہ فرض یا حرام نہیں ہوتا۔ اس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں۔ البتہ آپ اتنی بات یاد رکھیں کہ اصل ضابطہ یہی ہے کہ آپ کے حکم پر عمل کرنا فرض ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے انداز ارجاع سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ سامنے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس وقت حضرت عبد اللہ بن مسعود اپنے گھر سے مسجد نبوی کی طرف آرہے تھے۔ راستے میں تھے کہ کانوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ آواز پڑی تو وہیں راستے میں بیٹھ گئے۔ یہ تحقیق بعد میں کی کہ اس حکم کے مخاطب کون تھے۔ چونکہ الفاظ عام تھے اس لئے جب آپ نے یہ حکم سنات تو اس سے سمجھ لیا کہ میرے لئے بیٹھنا فرض واجب ہو چکا ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ان لوگوں کو بیٹھانا تھا جو سامنے کھڑے تھے لیکن اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ کی کیا مراد ہے؟ البتہ اس اصول کو جانتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آجائے تو اس کی تعلیل فرض ہو جاتی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنا حرام ہو جاتا ہے لہذا فوراً زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ آپ کی شان تفہفہ ہے۔ آپ کا تفقید صحابہ کرام کے درمیان معروف تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ سے ماخوذ ہے۔

بعض مرتبہ حکم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا

ابتدیہ بعض مرتبہ حکم فرضیت کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دیگر مقاصد کیلئے ہوتا ہے مثلاً بعض مرتبہ یہ بتانے کے لئے ہوتا ہے کہ اب یہ کام جائز ہو گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ حالت احرام میں کسی قسم کا شکار کرنا جائز نہیں حرام ہے لیکن جب حاجی احرام سے فارغ ہو جائے تو اس کے لئے شکار کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا کہ:

وَإِذَا حَلَّتُمُ الْحَلَقَادُوا... (المائدہ: ۲۷)

”جب تم حالت احرام سے نکل آؤ تو (پھر اعتیار ہے کہ) شکار کرو۔“

اب اس حکم کا یہ مطلب نہیں کہ جب حالت احرام ختم ہو جائے تو سب بندوقیں لے لے کر شکار کرنا شروع کر دو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب شکار کرنے کی ممانعت ختم ہو گئی اور شکار کرنا جائز ہو گیا اب اگر یہاں بھی فرضیت کے معنی میں قرار دیں گے تو مصیبت کھڑی ہو جائیگی۔

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

اسی طرح کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یا فعل کسی عمل کے متحب ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا لیکن ایک موقع پر آپ نے کھڑے ہو کر پانی پیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا منع کرنا حرام ہونے کیلئے نہ ہاں لئے کہا اگر کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہوتا تو آپ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرتے البتہ ایسا کرنا ادب کے خلاف ہے اور آپ کا یہ عمل کرنا یہ بتلانے کیلئے تھا کہ یہ جائز ہے ناجائز نہیں البتہ ادب کے خلاف ہے۔

دوسری آیت

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (الجم: ۲۷)

”اُمر خواہش نفس سے منہ سے بات نکلتے ہیں یہ تو حکم خدا ہے جو (اکی طرف) بھیجا جاتا ہے“ یعنی دینی معاملات میں آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

بھیجی ہوئی وحی کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتا مثلاً فلاں چیز جائز ہے۔ فلاں ناجائز ہے۔ فلاں فرض ہے فلاں واجب ہے۔ فلاں عمل کا اتنا واب ہے وغیرہ۔ یہ دین کی باتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بات آپ اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ وہ وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے البتہ یہاں دنیا کے معاملات مراد نہیں مثلاً کسی کو مشورہ وغیرہ دے دیا یا کوئی اور بات کہہ دی وغیرہ تو وہ یہاں مراد نہیں۔ اس تفصیل سے بھی یہی معلوم ہوا کہ آپ کی ہدایات اور احکام کی پیروی فرض و واجب ہے۔

تیسرا آیت

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحَبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحِبِّكُمُ اللَّهُ وَيَعْفُرُنَّكُمْ ذُنُوبَكُمْ
 ”(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کرو گا“۔ (آل عمران: ۳۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرے اگر وہ آپ کی پیروی نہیں کر رہا تو اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں اور آپ کی پیروی بھی ہے کہ آپ نے جس کام کے کرنے کا حکم دیا اسے کرو اور جس سے منع کیا۔ اس سے بازاً جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے دو فوائد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے دونوں فوائد ظاہر ہوں گے۔
 ۱۔ یحییکم اللہ (اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا) یہ ایک عجیب بات ہے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ آپ کسی سے محبت کریں تو آپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بھی محبت کرے۔ چنانچہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ہمارے دل میں بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے اور اس سے بڑھ کر ہمارے لئے سعادت کی اور کیا بات ہوگی کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ضابطہ بنادیا کہ تم جتنی محبت کرنا چاہو کر وہیں تمہاری محبت اسی وقت معتبر ہوگی جب تم میرے رسول کی پیروی کرو۔

گے جب تم میرے رسول کا اتباع کر لو گے تو میں محبت کا جواب محبت سے دوں گا اور اگر میرے رسول کی بیروی نہ کی تو میری طرف سے محبت کا جواب محبت سے نہیں لے گا۔

۲- وَ يَنْهَاكُمْ ذُنُوبُكُمْ (او تمہارے گناہوں کو بخش دیا) معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی کرنے سے جس طرح انسان اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس سے گناہ ہو بھی جائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع سنت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو سنت کے سانچے میں مکمل طور پر ذہال دیا تھا بابا و پرشاک میں گفتگو میں کھانے پینے میں اٹھنے بیٹھنے میں۔ چلنے پھرنے میں نماز میں عبادات میں معاملات میں تجارت میں محنت و مزدوری میں غرضیکہ ہر چیز میں وہ دیکھتے تھے کہ ہمارے رسول کا اس میں کیا طریقہ تھا؟ چنانچہ اسکی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا معمول

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو عالم اسلام کے عظیم حکمران تھے جن کے بھیجے ہوئے دستوں نے اس وقت کی دو پر پاور حکومتوں کو زیر کیا۔ کسریٰ اور قیصر کو یہ دونوں سپر طاقتیں شمار ہوتی تھیں اس وقت کی ساری دنیا و حصوں میں بھی ہوئی تھی۔ ایک حصہ کسریٰ کے ماتحت تھا اور دوسرا حصہ قیصر کے زیر تھیں تھا۔ آپ کے دور میں ان دونوں کو ملیا میٹ کر کے اسلام کا جہذا بلند کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے منتظم تھے کہ اسلام کے کھلے دشمنوں نے بھی آپ کے حکومتی نظام و ضبط کو سراہا اور اسے قابل تقلید قرار دیا۔ متحده ہندوستان میں انگریز کے دور حکومت میں جب ایکش ہوئے اور کاگریں کو بھاری کامیابی حاصل ہوئی جس کی وجہ سے کاگریں کے لیڈر گاندھی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ وزیر اعظم بننے کے بعد اس نے اپنے وزریوں کے نام جو ہدایت نامہ بھیجا۔ اس میں یہ بھی کہا: ہمیں صد یوں بعد اب حکومت مل رہی ہے۔ اگر قم کامیاب حکومت کرنا چاہتے ہو تو وہی حکومت کرو جیسی ابو بکر اور عمر رضی اللہ

عہمانے کی (گاندھی کو نہونے کے طور پر پیش کرنے کے لئے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہم کے علاوہ کوئی نہیں ملا) اس جملے پر ہندوؤں نے بہت ناک بھوں چڑھائے اور کبا کرم نے مسلمانوں کے سامنے ہماری ناک کٹوادی گاندھی نے جواب دیا کہ میں کیا کروں پوری تاریخ میں مجھے اتنے بڑے کامیاب حکمران اور کوئی ملتے ہی نہیں۔

اتنے بڑے عظیم حکمران اور منتظم ہونے کے باوجود ان کا طریقہ اور معمول یہ تھا کہ جب کوئی معاملہ یا مقدمہ یا کوئی بھی واقع پیش آتا تھا کاشتی حکم آپ کو معلوم نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو جمع کر کے فرماتے کہ فلاں واقع پیش آیا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں فیصلہ کرنا چاہیے کہ تم میں سے کسی نے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول سنیا کوئی فعل دیکھا ہے۔ اگر کوئی کہتا کریں نے سنیا رکھا ہے تو فرماتے اچھا اس پر گواہ لے آؤ اور جب گوئی آنے کے بعد ہمینان ہو جاتا کہ حقیقی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا یا اس کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا تو آپ بھی اسی پر عمل کرتے اور مملکت کا قانون بھی وہی بن جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز

صحیح بات یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کامیاب حکمران ہونے کا راز ہی یہی تھا کہ آپ کامل تفہیم سنت تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے اور پھر اپنے آپ کو اسی کے ساتھی میں ڈھالا جائے تو زندگی اتنی خوبگوار اتنی آسان اتنی کامیاب اور اتنی قابل رشک بن جائے کہ لوگ دیکھ دیکھ کر حیرت کریں۔ میں یہ بات صرف عقیدت کی بنیاد پر نہیں کہدا بلکہ واقعات کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یعنی آپ کے طریقوں کے مطابق زندگی گذارتا ہو وہ ہر دفعہ زیر ہوتا ہے۔

سنت کے تفصیلی مطالعہ کی ضرورت ہے

سنت پر عمل کرنے کے لئے آپ کی پوری زندگی کی تفصیلی معلومات حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً یہ کہ آپ کسی کو اٹھ کر کیا کرتے تھے۔ عسل اور اسجاو کیلئے کس طرح

جاتے تھے۔ وہاں سے کس طرح آتے تھے۔ وضو کس طرح کرتے تھے نماز کیلئے کس طرح جاتے تھے۔ سنتیں کس طرح پڑھتے تھے۔ نماز کس طرح ادا کرتے تھے۔ دعا کس طرح مانگتے تھے۔ نماز کے بعد اپنے ساتھیوں سے باتیں کس طرح کرتے تھے (روايات میں آتا ہے کہ آپ فجر کی نماز کے بعد صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے اور ان سے باتیں کرتے تھے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ سنا تھا کبھی کبھی دل لگی کی باتیں بھی ہوتی تھیں۔ آپ بہتے بھی تھے ہنساتے بھی تھے) پھر گھر میں آ کر کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھئے۔ خصہ اور صفیہ رضی اللہ عنہم سے پوچھئے ان ازواج مطہرات سے پوچھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لا کر اپنی بیویوں کے ساتھ کس طرح بات کیا کرتے تھے۔ گھر کے کام کا ج میں کس طرح حصہ لیتے تھے۔

گھر سے باہر کیا کام کرتے تھے جب کوئی مہمان آتا تو اس کے ساتھ کیا برداشت ہوتا تھا۔ دشمنوں سے بات کرتے تھے تو کیسی بات ہوتی تھی۔ اپنوں سے بات ہوتی تو کس طرح ہوتی تھی جب بکریاں چڑائیں تو کس طرح چڑائیں تھیں۔ تجارت کس طرح کی تھی اور جب اتنی بڑی حکومت سنگھاں جو آج تقریباً ایک درجن ملکوں پر پھیلی ہوئی ہے تو اس حکومت کو کس طرح چلا�ا تھا۔ عدالت میں فیصلے کن اصولوں پر کرتے تھے۔ جہاد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیا برداشت ہوتا تھا اور دشمنوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوتا تھا۔ بہادری اور شجاعت کیسی ہوتی تھی۔ سفر کس طرح فرماتے تھے۔ سفروں میں نمازیں کس طرح ادا کرتے تھے۔ جب رات کو گھر میں جاتے اور نیند کے لئے لیٹتے تو کس طرح لیٹتے تھے۔ آپ کے سرہانے کیا رکھا ہوا ہوتا تھا۔ یہ ساری تفصیلات احادیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔

سنن پر عمل کرنے کے طریقے

اب سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی پیروی کس طرح کی جائے۔ اس کے دو راستے ہیں اور دونوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پہلا طریقہ

ایک یہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ کی بڑی مشہور کتاب ہے "اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" یہ کتاب اردو میں ہے۔ اس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح سے شام تک کے معمولات اور طریقے بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ یہ کتاب ہرگھر میں ہونی چاہئے اور ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ یہ کئی صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ہے جن حضرات کے پاس فارغ وقت ہے وہ چند روز میں پوری کتاب کا مطالعہ کر سکتے ہیں لیکن جو لوگ مصروف ہیں وہ روزانہ تھوڑا سا وقت اس کے مطالعہ کے لئے ٹھہر لیں مثلاً سونے کا وقت یا اور جس وقت میں آپ کو آسانی ہو۔ عام طور پر مختصر مطالعہ کے لئے سونے سے پہلے کا وقت زیادہ سہولت کا ہوتا ہے اور ایک درج روزانہ مطالعہ کے لئے مقرر کر لیں اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے باقاعدگی سے مطالعہ شروع کر دیں اور جن جن سنتوں کا علم ہوتا جائے ان پر عمل شروع کر دیا جائے۔ اس طرح ان سنتوں پر عمل بھی ہو گا اور وہ سنتیں آپ کو یاد ہو جائیں گی۔ کبھی بھولیں گی نہیں۔

دوسرا طریقہ

دوسرا یہ کہ ایسے بزرگوں کی صحبت میں رہیں جن کے بارے معلوم ہے کہ ان کی زندگی سنت کے مطابق ہے خوب سمجھ لیجئے کہ سنت پر عمل کرنے کی مشق سنت پر عمل کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے ہوتی ہے۔ اگر ایسے حضرات نہیں ملتے جن کی زندگی سو فیصد سنت کے مطابق ہوتا جن کی زندگی نسبتاً زیادہ سنت کے مطابق ہواں کی صحبت میں رہنا شروع کریں۔

صرف مطالعہ سے مقصد حاصل نہ ہو گا

اس دوسرے طریقے پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ صرف مطالعہ سے مقصد حاصل نہ ہو گا بلکہ میر اخیال یہ ہے کہ صرف مطالعہ سے آدمی بعض اوقات جہل مرکب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرنے اور اپنی بحث کے مطابق اس پر عمل

کرنے کے بعد یہ سمجھے گا کہ میں تو بڑا انتقیل اور پرہیز گار ہو گیا۔ میں تو ساری سنتوں پر عمل کر رہا ہوں لیکن حقیقت میں صحیح طریقے سے عمل نہیں کر رہا ہو گا۔ تکبیر میں مبتلا ہو جائے گا جہنم میں جائے گا اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالٌ ذَرَّةٌ مِنْ كَبْرٍ....

”جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبیر ہو گا۔ وہ جنت میں نہیں جائیگا۔“ (مکہۃ)

اتباع سنت کے ثمرات

اس لئے سنت پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں طریقوں کو اختیار کیا جائے اور جب آپ ان دونوں طریقوں کو اختیار کر کے سنت پر عمل کرنا شروع کر دیں گے تو کچھ عرصے بعد آپ کو اپنی زندگی میں ایک خوبگوار تبدیلی محسوس ہو گی۔ چین و سکون نصیب ہو گا۔ کاموں میں آسانی اور برکت نظر آئیگی۔ دولت اور وقت میں برکت ہو گی اور وہ لوگ جو آپ سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ آپ سے محبت کرنے والے بن جائیں گے آپ ہر دل تریز بختے چلے جائیں گے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر ایسی دلکشی اور کشش ہے کہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچتی ہے حتیٰ کہ کافر کو اپنی طرف کھینچتی ہے کافر بھی جب کسی سنت پر عمل کرنے والے کو دیکھے گا تو اس کی طرف مائل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں..... (آمین) (اسلامی تحریریں جلد ۲)



ہماری حقیقی عزت اتباع سنت میں ہے

ہمارے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی اتباع سنت میں ہے اور اسی میں ہماری اخروی نجات کے ساتھ دنیا میں بھی حقیقت عزت و راحت ہے اس بارہ میں شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے ایک مقالہ میں فرماتے ہیں۔

بحمد اللہ ہم سب کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں جو پرانی اسلامی انقلاب برپا کیا۔ وہ صرف اس طرح رونما ہوا کہ لوگوں نے عبادات و اخلاق سے لے کر معاملات و معاشرت تک ہر شبیہ زندگی میں سر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کی پیروی کا اہتمام کیا۔ اسی طرح اس پر بھی ہم سب کا اتفاق ہے کہ ہمارے تابناک ماضی میں ہمیں جو عزت و کرامت اور ترقی و خوشحالی نصیب ہوئی اسے دوبارہ واپس لانے کا واحد طریقہ بھی بیکی ہے کہ ہم ایک بار پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی طرف رجوع کر کے اس کا حقیقی اتباع کریں۔

یہاں اہم ترین سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں اس ایمان و اعتقاد کا کوئی پھل کیوں نہیں مل رہا؟ حالانکہ صحابہ کرام اسی ایمان و اعتقاد کی بدولت عزت و کرامت کے بام عروج تک پہنچ گئے تھے؟ جب ہم اس موضوع کا مطالعہ صحابہ کرام کی زندگیوں میں کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ دراصل اس حقیقت پر ان کا یہ ایمان محض عقلی یا نظریاتی ایمان نہیں تھا بلکہ وہ ایک ایسا طبعی ایمان تھا جس کی جڑیں ان کے دلوں میں مشتمل تھیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی گہری عقیدت و محبت اس ایمان کی

آبیاری کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ معاشرت سیرت و اخلاق عبادات و معاملات یہاں تک کہ شکل و صورت اور لباس و وضع تک زندگی کے ہر شے میں انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے سوا کوئی اور طریقہ بجا تاہی نہیں تھا۔ ان کے اتباع سنت کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انہوں نے اس معاملے میں نہ کبھی کسی کی ملامت کی پرواکی نہ کسی تردید و تنقید کو خاطر میں لائے اور نہ کبھی غیروں کے تخریرو استہزا کا کوئی اثر قبول کیا۔ انہوں نے کبھی غیر مسلموں کو خوش کرنے یا ان کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کو بھی چھوڑنا گوارانہیں کیا۔ لہذا اگر ہم واقعہ یہ چاہتے ہیں کہ اس عزت و کرامت اور اس عروج و ترقی کے مستحق بنیں جو قرون اولیٰ میں حضرات صحابہ کرامؓ کو اتباع سنت کی برکت سے حاصل ہوا تو پھر یہ ناگزیر ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اسی طرح کریں جس طرح صحابہ کرامؓ نے کر کے دکھائی تھی۔ اس اتباع میں نہ کسی تحریف و تاویل کا کوئی شایبہ ہو نہ خواہشات نفس کو راضی کرنے کا اور نہ غیروں کے استہزا کا خوف۔ اس لئے کہ خدا کی قسم! ہمارے لئے نہ یہ سر بلکہ عمارتیں سرمایہ عزت ہو سکتی ہیں نہ یہ عالیشان محلات اور زرق برق لباس سامان فتحار بن سکتا ہے۔ ہمارے لئے عزت ہے تو صرف نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیک تھیک پیروی میں ہے جو ایک دن کھاتا اور ایک دن بھوکارہتا تھا جو چنانی پر سویا کرتا تھا جو اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق گھوڈتاتھا اور جو تعمیر مسجد کے لئے اپنے مبارک ہاتھوں سے اینٹیں ڈھونے کی خدمت انجام دیتا تھا جب تک ہم اس نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اپنے آپ کو پوری طرح رکنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمیں کوئی عزت اور کوئی سرفرازی حاصل نہیں ہو سکتی.... (جہاں دیدہ)



سنت کاملاً قابل اکت کا سبب ہے

سنت پر عمل ساعات کی علامت ہے اور سنت کاملاً بڑی جماعت ہے جو بعض اوقات
بندہ کو کفر تک پہنچاویتی ہے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثیلہ مدظلہ پر خطبات میں فرماتے ہیں۔
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامے باسیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ اہل عرب میں باسیں
ہاتھ سے کھانا عام تھا اور اکثر لوگ باسیں ہاتھ سے کھاتے تھے۔ جب حضور اقدس صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ وہ شخص باسیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا ہے تو آپ نے اس کو
تبیرہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ داسیں ہاتھ سے کھاؤ۔ یہ حکم آپ نے اس لئے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں زندگی گزارنے کے جو آداب سکھائے گئے ہیں ان میں
داسی طرف کو باسیں طرف پر ترجیح حاصل ہے اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم ہر حاملے میں داسی طرف کو باسیں طرف پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہ اللہ اور اس
کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلیما ہوا المدب ہے۔ چاہے اس کو کوئی مانے یا نہ مانے
چاہے کسی کی عقل اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ بہر حال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا یہ حکم سن کر اس شخص نے جواب میں کہا کہ میں داسیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا اور
 اس جواب دینے کا سبب بکھر تھا اور اس نے سوچا کہ مجھے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے توک کریمیری تو پین کی ہے۔ اس لئے میں حکم نہیں مانتا۔ جواب میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ تم کبھی داسیں ہاتھ سے نہیں کھا سکو
 گے اس کے بعد ساری عمر وہ شخص اپنا داہنا ہاتھ منڈتک نہیں لے جا سکا۔

کاش! ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں ہوتے
اس حدیث میں ہمارے لئے کئی عظیم الشان سبق ہیں۔

پہلا سبق یہ ہے کہ بسا اوقات نادانی اور یہ تو فی کی وجہ سے ہمارے دلوں میں یہ
خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیدا
ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
صحبت نصیب ہوئی۔ آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ اگر ہمیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت اور دیدار نصیب ہو جاتا تو ہم بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل
ہو جاتے تو کتنی اچھی بات تھی اور کسی بھی یہ خیال ٹکوئے کی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس زمانے میں کیوں پیدا نہیں فرمایا۔

آج ہمارے لئے پندرہویں صدی میں دین پر چلنا مشکل ہو گیا ہے، ماحول
خراب ہو گیا ہے۔ اگر اس زمانے میں ہوتے تو چونکہ ماحول بنا ہوا ہوتا اس لئے اس
ماحول میں دین پر چلنا آسان ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ظرف کے مطابق دیتے ہیں

ہمارے دل میں یہ خیال تو پیدا ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو
جو سعادت عطا فرماتے ہیں اس کے ظرف کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔

یہ تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ظرف تھا کہ انہوں نے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے استفادہ بھی کیا اور اس کا حق بھی ادا کیا۔ وہ زمانہ بے شک
بڑی سعادتوں کا زمانہ تھا لیکن ساتھ میں بڑے خطرے کا زمانہ بھی تھا۔ آج ہمارے پاس
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار شادات ہیں وہ واسطہ در واسطہ ہو کر ہم تک
پہنچے ہیں۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص خبر واحد سے ثابت شدہ بات کا انکار
کر دے اور یہ کہے کہ میں اس بات کو نہیں مانتا تو ایسا شخص سخت گناہ کار ہو گا لیکن کافر
نہیں ہو گا۔ منافق نہیں ہو گا اور اس زمانے میں اگر کسی شخص نے کوئی کلمہ حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے براہ راست نہ اور پھر اس کا انکار کیا تو انکار کرتے ہی کفر میں داخل ہو گیا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسی ایسا شیش پیش آئی ہیں کہ یہ انہی کا ظرف تھا کہ ان آزمائشوں کو جھیل گئے۔ خدا جانے اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو نہ جانے کس شمار میں ہوتے اس ماحول میں جس طرح حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے اسی ماحول میں ابو جہل اور ابو لہب بھی پیدا ہوئے۔ عبد اللہ بن ابی اور دوسرے منافقین بھی پیدا ہوئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے حق میں جو چیز مقدر فرمائی ہے وہی چیز اس کے حق میں بہتر ہے۔ الہذا یہ تمبا کرنا کہ کاش ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں پیدا ہوتے یہ نادانی کی تمنا ہے اور معاذ اللہ یا اللہ تعالیٰ کی حکمت پر اعتراض ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ جتنی نسبت عطا فرماتے ہیں وہ اس کے ظرف کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔

آپ نے اس کو بدعا کیوں دی؟

ایک سوال ذہنوں میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحمت للعالمین ہونے کی شان تو یہ تھی کہ کسی سے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا اور حتیٰ الامکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کیلئے دعا ہی فرمائی۔ بدعا نہیں فرمائی۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس شخص سے وقتی طور پر غلطی ہو گئی اور اس نے یہ کہہ دیا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا تو آپ نے فوراً اس کیلئے بدعا کیوں فرمادی کہ آئندہ تمہیں کبھی منہ تک ہاتھ اٹھانے کی توفیق نہ ہو۔ علماء کرام نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ اس شخص نے تکبر کی وجہ سے یہ جھوٹ بول دیا کہ میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ حالانکہ وہ کھا سکتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا اس طرح تکبر کی وجہ سے جھوٹ بول کر مقابلہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا بڑا اگناہ ہے کہ اس کی وجہ سے آدمی جہنم کا سختی ہو جاتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر شفقت فرماتے ہوئے اور اس کو جہنم کے عذاب سے بچانے کیلئے فوراً اس کے حق میں

بد دعا فرمادی تا کہ اس گناہ پر جو عذاب اس کو ملنا ہے وہ دنیا ہی کے اندر مل جائے اور اس دنیا ہی عذاب کے نتیجے میں ایک طرف تو وہ جہنم کے عذاب سے نجح جائے اور دوسری طرف اس کو عذاب کے بعد عمل صالح کی توفیق ہو جائے۔ اس حکمت کی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا فرمائی۔

ہر اچھا کام دہنی طرف سے شروع کریں

بہر حال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی تحریر سے پختا چاہئے آج کل تو لوگ اس قسم کی سنتوں کے بارے میں حقارت آمیز انداز اختیار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میاں! ان چھوٹی چھوٹی چیزوں میں کیا رکھا ہے کہ دا میں ہاتھ سے کھاؤ اور با میں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ یاد رکھئے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت چھوٹی نہیں چاہے بظاہر دیکھنے میں وہ چھوٹی معلوم ہوتی ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر حکم، آپ کی ہر سنت، آپ کا ہر عمل اس دنیا کیلئے نمونہ ہے۔ چنانچہ آپ نے ہر اچھا کام دہنی طرف سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے۔ مثلاً داہنے ہاتھ سے کھاؤ، داہنے ہاتھ سے پانی پواؤ، اگر مجمع میں کوئی تقسیم کرنی ہے تو دہنی طرف سے شروع کرو۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ

کان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یعجّبہ التیمن فی تعله
و ترجله و ظہوره فی شانہ کله (صحیح بخاری، کتاب الوضو)

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر چیز میں داہنے ہاتھ سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ لباس پہننے کے بارے میں فرمایا کہ پہلے دہنی آستین میں ہاتھ ڈالو پھر با میں آستین میں ہاتھ ڈالو۔ جوتا پہننا ہے تو پہلے دایاں جوتا پہنوا اور پھر بایاں جوتا پہنوا۔ بالوں میں آنکھی کرنی ہے تو پہلے دا میں طرف آنکھی کرو اور پھر با میں طرف کرو۔ آنکھوں میں سرمه ڈالنا ہے تو پہلے دہنی آنکھ میں سرمه ڈالو پھر با میں آنکھ میں سرمه ڈالو۔ ہاتھ دھوتے وقت پہلے دایاں ہاتھ دھوؤ پھر بایاں ہاتھ دھوؤ۔ اس طرح آپ نے ہر چیز میں دا میں طرف سے شروع کرنے کا حکم فرمایا۔

ایک وقت میں دو سنتوں کا اجتماع

بظاہر یہ معمولی سنتیں ہیں۔ لیکن اگر انسان ان سنتوں پر عمل کر لے تو ہر عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوبیت کا پروانہ مل رہا ہے اور اس پر عظیم اجر و ثواب مرتب ہو رہا ہے۔ اگر انسان محض غفلت اور لاپرواہی سے ان سنتوں کو چھوڑ دے اور ان پر عمل نہ کرے تو اس سے زیادہ ناقدری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس لئے اہتمام سے ہر کام انسان دائیں طرف سے شروع کرے۔ حتیٰ کہ بزرگوں نے یہاں تک فرمایا ہے کہ دیکھنے کے لیے دو سنتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب آدمی مسجد سے باہر نکلے تو پہلے بایاں پیر نکالے اور پھر دایاں پیر نکالے اور دوسری سنت یہ ہے کہ جب جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں ڈالے پھر بائیں پاؤں میں ڈالے۔ تو ان دونوں سنتوں کو اس طرح جمع کرے کہ مسجد سے پہلے بایاں پیر نکال کر جوتے کے اوپر رکھ لے اور پھر دایاں پیر نکال کر جوتا پہنے اور پھر بائیں پیر میں جوتا پہنے اس طرح دونوں سنتوں پر عمل ہو جائے گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اختیار کرلو

بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے دل و دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ مغربی اقوام جو کام کر رہی ہیں وہ قابل تقلید ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت معاذ اللہ ایک معمولی سی چیز ہے اور قابل تقلید نہیں ہے بلکہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ حالانکہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر تم نے دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو تمہاری ترقی میں کون سی رکاوٹ آجائے گی۔ لیکن ہمارے دل و دماغ پر غلامی مسلط ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی چھوڑ کر ان کی غلامی اختیار کر لی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ غلامی کے اندر بھی رہے ہیں اور غلامی کے اندر مر رہے ہیں اور اب اس غلامی سے لکھنا بھی چاہتے ہیں تو نکلا نہیں جاتا۔ نکلنے کا راستہ نظر نہیں آتا اور سچی بات یہ ہے کہ اس وقت تک اس غلامی سے نہیں نکل سکتے اور اس دنیا میں عزت اور سر بلندی حاصل نہیں کر سکتے جب

تک ایک مرتبہ صحیح معنوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی قبول نہیں کر لیں گے اور سر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر نہیں چلیں گے۔

سنت کے مذاق سے کفر کا اندیشہ ہے

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ سنت صرف انہی چیزوں کا نام نہیں کہ آدمی دا میں ہا تھے سے کھانا کھا لے اور دا میں طرف سے کپڑا پہن لے۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبے سے سنتوں کا تعلق ہے۔ ان سنتوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق بھی داخل ہیں۔ آپ لوگوں کے ساتھ کس طرح معاملہ فرماتے تھے؟ کس طرح خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے؟ کس طرح لوگوں کی تکلیفوں پر صبر فرماتے تھے۔ یہ سب باقیں بھی ان سنتوں کا حصہ ہیں۔ لیکن کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس کو چھوٹا سمجھ کر اس کی تحقیر کی جائے۔ دیکھئے فرض کریں کہ اگر کسی شخص کو کسی سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی ہے تو کم از کم اس شخص کو بہتر سمجھے جس کو اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ لیکن اس سنت کا مذاق اڑانا، اس کی تحقیر کرنا، اس کو برآقرار دینا۔ اس پر آوازیں کرنا۔ ان افعال سے اس شخص پر کفر کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ادنی سے ادنی سنت کے بارے میں بھی کچھی تحقیر اور تذلیل کا کلمہ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے حفظ کر کے آمین

(املاعی خطبات)



عشق الہی اور عشق رسالت

کامعتبر راستہ

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مجدد المحدث مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے راستے سے حاصل ہو۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے ہٹ کر مثلاً طبلہ سارگی اور گانے بجانے سے ترک اور عشق پیدا ہوتا یہ عشق معتبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ اعلان فرمادیں۔ قُلْ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ اللَّهَ فَأَتَبْغُونِي أَكْرَمُ اللَّهِ سَعْيَتُكُمْ كرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ "يَخِبِّئُكُمُ اللَّهُ" تو اللہ تمہیں پیار کرے گا۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضل رحمان حنفی مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کروادیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بنا چاہتے ہو تو میرا اچلن چلو۔ ہمارا پیارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا پیارا ہے کہ جو اس کا چلن چلتے ہیں، ان پر بھی ہم کو پیار آتا ہے، ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنا لیتے ہیں۔ آپ دُنیاوی محبت میں دیکھئے کہ کسی کا ایک بیٹا ہو اور اس بیٹے کی طرح محلہ کا کوئی لڑکا چل رہا ہو تو بابا کو اس پر بھی پیار آتا ہے کہ دیکھو یہ میرے بیٹے کی طرح چلتا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اتنے پیارے ہیں کہ جو

بھی ان کا چلن چلتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ہو جاتا ہے۔ آج ہمارا کیا حال ہے کہ آپ کی سنت کے طریقوں کو چھوڑ کر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اور جن کو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ کا پروانہ مل گیا کہ صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے تو ان کا راستہ کتنا مُستند ہے اور اسی سے معلوم ہوا کہ

صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ کر عشق کا دعویٰ غیر معتبر ہے۔ شاعر کہتا ہے

مُستند رستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے تابہ منزل صرف دیوانے گئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چلانے کیلئے، ہمارے نفس نالائق کو مٹانے کیلئے، اعمال کی اصلاح کیلئے اس پر عمل کر کے ہم جان پاک رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیں لہذا اگر اس مبارک مہمیہ میں محبت کا حق ادا کرنا ہے تو جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں، جن کے پاجائے مخنے کے نیچے ہیں اور وہ بخاری شریف کی حدیث ما اسفل من الكعبین من الاذار في النار۔ کی وعید کے متعلق ہیں وہ آج مخنے کھول لیں، پانچوں وقت کی نمازوں کا ارادہ کر لیں، یہو یوں کی اگر پہنائی کر رہے ہیں تو اس سے توبہ کر لیں۔ غرض جتنے ظلم ہیں، اغواء برائے تاو ان یا قتل و خون وغیرہ ان سب جرائم سے باز آ جائیں تو سمجھ لو ہم نے عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو خوش کر دیا مگر بجائے اصلاح عمل کے آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا حق یہ سمجھا جا رہا ہے کہ بینڈ باجے لائے جائیں اور کیا تماشے کئے جائیں اور شراب پی کر ساری رات قواں پڑھی جائے۔ چشم دید واقعہ ہے کہ ایسی ہی ایک مجلس

میں کسی نے عشاء کی نماز نہیں پڑھی اور شراب پی کر رات بھر قوالي کرتے رہے بتائیے افسوس کی بات ہے یا نہیں؟ کیا اسلام اس کا نام ہے؟ ہرگز یہ اسلام نہیں۔

طریق صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ہر راستہ غیر معتبر ہے

اسلام وہی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عطا فرمایا، اسلام وہی ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل تھا۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ دیکھو۔ جس چیز پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہی معتبر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو کوئی سمجھنے والا ہے؟ لہذا خوب سمجھ لو کہ حدیث کا مفہوم وہی معتبر ہے جو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سمجھا، ان سے زیادہ ہمیں عقل و فہم نہیں ہے۔ جن کی تعریف خدا نے کی ہو کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا تو خود فیصلہ کر لو کہ پھر ان کے کام کیسے ہوں گے۔ لہذا جو کام بھی کیجئے چاہے خوشی میں یا غمی میں ختنہ میں یا اعیقہ میں، شادی کے موقع پر یا کسی کی موت پر ہمیشہ علماء کرام سے پوچھ کر کیجئے۔ علماء بتائیں گے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا عمل کیا، احادیث کا مفہوم حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا سمجھا کیونکہ ان ہی کا راستہ مُستند ہے۔

مُستند رستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے جن کو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم نازل فرمایا کہ اپنی رضا کی سند دے دی، جن کے اعمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشیوں کا اطلاق کر دیا۔ ان کو چھوڑ کر آپ ان لوگوں کی بات مانتے ہیں جن کے لئے کوئی آیت نازل نہیں ہوئی، بتائیے کون سا مُستند عمل ہے؟ صحابہ کے اعمال جن پر رضاہ الہی کی مہربانی ہے یا ان جاہلوں کے اعمال جن پر اللہ کی خوشی کی کوئی رجسٹری نہیں بلکہ خلاف سُفت ہونے کے سبب غضب الہی کا اندر یہ ہے۔

نافرمانی رَسُول کے ساتھ دعویٰ عشق باطل ہے

اگر ذرا بھی عقل ہو تو آدمی خود سمجھ جائے کہ یہ کون سا عشقی رسالت ہے کہ فرض نماز غائب اور بینڈ باجوں پر نعت شریف پڑھی جا رہی ہے جبکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ میں گانے بجانے یعنی ساز و موسیقی کو مٹانے کیلئے آیا ہوں۔ کیا آپ کے فرماں عالی شان کی مخالفت کرتا یہ عشق رسالت ہے؟ بخاری شریف کی حدیث میں ارشاد فرمایا کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور موچھوں کو کشاو لیکن آج دیکھو تو اسنا معاملہ ہے کہ بعض لوگ موچھیں بڑھاتے ہیں اور داڑھی کشاتے ہیں اور بعض لوگ موچھیں تو کشا چکے ہیں لیکن وہ ذرا سی بہت اور کر لیں کہ داڑھی بڑھالیں تو سو فیصد نمبر سے کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ یہ موچھیں کچھ کام نہ دیں گی؛ قیامت کے دن داڑھی ہی کام آئے گی۔ یہ مت سمجھو کر بوڑھے ہو کر داڑھی رکھ لیں گے کیونکہ کیا گارثی ہے کہ آپ بڑھا پے تک زندہ رہیں گے۔

نہ جانے بُلَانَلَى بِيَاكِسْ كھڑی تو رہ جائے تکنی کھڑی کی کھڑی

داڑھی رکھنا دلیلِ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے

آہ! درود سے کہتا ہوں واللہ آپ کی بھلائی کیلئے کہتا ہوں آپ کے احترام و عزت کو سر آنکھوں پر رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنا لو۔ انہیں بلج شریف کی حدیث ہے کہ رو و اور اگر روانہ آئے تو رونے والوں کی شکل بنا لو۔ تو معلوم ہوا کہ شکل بھی کام دے جاتی ہے، کم سے کم قیامت کے دن آپ یہ کہہ سکیں گے کہ

ترے محبوب کی یا رب شباہت لے کے آیا ہوں

حققت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

چاروں اماموں کا اجماع ہے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے منڈانا اور کترانا حرام ہے۔

ایک مشت تینوں طرف سے واجب ہے اس حکم میں کوئی گنجائش نہیں ہے سوچئے کہ اگر قبر میں جنازہ اُڑ گیا تو گالوں کو کیڑے کھا جائیں گے۔ موت کے بعد بھیتی کی زمین بھی چھن جائے گی پھر کہاں غسلہ بوئے گے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا باع کہاں لگاؤ گے۔

تازیانۃ عبرت

سکھوں سے سبق لوکہ یہ ظالم کافر ہو کر اپنے پیشووا کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالانکہ بوجہ گفر کے یہ داڑھی ان کو کچھ مفید نہیں لیکن ایک سکھ بھی ایسا نہیں ملے گا جو

داڑھی منڈا تا ہو۔ لیکن آہ! آج اُمِّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہو گیا کہ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نہیں بناتے اور سمجھتے ہیں کہ داڑھی سے میری شکل خراب معلوم ہو گی۔

داڑھی سے شکل حسین ہوتی ہے

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ داڑھی رکھنے کے بعد بتانا کہ شکل کیسی معلوم ہوتی ہے۔ پھر کہو گے کہ افسوس آج تک ہم نے داڑھی کیوں نہیں رکھی تھی؟ اگر داڑھی رکھنے سے شکل خراب لگتی تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو حکم نہ دیتا کہ داڑھی رکھو۔ آپ بتائیے کہ کیا کوئی اپنے پیاروں کی شکل خراب کرنا چاہتا ہے؟ جب کوئی شخص اپنے پیاروں کو خراب شکل میں نہیں دیکھنا چاہتا تو اللہ تعالیٰ کیسے اپنے پیارے پیغمبروں کو خراب شکل میں دیکھنا پسند کرتا۔ معلوم ہوا کہ داڑھی اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی شکل ہے لہذا یہ خود دلیل ہے کہ یہ پیاری چیز ہے اور اس سے شکل پیاری معلوم ہوتی ہے۔ (مواعظ درجت جلد چارم)

مسواک کی سنت پر عمل کی برکت

بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تین حصے کئے ہوئے تھے۔ ایک سال حج کو جاتے اور ایک سال غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ایک سال علم کا درس دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے وہاں کفار کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو آپ رات کو اسی فکر میں سو گئے کہ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرم رہے ہیں۔

”اے عبد اللہ کس فکر میں ہے“۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کفار کے اس قلعہ پر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ اس فکر میں ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو مسوک کے ساتھ کیا کر۔ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ خواب سے بیدار ہوئے مسوک کے ساتھ وضو کی اور غازیوں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی مسوک کے ساتھ وضو کیا قلعہ کے نگہبانوں نے

قلعہ کے اوپر سے غازیوں کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا اور خدا نے تعالیٰ نے ایک خوف ان کے دل میں ڈالا۔ وہ نیچے گئے اور قلعہ کے سرداروں سے کہا کہ یہ فوج جو آئی ہے یہ لوگ آدم خور معلوم ہوتے ہیں۔ دانتوں کو تیز کر رہے ہیں تاکہ اگر ہم پر فتح پائیں تو ہمیں کھائیں۔ خدا نے تعالیٰ نے یہ دہشت ان کے دل میں بٹھادی اور مسلمانوں کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مال چاہتے ہو یا جان عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ مال چاہتے ہیں نہ جان، تم سب اسلام قبول کروتا کہ چھٹکارہ پاؤ۔ اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (صلوٰۃ مسعودی)

اتباع سنت کا تاریخی واقعہ

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں جب مسلمانوں نے سر قدم کر لیا اور مسلمان وہاں بس گئے اور اپنے گھر بنا لئے اور ایک عرصہ گزر گیا تو سر قدم والوں کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہمارے ملک کو فتح کر لیا ہے۔ یعنی یہ کہ سب سے پہلے اسلام کی دعوت دیں پھر جزیہ کی پیش کریں اور اگر وہ بھی منظور نہ ہو تو پھر مقابلہ کریں۔ لہذا انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں چند لوگوں کو روانہ کیا اور انہیں یہ بتایا کہ آپ کی فوج نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سنت پر عمل کئے بغیر سرقدار کو فتح کر لیا ہے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے سرقدار کے قاضی کو حکم دیا کہ عدالت قائم کرو پھر اگر یہ بات صحیح ثابت ہو جائے تو مسلمان فوجوں کو حکم دیں کہ سرقدار چھوڑ کر باہر کھڑی ہو جائیں پھر اس سنت پر عمل کریں۔ چنانچہ قاضی نے ایسا ہی کیا وہ بات صحیح ثابت ہوئی تو مسلمانوں نے سرقدار خالی کر دیا اور شہر سے باہر جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہاں تکے بت پرستوں نے مسلمانوں کا نیچہ عدل و انصاف دیکھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی تو انہوں نے کہا کہ اب لڑائی کی ضرورت نہیں۔ ہم سب مسلمان ہوتے ہیں۔ چنانچہ سارا کام سارا سرقدار مسلمان ہو گیا۔ (پانچ منٹ کا مدرسہ)

ظاہری حُلیٰۃ کی اہمیت

ظاہری وضع قطع صلحاء کی طرح رکھا باطن کی حفاظت کا تالہ ہے۔ جس طرح دکان کے اندر مال ہو اور باہر دروازہ میں تالہ نہ ہو تو چور حملہ کرتا ہے اور اندر کے مال کی خیر نہیں۔ اسی طرح ظاہری وضع قطع صالحین کی نہ ہوگی تو باطن کی صلاحیت کی خیر نہیں۔ فاسقوں کی مشابہت اور صورت سے فرق کی حقیقت بھی اتر جائے گی۔ (جلس ابرار)

صورت کا اثر سیرت پر

حضرت مالکی قاری رحمہ اللہ نے حدیث مبادر عن تشبہ بقوم فهو منهم کے تحت ایک عجیب حکایت نقل کی ہے۔ عبرت کیلئے نذر قارئین کی جاتی ہے۔ حضرت تحریر فرماتے ہیں۔ اس موقع پر ایک غریب حکایت اور ایک عجیب لطیفہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرعون اور اس کی آں کو غرق کیا تو فرعون کے اس سخنے کو غرق نہیں کیا جو موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں اتنا کر فرعون اور اس کی قوم کو اپنی حرکات و سکنات سے ہنسایا کرتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور میں گردگڑا کر عرض کیا کہ الہی یہ سخنہ مجھے باقی فرعونیوں کی پر نسبت زیادہ ایذا دیا کرتا تھا (اسے آپ نے کیوں غرق نہیں کیا؟) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اسے اس لئے غرق نہیں کیا کہ یہ آپ جیسا لباس پہنے ہوئے تھا۔ والحیب لا یعدب من کان علی صورة الحبیب او رمحبت، محبوب کی صورت میں آنے والے کو عذاب نہیں دیا کرتا۔ (مرقة الفاتح ج ۸ ص ۲۵۵) (جو اہر پارے)

نیک صورت کی برکات

میرے مرشد حضرت اقدس حاجی محمد شریف صاحب نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص دیندار لوگوں کی صرف نقل ہی کر لے تو اللہ پاک اسے بھی اس نقل کی برکت سے خالی نہیں رکھتے بلکہ بہت کچھ عطا فرمادیتے ہیں۔ اس کی تائید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جادوگروں کا جو مقابلہ ہوا اور اس کے نتیجہ میں

تمام جادوگروں کا اپنی تحریکت کو تسلیم کر کے ایمان لانے والا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ جب وہ مقابلہ پر آئے تو انہوں نے اپنی وضع قطع حتیٰ کہ بس میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقلی کی تھی ان کی ایسی نقلی کی برکت سے اللہ پاک نے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ایک اور واقعہ بھی بیان فرماتے تھے کہ کسی ملک کے بادشاہ کی بیٹی جب نکاح کے قابل ہوئی تو بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی عابد اور متین نوجوان سے کریں گے۔ بادشاہ نے اپنے اس ارادہ کا تذکرہ وزیر سے کیا اور کہا کہ ایسے نوجوان کی تلاش کی جائے بات پھیلتے پھیلتے پورے شہر میں پھیل گئی شہر کا ایک نوجوان جو دنیا دار تھا یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح شہزادی سے اس کی شادی ہو جائے تاکہ اس طرح اسے بادشاہ کا داماد بننے کے علاوہ دنیاوی مال و متاع بھی مل جائے۔

نوجوان نے زابدوں کا روپ اختیار کیا اور ایک مسجد میں بیٹھ گیا وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا کچھ عرصہ گزرا تو لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ فلاں مسجد میں ایک نوجوان رہتا ہے جو نہایت ہی متین، پرہیز گار اور عابد و زابر ہے، پہنچتے پہنچتے یہ بات بادشاہ تک بھی پہنچ گئی۔ بادشاہ نے وزیر کو تحقیق کیلئے بھیجی تحقیق پر معلوم ہوا کہ واقعی وہ صائم ہے بادشاہ نے وزیر کو کہا کہ اس کے پاس ہمارا پیغام لے جاؤ کہ ہم اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں چنانچہ حکم کی تفہیل میں وزیر پہنچا اور نوجوان کو بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مگر جب تک اللہ کا پیارا نام اس کے دل پر اڑ کر چکا تھا۔ اسی لئے اس نوجوان نے جواب میں کہا حقیقت تو یہی ہے کہ میں نے اسی غرض سے عبادت شروع کی تھی لیکن میں نے اس عرصہ میں اصل حقیقت کو پالیا اب مجھے بادشاہ کے مال و متاع اور شہزادی کی ضرورت نہیں رہی۔

دیکھنے دنیا حاصل کرنے کیلئے نوجوان نے اللہ والوں کی نقل کی لیکن اللہ پا۔ نے اسے بھی اپنے فضل و رحمت سے اپنی محبت سے رنگ دیا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی ریا کاری سے ہی ذکر اللہ کرتا ہو ظاہر عبادت کرتا ہو تو اس کو ہرگز نہ چھوڑے وقت کے ساتھ ساتھ ریا کاری بھی آخر کار اخلاص میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنی پکی پچی محبت و معرفت سے نوازیں آمین۔

ظاہری حلیہ کی اہمیت

حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کو صرف اتنی بات زیادہ یاد رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے تمہاری ظاہری صورت کو نہیں دیکھتا بھائی یہ بات تو ان لوگوں کو کہنے کا حق ہے۔ جن کی ظاہری صورت و شکل، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی طرح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر داڑھی تھی تمہارے چہرے پر بھی اسی طرح داڑھی ہو۔ تمہاری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی طرح ہوتی تو تمہارا یہ کہنا مفید ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو دیکھتا ہے ظاہر کو نہیں ورنہ تمہارا یہ کہنا خود تمہارے لئے ہلاکت کا باعث بنے گا۔ اس کی مثال یوں سمجھو کوئی کبوتر ہے۔ اس کا ظاہر اس کا پر ہے اور اس کا باطن اس کا گوشت، اس کی ہڈی، اس کا پورا جسم ہے۔

اب اگر اس کا پر کاث دیا جائے تو اس کا جسم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ اس کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ لیکن کیا وہ اپنے آپ کو دشمنوں سے بچا بھی سکتا ہے یا نہیں؟ ہر شخص اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس کبوتر کی ظاہری صورت بدلت جانے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کی دشمنوں سے حفاظت نہیں کر سکتا کہ ہوا میں پرواز کر کے بھاگنے پر قادر نہیں۔ دشمن آسانی سے اسے پکڑ کر کھا جائیگا۔ اسی طرح شیطان ہمارا دشمن ہے، اس سے حفاظت کیلئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظاہری حلیہ کی

حافظت کو واجب قرار دیا ہے۔ لہذا جس طرح ظاہر کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ایک کبوتر ہلاکت تک پہنچ جاتا ہے اسی طرح ظاہری حلیہ کی حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ہم کو بھی شیطان ہلاکت تک آسانی پہنچا سکتا ہے۔

دیکھنے میں خوب آتا ہے کہ جن لوگوں کی ظاہری صورت و شکل درست نہیں ہے وہ عام طور پر تقویٰ اختیار نہیں کر پاتے شیطان ان کو آسانی سے پٹی پڑھا دیتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ جن لوگوں کا ظاہری حلیہ صحیح ہے وہ سو فیصد تھی ہیں بلکہ ان میں سے بھی بعض برائی میں بنتلاء ہو جاتے ہیں مگر کم ہوتے ہیں یہ ایسا ہے کہ جیسا پروالے کبوتر کو بھی شکاری موقع پا کر پکڑ لیتا ہے۔ لیکن پروالے کو الی آسانی سے پکڑ نہیں سکتا جیسے بے پوکو پکڑ سکتا ہے۔ اسی وجہ سے جس کا ظاہری حلیہ درست نہیں ہے وہ چاہے کتنا بڑا قاری ہو۔ چاہے کتنا بڑا عالم ہو۔ چاہے اس کو کتنا اچھا قرآن یاد ہو۔ مگر امام بن کرمان اپنے ہانے کا حق نہیں اسکی موجودگی میں ایک کم پڑھ لکھ باشروع کو امت کا حق ہو جاتا ہے۔! (خطبات شریعت)

ظاہری حلیہ کا اثر

حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد ضمیر الدین تحریر فرماتے ہیں۔

”ایک شہر میں اتفاق یہ چند ڈاکو جا پہنچ آپس میں کہنے لگے کہ ہوشیاری سے کام لینا چاہیے تاکہ ہم پکڑے نہ جائیں ان کے سردار نے کہا کہ سب کے سب درویش صورت بن جاؤ، وہ بولے حضور یہ کیوں کر؟ سردار نے جواب دیا سب کپڑے رنگو والوں اور ہاتھ میں ایک شیخ لے کر بھان اللہ بھان اللہ کرتے رہو جہاں بھی جاؤ سوائے بھان اللہ کے اور کچھ زبان پر مت لاو، چنانچہ سب شہر میں داخل ہو کر مہماں سرا میں ٹھہرے ایک مکان میں سا بارے حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے اور درمیان میں سردار بھی ایک لمبی چوڑی شیخ لے کر بیٹھ گیا سب کے سب سوائے بھان اللہ کے لب کشائی نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ

تمام شہر میں مشہور ہو گیا کہ مہمان سر امیں ایک درویش صاحب باہر سے تشریف لائے ہیں سوا ذکر خدا کے ان کی زبان پر اور کچھ شغل نہیں ہے۔ شہر کے سب باشندے دور سے آ کر مصافحہ کرنے لگے اور اپنی حاجتیں بھی ظاہر کرنے لگے۔ اس شہر کے بادشاہ نے بھی ایک دن مع فوج کے آ کر عرض کیا کہ درویش صاحب ہماری زہے قسمت کہ آپ نے ہمارے شہر میں قدم رنجھ فرمایا ہم کو بھی فیض حاصل ہو گا اور سب کی دعوت کی کہ آج غریب خانہ پر تشریف لا کیں درویش صاحب نے بھی دعوت قبول کر لی۔ بادشاہ کا ایک لڑکا دلت سے مرض فالج میں بنتا تھا، بہت علاج کیا مگر کچھ نفع نہیں ہوا، بادشاہ نے کھانا کھلانے کے بعد درویش صاحب سے یہ تمبا ظاہر کی کہ آپ مقبول بارگاہ ہیں ہمارے اس لڑکے کے حق میں دعائے خیر کیجئے۔ تاکہ اللہ پاک اس کو شفایت کیوں کہ اس کے سوا میرا اور کوئی فرزند نہیں جس کو دیکھ کر میں خوش ہوں، درویش صاحب مع کل مریدین کے ہاتھ اٹھا کر نہایت عجم و اکسار سے دعا کرنے لگے۔ اے بار خدا! اگر چہ ہم سب گنہگار ہیں لیکن تیرے بنائے ہوئے بندے تو ہیں تیر اور چھوڑ کر کہاں گریہ وزاری کریں آج ہماری شرم تو ہی رکھنے والا ہے ادھران کا رونا تھا ادھر دریائے رحمت خداوندی کا جوش میں آتا اور اسی وقت دعا قبول ہوئی اور شاہزادے نے آرام پایا۔ اس رحمت الہی کو درویش دیکھ کر دل میں کہنے لگا کہ ہم نے لوگوں کے دکھانے کے لئے یہ مکر گانڈھ کر عابدوں کی صورت بنالی تھی، اس ریا کاری میں جب یہ نتیجہ برآمد ہوا تو معلوم نہیں اگر ہم خاص اللہ کے واسطے ہی ذکر الہی کرتے اور سچے طریقے سے عابد بن جاتے خدا جانے کیا نفع ہوتا یہ کہہ کر سب نے اللہ کا نعرہ مارا اور شہر سے دو تھائی کی جگہ جا پڑے لکھا ہے کہ سب کے سب ولی کامل بن گئے۔

ذکورہ اس واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو رہی ہے کہ صورت کا سیرت پر اثر پڑتا ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

”يَأَيُّهَا النَّاسُ إِذْ كُوْنُوا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعُوْ فَتَبَرُّكُوا۔“ (المریث)

اے لوگو و اگر رہیں سکتے تو رونے والا منہ ہی بنا لو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم انبیاء و صالحین کی شکل و صورت اور ان جیسا لباس و پوشش اپنا کیس تاکہ ہمارے قلوب پر اس کا اثر ہو، ویسے بھی عام قاعدہ ہے کہ آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے اسے اس کی ہر ادا پیاری لگتی ہے اور وہ اسے اپناتا ہے۔ جب ہمیں انبیاء و صالحین سے محبت ہے تو اس قاعدہ کے تحت ان کی ہر ادا سے پیار ہونا چاہیے اور ان کی ہر ادا اپنانی چاہیے اور بربان حال کہنا چاہیے۔

تیرے محبوب کی یارب ثباعت لیکے آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں
نہ شوکت لیکے آیا ہوں نہ عظمت لیکے آیا ہوں
محبت لیکے آیا ہوں محبت لیکے آیا ہوں
اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



اتباع سنت کی اہمیت

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے علم ظاہر عطا فرمایا یعنی یہ علم حدیث تفصیل کے ساتھ حاصل کر چکا تو خیال آیا کہ صوفیاء کرام جو علوم لئے بیٹھے ہیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ کیا علوم ہیں۔ صوفیاء کرام کے جو سلسلے ہیں چشتیہ وغیرہ وہ سارے میں نے حاصل کئے اور جو جو طریقے انہوں نے بتائے ہیں سب پر عمل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں مجھے ایسا مقام عطا فرمایا کہ میں آپ کو کیا بتاؤں۔ لوگ کہیں گے کہ یہ خود نہایت کر رہا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے مجھے اس مقام تک پہنچایا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مجھے خلعت پہنچایا اور فرمایا کہ میں اس سے بھی آگے اس مقام تک پہنچا کہ اگر میں اس کی تفصیل بیان کروں تو فقہاء کہیں گے کہ یہ کافر ہو گیا اور صوفیاء کہیں گے یہ زندیق ہو گیا۔ لیکن وہ مقامات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ ان سارے مقامات کو حاصل کرنے کے بعد میں ایک ایسی دعا کرتا ہوں۔

ان شاء اللہ جو اس دعا پر آمین کہے گا اس کی بھی نجات ہو جائے گی۔

دعا یہ ہے ”اے اللہ مجھے اتباع سنت کی زندگی عطا فرم اور اسی پر مجھے موت عطا فرم اور اتباع سنت ہی کے حال میں میرا حشر فرم آمین“

یاد کھیں! لوگ جو کچھ کرامات والہام وغیرہ بیان کرتے ہیں کوئی حقیقت نہیں رکھتے جو کچھ مقام اور مرتبہ ہے وہ اتباع سنت ہی کا ہے۔ بنیادی بات اتباع سنت کی فکر پیدا کرنا ہے۔ (مکتوبات)

دارالٹھی

قرآن و حدیث
کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ سے محبت کا معیار حضر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُو نِي
يُحِبِّبُكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

”آپ (لوگوں سے) فرمادیجئے کہ اگر تم (بزعم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرہو خدامتم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔“ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

اس آیت میں خدا سے محبت کرنے کا معیار بتایا گیا ہے، یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدیٰ کی کسوٹی پر کس کردیکھ لیں، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔

دارالحی کے متعلق قرآنی تعلیمات

قرآنی آیات سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و احادیث بھی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے اور قرآن کریم بھی وحی الہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک وحی مخلوٰ ہے، یعنی اس کی تلاوت کی جاتی ہے اور دوسرا وحی غیر مخلوٰ ہے۔ جس کی تلاوت نہیں کی جاتی، الہندا دارالحی کا رکھنا بھی وحی الہی سے ثابت ہوا ہے۔

چنانچہ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تمام وہ مستقل احکام جو حدیث سے ثابت ہوتے تھے انہیں انہی آیات کی رو سے قرآنی احکام اور بیان قرآنی کہتے تھے۔ عبد اللہ ابن مسعود سے ایک بڑھیانے کہا کہ آپ گونے والی عورت پر لعنت کرتے ہیں، حالانکہ قرآن میں گونے کی ممانعت کہیں بھی نہیں ہے۔ عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا، کاش! تو قرآن پڑھی ہوئی ہوتی، کیا قرآن میں یہ آیت نہیں ہے؟

وَمَا أَنْكُمُ الرَّوْسُولُ فَخَدُودُهُ وَمَا نَهَكُمُ عَنْهُ فَإِنْتُهُوا (سورہ حشر، آیت نمبر ۷)
”کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا کر دیں اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔“ بڑھیانے کہا، ہاں یہ تو ہے۔

فرمایا، بس اسی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واشہ یعنی گونے والی پر لعنت کی اور اس فعل فتح سے روکا، تو یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کا بیان ہو کر قرآنی حکم ہو گیا۔

قرآن پاک سے داڑھی رکھنے کا حکم

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ داڑھی رکھنے کا حکم قرآن مجید میں موجود نہیں
ورنہ ہم ضرور رکھتے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کا اس سلسلے میں جواب یہ ہے کہ
دلائل چار ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع، فقہ۔ ان میں سے کسی ایک سے جواب
دے دیا گیا تو گویا چاروں میں سے جواب آگیا۔

بہر گئے کہ خواہی جامہ سے پوش من انداز قدت رامے شاسم
جب داڑھی رکھنے کا حکم حدیث سے ثابت ہو گیا تو گویا قرآن پاک سے ثابت ہے
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطَاعَ اللَّهَ
حضرت امام احمد بن حنبلؓ سے کسی نے داڑھی کا ثبوت قرآن پاک سے پوچھا تو فرمایا:
مَا أتَكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
فرمایا: اس میں داڑھی رکھنے کا حکم موجود ہے اس لئے ہمارا یقین ہے کہ ہم
اس سنت پر عمل کی تاکید کرتے رہیں۔

قرآن کریم سے داڑھی رکھنے کا ثبوت

کم سے کم ایک مشت داڑھی رکھنا قرآن، حدیث اور فقہائے ارجمند سے ثابت ہے۔
ہم یہاں سب سے پہلے قرآن کریم سے سات آیات ایسی پیش کریں گے جن سے داڑھی
رکھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ان کا بغور مطالعہ کیجئے تاکہ صحیح بات ذہن نشین ہو جائے۔
شاید کہ اترجمائے ترے دل میں مری بات

داڑھی رکھنا انبیاءؐ کی سنت ہے

فَالَّذِينَ هُمْ بِأَنْفُسِهِمْ لَا تَأْخُذُنَّ بِلِحْيَتِهِ وَلَا يَرْأُسُونَ (سورہ طہ آیت نمبر ۹۷)

ترجمہ: ”اے میرے ماں! جائے میری داڑھی اور میر اسرہ پکڑ۔“

یہ آیت مبارکہ اقتضاۓ بعض کا درجہ رکھتی ہے۔ جس نے تمام انبیاء کرام کی شکل پاک کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں نے اور انبیاء کرام نے واڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی۔

ثابت ہوا کہ ہر مسلمان مرد کی واڑھی ہونا ضروری ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی دراز واڑھی مبارک یہ بتارہی ہے کہ آپ نے واڑھی مبارک رکھی ہوئی تھی اور دیگر انبیاء کرام کے متعلق ایک آن کیلئے ثابت نہیں کہ کسی نے واڑھی مبارک کٹائی ہو۔ بلکہ حدیث پاک کی دس فطرتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سب انبیاء کرام ہمیشہ باریش (واڑھی مبارک کے ساتھ) رہے۔

جب انبیاء کرام نے واڑھی مبارک کو اپنے چہروں کے ساتھ چھٹائے رکھا تو اس کا کوئی نہ کوئی ضرور مقام ہے۔ عقل مند اور محبت کرنے والے کیلئے کیا اتنا کافی نہیں کہ واڑھی مبارک کے وقار کو سمجھنا۔

اسے امام سیوطیؒ نے (الدر المخور ۲۲۱) میں نقل کیا ہے اور پھر اللہ جل شانہ نے سابق انبیاء کی بیرونی کا حکم دیا ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ بِفِهْدَاهُمُ اقْتَدِهَا (الانعام ۹۰)
”یہ انبیاء ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی سو آپ بھی ان کے مقتدی بن جائیے اور انہی کی اقتداء کیجئے۔“

تو معلوم ہوا کہ واڑھی رکھنا انبیاء کی سنت اور اقتداء ہے اور ہدایت کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ (آمین)

اللہ سے محبت کا معیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ہے
قُلْ إِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوهُ نِيَّبِحِبُّكُمُ اللَّهُ وَ يَغْفِرُ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

”آپ (لوگوں سے) فرمادیجئے کہ اگر تم (بزم خود) خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ

میر اتباع کر خدا تم سے محبت کرنے لگیں گے تو تمہارے سب گناہوں کو معاف فرایا دیں گے۔
اس آیت میں خدا سے محبت کرنے کا معیار بتایا گیا ہے، یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباع محمدی کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیں، سب کھرا کھونا معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت نے اشارہ تا داڑھی کی فضیلت اور واجبیت کو بیان فرمایا ہے، کیونکہ اس آیت کریمہ نے تمام لوگوں کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً رسول اللہ کے نقش قدم پر چلنے اور اتباع کا حکم دیا ہے اور اتباع افعال اور اعمال کی ہوتی ہے۔ داڑھی مبارک کو رکھنا بھی افعال مقدسہ میں شامل ہے۔ اس لئے اس میں اتباع رسولؐ کی تعلیم دی گئی ہے اور اتباع شرط محبت بھی ہے اور جہاں اتباع ہے وہاں محبت ہے اور جہاں محبت ہے وہاں اتباع ہے اور خیال رہے کہ اتباع اور اقتداء میں بہت طرح کا فرق ہے۔

۱..... ایک فرق یہ بھی ہے کہ اتباع اسے کہتے ہیں کہ کسی کی فرمان برداری کرتے ہوئے بالکل اسی کے نقش قدم پر چلنا۔ نہ ہی ذرہ بھر آگے اور نہ ہی ذرہ بھر پیچھے نہ ہی اور نہ ہی باہمیں۔

۲..... مگر اقتداء سے کہتے ہیں کہ وہ راستہ اختیار کرنا کہ جس پر کبھی کوئی چلا ہو۔ یا کسی کا حکم ماننا۔ اس کو اطاعت بھی کہتے ہیں۔

مسلمانوں پر اتباع صرف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واجب ہے نہ کہ کسی اور کی۔ اگر کسی نبی کی اتباع کا حکم دیا بھی گیا ہے تو وہ مجاز ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورۃ الحزاد، آیت نمبر ۲۱)
”تم لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔“

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع و اقتداء کی تاکیدیں ایک ضابطے کی صورت میں بیان فرمائی گئی ہے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال سب کی اقتداء کا حکم ثابت ہوا۔ محققین و ائمہ تفسیر کے نزدیک اس کی عملی صورت یہ ہے کہ جس کام کا کرنا یا چھوڑنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدرجہ وجوب ثابت ہوا ہی کا اتباع و اجتب و لازم ہے اور جو بدرجہ استحباب ثابت ہواس کا کرنا یا چھوڑنا بدرجہ استحباب رہے گا کہ اس کی خلاف ورزی گناہ نہ قرار دی جائے گی۔ (معارف القرآن)

اور داڑھی کا رکھنا حضور سے بدرجہ وجوب ثابت ہے، لہذا اس آیت کی روشنی میں سنت کے مطابق داڑھی رکھنا واجب ہے، جو شخص نصوص قطعیہ اور احادیث صحیح کے مقابلے میں عقل کے گھوڑے دوڑائے اور داڑھی کا وجوب قرآن سے نہ مانے تو اس کی باتوں کا درجہ بقول علامہ اقبال فقط یہ ہے:

امما کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے گندے ہیں یہ ائمہ
فطرت الہی کی تخلیق میں رو بدل نہیں ہو سکتا

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

**فَطَرَ اللَّهُ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ
الَّذِينَ الْقَيْمَ وَلَكُنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (الرَّوم ۲۰/۲۰)**

”یہی فطرت الہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی اس خلقت میں کوئی رو بدل نہیں ہو سکتا۔ یہی سیدھادین یہی ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

وَقَصَّهَا إِلَى الْحِيَةِ سَنَةَ الْمَجَوسِ وَفِيهِ تَغْيِيرٌ خَلْقَ اللَّهِ

(جیہۃ اللہ بالبغداد ۱۵۲)

داڑھی کو کافی بھروسیوں کا طریقہ ہے اور اس میں اللہ کی تخلیق کو بدنا ہے۔

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ
 یٰيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْخُلُوا فِي السَّلْمِ كَافَةً وَ لَا تَتَّبِعُوا حُكْمَوْاتِ
 الشَّيْطَنِ طِإِنَّهُ لَكُمْ عَذَّوْ مُبِينٌ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۳۸)

”اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور شیطان کے
 تدمروں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

یہ آیت مبارکہ حضرت عبداللہ بن السلام اور ان کے ساتھیوں کے حق میں نازل
 ہوئی۔ وہ مشرف بالاسلام ہو کر بھی اونٹ کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے تھے، کیونکہ ان
 کے سابقہ دین میں اونٹ کا گوشت نہ کھایا جاتا تھا۔

اور قاعدہ (طریقہ) یہ ہے کہ جو چیزیں بچپن میں استعمال میں آتی رہتی ہیں ان
 چیزوں سے لگاؤ ہوتا ہے اور جو چیزیں بچپن میں استعمال نہیں ہوتیں، ان سے فطری طور
 پر نفرت ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اونٹ کا گوشت نہ کھاتے تھے۔

دوسری بات یہ تھی کہ اونٹ کا گوشت کھانا کوئی فرض اور واجب تو تھا نہیں کہ
 جس کا کھانا ضروری ہوتا۔ انہوں نے یہ تصور کر کے کہ اس کے ترک سے تو دین
 کے کسی رکن یا حکم کی مخالفت تو ہے نہیں!

فلہذا اس کے ترک میں کوئی حرج نہیں ہے یہ خیال کرتے ہوئے اونٹ کا
 گوشت نہ کھایا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی سی بات پر قرآن کریم کی آیت اتاری اور
 فرمایا کہ اس وقت تک تم اسلام میں پورے پورے داخل نہیں ہو سکتے، جب تک اونٹ
 کا گوشت نہیں کھاؤ گے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ اونٹ کا گوشت کھانا کوئی فرض اور
 واجب تو تھا نہیں پھر بھی قرآن کریم کی آیت نازل ہوئی۔

ادھر آپ دیکھیں تو داڑھی کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے جو کہ واجب کا درجہ
 رکھتی ہے۔ فلہذا قرآن کریم کی آیت کریمہ نے بتایا ہے کہ داڑھی منڈا نے یا مقدار
 سے کم کرنے والے پورے اسلام میں داخل نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی آیت نے یہ

اعلان کرو دیا کہ اگر آپ نے اپنے آپ کو اسلام میں پورا پورا داخل کرنا ہے تو پھر داڑھی مبارک رکھنا ضروری ہے، آگے کوئی مانے نہ مانے۔

اور رسول اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ داڑھی تمہارے چہرے پر ہونی چاہیے جو رسول اللہ کے فیصلے کو نہیں مانتا، پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے۔ آنے والی آئندہ آیت مبارکہ پر غور فرمائیں۔

کافروں کی راہ اختیار کرنے والوں کا بٹھکانہ جہنم ہے

تمام صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین و عظام اور ہر قسم کے علمائے امت اور صلحاء امت از آدم تا ایں دم پوری داڑھی رکھتے چلے آرہے ہیں اور اس عظیم تواتر سے کسی نام کے دیندار کا بھی خلاف و تخلف ثابت نہیں ہو سکتا، نہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ تو پھر انی صاف اور واضح تاکیدوں اور تائیدوں کے بعد بھی جو بد قسم مسلمان جان بوجھ کر حضور کی مخالفت کر کے جو سیوں کی راہ اختیار کرے تو ایسے لوگوں کے بارے میں کہتا صاف اور واضح ارشاد خداوندی ہے، غور سے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے:

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ مَنْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعَ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ نُولِهِ ما تَوَلَّٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ طَوَّسَاءَ ثَمَصِيرًا (سورہ نہار جو ۷۷)

”اور جو شخص سیدھی راہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر (کافروں کی راہ) اختیار کرے تو پھر ہم اسے پھیریں گے جدھر وہ پھرنا چاہے، پھر پہنچائیں گے، ہم اسے جہنم میں اور بہت ہی برا بٹھکانہ ہے وہ جہنم۔“

اس آیت میں دو چیزوں کو جرم عظیم ہونا اور جہنم میں داخل ہونے کا سبب بیان فرمایا ہے۔ ایک مخالفت رسول اور دوسرا جس کام پر سب مسلمان متفق ہوں اس کو چھوڑ کر اس کے خلاف کوئی راستہ اختیار کرنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت جلت ہے، یعنی جس طرح قرآن و سنت کے بیان کردہ احکام عمل کرنا واجب ہوتا ہے، اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے۔ (خلاصہ از معارف القرآن)

اور ایک مشت داڑھی رکھنے پر امت کا اتفاق ہے، کوئی بھی اس کا مخالف نہیں، لہذا مقدار داڑھی نہ رکھنے میں رسولؐ کی مخالفت بھی ہے اور مسلمانوں کے راستے کو چھوڑ کر اغیار کے طریقے کو اپنانا بھی ہے جس کا نجام قرآن کی اس آیت کی روشنی میں دخول جنم ہے۔

داڑھی رکھنا واجب ہے... قرآن سے ثبوت

طاوسؒ نے مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فطرت کی ۱۰ اچیزوں میں منچھوں کا کائنات اور داڑھی کا بڑھانا بھی شامل ہے داڑھی بڑھانا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان فرائض میں تھا جن میں آپ کا امتحان ہوا اور کامیابی ہوئی قرآن میں ارشاد ہے ”تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان حضرات میں جوان کے ساتھ ہیں“ اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ ”abraheem کی ملت کا اتباع کرو“ اس لئے حضور پر واجب ہوا اور امت کو ارشاد تھا ”تم میرا اتباع کرو۔ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے اس لئے جب حضور کے اتباع کا حکم دیا گیا تو یہ امت پر واجب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ بطور احسان عظیم فرماتے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تم کو صورتیں بخشیں تو تمہاری صورتوں کو عمدہ بنایا“ ارشاد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ہم نے انسان کو عمدہ بنایا، ارشاد میں پیدا کیا، دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی عطا کردہ بہترین صورت سے بلا اجازت اخراج کرنا جرم ہوگا۔



احادیث مبارکہ سے داڑھی کا ثبوت و اہمیت

داڑھی منڈ و انافطرت کے خلاف ہے

داڑھی کا نہ اسلام اور دین تو کیا بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو فطرت میں شمار کیا گیا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ قریۃ زین ہیں: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية

”رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں: ان میں دو یہ ہیں موجود ہوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا۔“ (صحیح مسلم، الطحاۃ، یا ب خصال الفطرة: ۲۶۱)

لفظ فطرت کے دو معنی علماء سے مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ اس سے مراد دین ہے اور دوسرا وہ طریقہ جو سب انبیاء کا ہے جن کے اتباع کا ہمیں حکم ہوا ہے۔ (فتح الباری)

پس اس سے داڑھی کی شان اور عظمت معلوم ہوئی، کیونکہ جب وہ دین ہے تو بغیر داڑھی کے انسان بے دین سمجھا جائے گا اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے تو پھر بغیر داڑھی کے رہنا سب انبیاء علیہم السلام کی سنت کی خلاف ورزی ہوئی اور جمیع شریعتوں کے ساتھ بغاوت تھی۔

داڑھی کے بارے میں احادیث کے الفاظ

داڑھی کے متعلق احادیث میں چھ لفظ وارد ہوئے ہیں، پہلے ان کے معنی سمجھ لئے جائیں پھر سوچیں کہ داڑھی کے متعلق حضورؐ نے کوئی مقدار متعین فرمائی ہے یا صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ کھی جائے؟

(۱) اعفو۔ یہ باب افعال سے ہے، اہل لغت نے اس کے معنی لکھے ہیں:

اعفی اللحیۃ: و فرہا حتیٰ کثرت و طالت (ناج المرؤں)

اعفی اللحیۃ کے معنی ہیں کہ ”اس نے داڑھی کو بڑھایا تاکہ بال زیادہ اور دراز ہو گئے۔“

(۲) او فوا۔ یہ باب بھی افعال سے ہے، جس کے معنی کامل کرنا۔ تام کرنا،

پورا کرنا ہیں۔ و فی النذر (نذر پوری کی) او فی الکیل (ناپ پورا دیا) اور

او فی فلا ناحقہ (حق پورا دیا)۔

یہ لفظ مسلم شریف کی حدیث میں ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت

فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خالفو المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی

”مشرکین کے طریقے کے خلاف کرو (یعنی) مونچیں اچھی طرح کاٹ دو

اور داڑھی پوری طرح بڑھاؤ۔“

(۳) ار خوا۔ کے معنی ہیں کسی شے کو وسیع اور لمبا کرنا، ڈھیلا چھوڑ دینا اور لٹکانا۔

ارجی زمام الناقۃ (اونٹی کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی) ارجی المتر (پرده لٹکا دیا) اور ارجی لہ الجبل

(اسکو تصرفات کی اجازت دے دے) وغیرہ جملے اسکے معنی کی وضاحت کر رہے ہیں۔

یہ لفظ بھی مسلم شریف کی روایت میں وارد ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد لفظ فرماتے ہیں کہ:

جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفو المجبوس

”مونچیں کاٹو اور داڑھیاں وسیع اور لمبی کرو (اور) مجبوس کے طریقے کے خلاف کرو“

(۴) ارجوا کے معنی ہیں بالکل نہ لینا، یعنی پورا باقی رہنے دینا، چھوڑ دینا۔

ارجی الصید: لم یصب منه شيئاً (شکار کا کوئی حصہ نہیں لیا پورا ہی چھوڑ

دیا) ارجی الامر (معاملے کو چھوڑ دیا، موخر کر دیا) یہ لفظ بھی حدیث شریف میں

وارد ہوا ہے، ملاحظہ فرمائیں علامہ طاہر پنڈی کی مجع بحارات الانوار مادہ (رج ۱)

(5) وفروا یہ باب تفعیل سے ہے۔ نیز باب افعال سے بھی آیا ہے۔
دونوں کے معنی ہیں ”زیادہ کرنا“ پورا کرنا۔“

یہ لفظ منداحمد، طبرانی، بخاری، ابو داؤد اور مسلم شریف کی روایتوں میں آیا ہے
نیز ”وفروا“ کا لفظ بھی بخاری و مسلم کی روایات میں وارد ہوا ہے۔

(6) دعوا یہ باب فتح سے امر حاضر ہے اور اس کے معنی ہیں چھوڑ دو۔
ودع الشیء تر کہ (چھوڑ دیا) یہ لفظ طبرانی کی روایت میں آیا ہے۔

اذا كان بقدر المسنون وهو القبضة

”جب داڑھی بقدر مسنون یعنی ایک مشت ہو..... الخ۔“

علاوه بر یہ احادیث و سیر کی کتابوں میں تصریح ہے کہ صحابہ اور تابعین اور
حضور پر نور کی داڑھیاں ایک مشت ہوتی تھیں اور احادیث میں داڑھی کے سلسلے
میں جو چھ لفظ استعمال ہوئے ہیں اور جن کا مفصل تذکرہ ابھی آیا ہے وہ ناطق ہیں
کہ وجوب شخص برائے نام داڑھی رکھنا نہیں ہے بلکہ ان کی ایک معتدیہ مقدار یعنی
ایک مشت کے بقدر واجب ہے۔ (از مولا ناسیعہ احمد پان پوری)

موچھوں کو پست کرنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موچھوں کو پست کرنے اور داڑھی کو
بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے کہ

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم هر بالخلفاء الشوارب واعفاء اللحية (ترمذی)
حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ موچھیں کٹائی جائیں اور داڑھی بڑھانی جائے۔

قال النبي ﷺ من لم يأخذ من شاربه فليس منا
حضرور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص موچھیں نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔
اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

والظاهر ان معناه تهدید لتارک هذه السنة او تخويف له

علی الموت لغير هذه الملة (مرقاۃ)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے فرمانے کا مطلب اس سنت کے تارک کوڑ رانا ہے یا اس کو خوف دلانا ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی۔ غور کرنا چاہیے کہ جب موچھیں نہ کٹا نے پر اتنی خوفناک وعید ہے کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی تو اس کے دوسرے حصے داڑھی نہ رکھنے پر بھی یہی وعید ہو گی، کیونکہ دونوں ایک ہی حدیث پاک کے جملے ہیں۔

علامہ تھانویؒ نے بھی فتاویٰ امدادیہ میں یہی افادہ بیان فرمایا ہے کہ نیز شاہ عبدالترمذی میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلاںؓ کی بڑی موچھیں تراش دیں۔

داڑھی منڈانا مجوسیوں کا طریقہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مجوس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ موچھوں کو بڑھاتے اور داڑھیوں کو منڈھاتے ہیں۔ پس تم ان لوگوں کی مخالفت کیا کرو۔“
ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی موچھوں کو کاشت تھے جیسا کہ بکری یا اوٹ (کے بال) موٹڈے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشا بہت اختیار کرے اور اسی پر مرجائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوتا ہے۔ تمہید میں ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے بھجوئے ہی اس کے مرتكب ہوتے ہیں۔ حضرت عمرؓ اور ابن ابی یعنی قاضی مدینہ نے اس شخص کی شہادت رد فرمادی جو داڑھی نو چتا تھا۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موچھیں کٹواو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ یعنی آتش پرستوں کی مخالفت

کرو۔ اس حدیث میں بھی وہی کچھ کہا گیا جو اس سے پہلے والی حدیث میں فرمایا گیا تھا یعنی مسلمانوں کا ساطر طریقہ اختیار کرو اور غیر مسلموں کا طریقہ چھوڑ دو چونکہ داڑھی مبارک کو منڈانا اور داڑھی مبارک کا حد سے کم کرنا مسلمانوں کا طریقہ ہرگز نہیں ہے۔ یہ طریقہ غیر مسلموں کا ہے اس لئے اس کو چھوڑنے کا حکم دیا جا رہا ہے جو صحیح غلام ہوتے ہیں وہ اپنے آقا کے حکم پر جان پنجاور کرتے ہیں۔

اسلام میں داڑھی کے سفید بالوں کی اہمیت

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے وہاں داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔

لَا تُنْتَفِوا الشَّيْبَ إِلَّا كَانَتْ لَهُ نُورًا (صحیح البخاری ۲۶۲)

”سفید بالوں کو نہ اکھاڑو، کیونکہ جس کے اسلام میں سفید بال ہوئے وہ قیامت کو اس کے لئے نور ہو گا۔“

اب یہ سفید بال خواہ سر میں ہوں یا داڑھی میں ہوں۔ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے واضح الفاظ کہے ہیں کہ:

يَكْرِهُ أَنْ يَتَنَفَ الرَّجُلُ الشَّعْرَةَ الْبَيْضَاءَ مِنْ رَأْسِهِ وَلِحِيَتِهِ (مسلم ۲۲۳)

”اس بات کو بھی مکروہ خیال کیا جاتا تھا کہ کوئی شخص اپنے سر یا داڑھی سے

ایک بھی سفید بال اکھاڑے۔“

اور حتیٰ کہ جو شخص اپنی داڑھی کے سفید بالوں کو اکھاڑتا ہے، عمر رضی اللہ عنہ اور ابو یعلیٰ (جو کہ مدینہ طیبہ کے قاضی تھے) نے اس کی گواہی و شہادت قبول نہیں کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا أَنْجَلَ اللَّهُ أَكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ (سنن أبي داود)

”سفید بالوں والے (بوڑھے) مسلمان کی عزت و اکرام کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا ہی ہے۔“

اس حدیث میں بڑی فصیحت ہے تمام ایسے بھائیوں کیلئے جو داڑھی بڑھانے سے محض اس لئے گھبراتے ہیں کہ ان کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں۔

نوٹ: سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو مہندي سے اگر رنگا جائے تو یہ مسنون ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی رفتگے نہیں اس لئے تم ان کی مخالفت کرو۔ (صحیح بخاری)

مقداد یہ ہے کہ داڑھی اور سر کے سفید بالوں کو زردی یا سرفی سے ساتھ رنگ دیا جائے، لیکن سیاہ رنگ سے روکا گیا ہے۔

جاہر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قافلہ کو فتح کہ کے دن لایا گیا۔ ان کا سر اور ان کی داڑھی ٹخانہ بوٹی کی طرح سفید تھی۔ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے سفید بالوں کو تبدیل کرو البتہ سیاہ رنگ سے پچ۔ (صحیح مسلم)

داڑھی مرد کا حسن ہے

جہاں تک خوبصورتی کا تعلق ہے تو اصل بات یہ ہے کہ داڑھی ہی مرد کی خوبصورتی، حسن و جمال اور وجاهت کی علامت ہے، حافظ ابن قیم "التبیان فی اقسام القرآن" میں فرماتے ہیں "داڑھی مرد کی زینت ہے اور اس کا وقار اور تعظیم ہے۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کون ہو سکتا ہے؟ بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور وجیہ نہ کوئی پیدا ہوا ہے نہ ہو گا اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ محمدؐ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔ (صحیح مسلم)

داڑھی اگر بد صورتی کا باعث ہوتی تو اللہ تعالیٰ اسے مرد کے چہرے پر ہرگز نہ

اگاہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (اتین ۹۵/۲)

"بے شک ہم نے انسان کو خوبصورت ترین سانچے میں ڈھالا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت میں جو امتیازات رکھے ہیں ان میں سے ایک اقتیاز اور فرق داڑھی ہے۔ داڑھی کے کامنے سے خوبصورتی نہیں بلکہ عورتوں سے مشابہت پیدا ہوتی ہے جو کہ اسلام میں ناجائز ہے۔ بلکہ مرداگی کے خلاف ہے۔

داڑھی نہ رکھنا عورتوں کی مشابہت ہے

داڑھی نہ رکھنا جہاں کافروں سے مشابہت ہے وہاں عورت بننے کی خواہش کی تکمیل بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کو مرد بنایا اور مرد و عورت میں داڑھی ہی کو فارق بنایا لیکن اس مسلمان نے داڑھی کو منڈوا کر عورت بننے کے شوق کو باہر ظاہر کیا۔ حالانکہ اس طرح کی نسوانی مشابہت لعنت کے لائق سمجھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا تھا:

لَعْنَ اللَّهِ لِلْمُتَشَبِّهِاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ (سچی بخاری ۵۱۰۰۰)

اللہ تعالیٰ کی ان عورتوں پر لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں اور ان مردوں پر لعنت ہے جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا:

لَيْسَ مِنَ النِّسَاءِ مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ الرِّجَالِ وَلَا مِنَ النِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ (سچی بخاری ۵۳۳۳)

”جو مرد و عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور جو عورتیں مردوں کی مشابہت کرتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں۔“

اور واقعی وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے پر کیسے ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے تو ان کو داڑھی دی تاکہ امتیاز ہو عورت سے لیکن انہوں نے داڑھی منڈوا کر خلقت کو تبدیل کیا اور بیچڑے (منٹھ) کی شکل کو پسند کیا اور لعنت کے مستحق ٹھہرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَعْنَ اللَّهِ الْمُخْتَشِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجَّلِاتِ مِنَ النِّسَاءِ (سچی بخاری)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان مردوں پر جو بھروسے (مخت) بنتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مرد بنتے کی کوشش کرتی ہیں۔

اسی بات سے دور رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کو عورتوں کے کپڑے پہننے سے روکا اور فرمایا:

لعن الله الرجل يلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لباس الرجل (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس مرد پر جو عورت کا لباس پہنتا ہے اور لعنت ہے اس عورت پر جو مرد کا لباس پہنتی ہیں۔

تو جو عورت مصنوعی داڑھی لگائے وہ مرد کے مشابہ ہو جائے، اسی طرح جو مرد اپنی داڑھی کو بالکل صاف کر دے وہ عورت کے مشابہ ہو جائے گا اور اس مرد کے پارے میں جو داڑھی کو بالکل صاف کرنے ہوئے ہے کسی بھی عام مسلمان سے سوال کرو تو وہ فوراً جواب دے گا کہ یہ چہرہ عورت کا چہرہ ہے یا نبی کا چہرہ ہے یا یہودی اور نصرانی کا چہرہ ہے۔ جس پر علماء نے التحث کی اصطلاح کا اطلاق کیا ہے (یعنی بھروسے پر) جیسا کہ حافظ ابن عبد البر (التمہید) میں لکھتے ہیں کہ:

ويحرم حلق اللحية ولا يفعله المختنون من الرجال

”داڑھی کو بالکل صاف کرنا حرام ہے اور یہ صرف بھروسے کا کام ہے۔“

یعنی اس فعل کو بھروسے ہی سراجام دیتے ہیں۔

داڑھی مرد کیلئے زینت و تکریم کا باعث ہے

داڑھی رکھنا جہاں موئین کا راستہ ہے وہاں مرد کیلئے زینت و تکریم کا باعث ہے۔ چنانچہ ارشادِ بانی ہے۔ **وَلَقَدْ كَرِمَ مَنَا بَنَى آدَمَ (الاسراء ۷۰)**
اور البتہ تحقیق ہم نے بنی آدم کو تکریم دی۔

اور اللہ تعالیٰ کا بنی آدم کو تکریم دینا اکمل اور احسن اشکال میں پیدا کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اس تکریم کی مثال یہ ہے کہ

مردوں کو داڑھیوں کے ساتھ زینت دی اور عورتوں کو میڈھیوں کے ساتھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی ہے:

سبحان من زين الرجال باللحى وزين النساء بالذواب

(کشف العفاء للعجلوني ۱۳۳۷)

”پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی کے ساتھ اور عورتوں کو مینڈھیوں کے ساتھ زینت بخشی“۔

تو یہ بیت جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اس کی تکریم کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق بری کیسے ہو سکتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی صفت ہو وہ صافع کی مدح کا سبب بنتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تو قصص ہو ہی نہیں سکتا۔ جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

کل خلق الله عزوجل حسن (صحیح الجامع)

”الله جل شأنه کی تخلیق حسن (اجمی) ہے۔“

حتیٰ کہ مسلمانوں اور مومنوں نے اس بات کو سامنے رکھ کر یہ زینت الہی ہے، اس کی بہت تنظیم کی۔ اور فقهاء نے باقاعدہ اپنے اقوال چھوڑے ہیں۔ چنانچہ امام احمد و ابو حنیفہ والشوری فرماتے ہیں کہ:

ان اللحیۃ اذا جنی عليها فازيلت بالکلیۃ ولم ینبت شعرها

فعلي الجناني دية كاملة کمالو قتل صاحبها

جب داڑھی پر جنایت اس طرح کی جائے کہ اس کو بالکل زائد کر دیا جائے اور بالند آکیں تو جانی پر (جس نے ظلم کیا) پوری دیت ہو گی جیسا کہ اس نے اس داڑھی والے کو قتل کیا تو دیت ہو گی اور بان مطلع کہتے ہیں کہ:

لأنه اذهب المقصود و اشبہ مالو اذهب ضوء العین

کیونکہ یہ داڑھی کا بالکل صاف کر دینا اس طرح اصل مقصود کو غائب کر دیتا ہے

جیسا کہ آنکھوں کی روشنائی اور اس کی بصیرت و بصارت چلی جائے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی تھی

اللہ کے پیارے اور آخری رسول اور تمام نبیوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات تک مکمل اور پوری داڑھی رکھی اور ساری زندگی اپنی داڑھی کا کوتی بال بھی نہیں کاتا۔ آپ کی ریش مبارک گھنی تھی اور آپ کے منور سینے کو بھری ہوئی تھی۔

جابر بن سکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وكان (رسول الله صلی الله علیہ وسلم) كثیر شعر اللحیة (صحیح مسلم)
”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی۔“
شامل ترمذی میں ابن ہالہ سے مروی ہے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرمائے تھے۔

”كان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم كث اللحیة

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب گھنی داڑھی والے تھے۔

اور الوقا بحوال المصطفی میں ابن جوزیؒ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حلیہ مبارک کے ذکر میں فرمایا: كان رسول الله عظیم اللحیة

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی داڑھی والے تھے۔“

نیز بخاری اور ابو داؤد میں ہے کہ ابو محمر نے حضرت خبابؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں قرآن پڑھتے تھے؟

تو انہوں نے کہا، ہاں؟ ہم نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

تو انہوں نے کہا! آپ کی داڑھی کے حرکت کرنے سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ

آپ کی داڑھی اتنی بڑی تھی کہ لب مبارک بلنے سے حرکت کرتی تھی۔

اس طرح مکملہ میں ابو داؤد کے حوالے سے حضرت انسؓ کی یہ روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو کرتے تو ہتھیلی میں پانی لے کر داڑھی میں ڈالتے اور ٹھوڑی کا خلاں کیا کرتے تھے۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی اور لمبی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بغیر کسی چھیڑ جھاڑ کے مطلق چھوڑ رکھا تھا اور دائیں باسیں اور نیچے کہیں سے بھی کامنے نہیں تھے۔ صحیح مسلم میں ہے:

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه يقول كان رسول الله ﷺ قد شمط مقدم راسه ولحيته وكان اذا ادهن لم يتبين واذا شعت راسه تبين وكان شعر اللحية (سلم ۴، ۱۸۲۲)

”حضرت جابر بن سرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کے بال اور داڑھی میں سفید بال آنماش رو ہو گئے تھے اور جب آپ تسل استعمال کرتے تو ظاہر نہ ہوتا اور جب بال پر آگنہ ہوتے تو معلوم ہونے لگتا اور آپ کی داڑھی کے بال بہت کثیر تھے“
انس رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ:

کان رسول الله يكثـر دهن راسه وتسريـع لحيـته (الترمذى فى الشـسائل ۳۲۲)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر پر زیادہ تسل لگایا کرتے تھے اور داڑھی کو کنکھی کیا کرتے تھے۔

تو اس حدیث سے ایک تو یہ پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی تھی اور اتنی گھنی تھی کہ لکھمی کرنی پڑتی تھی اور وضو کے وقت خلال کرنا پڑتا تھا اور وہ بھی فرمان ربانی خیال کرتے ہوئے کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس طرح خلال کروں تو اگر کئی ہوئی یا نیچے سے خط بخواہ یا ہوتا یا چند بال ہوتے تو خلال چہ معمقی دارو؟
مدارج النبوة میں مذکور ہے کہ کتاب ”الشفاء“ مصنفہ۔ قاضی عیاض میں کہا گیا ہے کہ آپ کی بیش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے آپ کا حیثہ مبارک بھر گیا تھا۔ (اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۲۲)

دوسری روایت میں ہے کہ دائیں باسیں اور سینہ مبارک کو بھر دیتی تھیں۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی خوب گھنی، خوب لمبی

اور بڑی تھی جو بولتے وقت ہتھی تھی۔ جس سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ داڑھی لمبی رکھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ساری امانت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اتباع کا حکم ان الفاظ سے دیا ہے:

قُلْ إِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَأَتَبِعُونِي يُخْبِئُكُمُ اللَّهُ

اے میرے رسول آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کے مدی ہو تو
میری اطاعت اور اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالے گا۔

داڑھی نہ رکھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

نمونہ پورا نہ ہو گا

حق سبحانہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمونہ بنایا کہ بھیجا جیسا کہ ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الازاحات)

”یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔“
اور اگر ایک سنت میں بھی کمی ہوئی تو نمونہ پورا نہ ہو گا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کو تو
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا محبوب ہے اور دوڑھا ضرر کے مسلمانوں
کو انگریز کی شکل و صورت محبوب ہے۔

دنیا کے سب سے زیادہ حسین شخص کی داڑھی

میرے مسلمان بھائیو! یہ تو ایک متفق بات ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
بڑھ کر کائنات میں کوئی بھی خوبصورت نہیں تھا اور وہ ہو گا جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
کان رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم احسن الناس (ابخاری ۴۰)

”اللہ کے رسول تمام لوگوں سے حسین تھے۔“

اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسن الناس وجہا (البعاری)
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک پوری کائنات سے حسین تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک جو پوری دنیا سے حسین تھا کیا اس پر داڑھی
تھی یا نہیں۔ آئیے ذرا حادیث کی ورق گردانی کریں۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ليس بالطويل الباثن
ولا بالقصير وليس في راسه ولحيته عشرون شعرة بيضاء (البعاری)
”الله تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ زیادہ لمبے تھے نہ بالکل چھوٹے
اور ان کے سر اور داڑھی میں 20 سفید بال بھی نہیں تھے۔“

اور انس رضی اللہ عنہ نے ان بالوں کی تعین خود بھی کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

ما عددت في رأس رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
واللحية الا اربع عشرة شعرة بيضاء (الترمذی)

”الله تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی مبارک میں 14 سفید بال تھے۔“
تو اس حدیث سے پہلا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے دس سال
داڑھی تھی دوسرا نکتہ یہ ثابت ہوا کہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنہوں نے دس سال
خدمت کی انہوں نے داڑھی اور سر کے سفید بال بھی شمار کر کر کھے تھے۔ اگر داڑھی کو سیٹ کیا
ہوتا تو نوک پلک سیدھی کی ہوتی یا کٹوانی ہوتی یا خط بخواہتا تو یہ صحابی ضرور بیان کرتے
کیونکہ بالوں کی کنتی جو کہ دقيق چیز تھی وہ بیان کی تو کٹوانا وغیرہ ضرور بیان کرتے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کی کیفیت
یوں بیان فرمائی گئی ہے:-

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کث اللحیۃ تملا صدرہ
وفی روایة قد ملأت لحیۃ مابین هذا قد ملأت غزہ (ترمذی فی الشمال وغیرہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اس قدر حنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔
میرے مسلمان برادر محترم! ذرا سوچیں کہ ہم نے جس کا کلمہ بڑھا ہے اور جو
پوری کائنات سے حسین تھا، کیا اس کو داڑھی بری گئی یا اچھی گئی؟ اچھی گئی تو رکھی بلکہ
فطرت اللہ کو اپنا لیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے اربعہ نے بھی
اسی سنت کو سینے سے لکایا۔ چنانچہ ان کی بھی بڑی داڑھیاں تھیں۔ (طبقات ابن سعید)

داڑھی کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل

حضرات صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ پوری داڑھیاں رکھتے تھے
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سب صحابہؑ کی حالت بیان فرماتے ہیں:

کنا نعفی السبال الالهی حج او عمرة
ہم لوگ یعنی صحابہ کرام ہمیشہ داڑھی بڑھائے رکھتے تھے۔ مگر جب حج یا عمرہ
کرتے تو قبضہ (مشتبہ) سے زیادہ کوٹھوادیا کرتے تھے۔
اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام پوری داڑھی رکھتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ
عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

امروا بالاحفاظ الشوارب واعفاء اللحية (صحیح مسلم)

”دہمیں موچھیں پست کرنے اور داڑھی چھوڑ دینے کا حکم دیا جاتا۔“

ایک دوسرے مقام پر حدیث کے الفاظ یوں آئے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر ان عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
امروا بالاحفاظ الشوارب واعفاء اللحی

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم
دیا، موچھوں کے موٹڈنے کا اور داڑھیوں کے چھوڑ دینے کا۔ (موطا امام بالک)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ کی داڑھی کھنی تھی۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی داڑھی تھی، چنانچہ آپ بھی قبضہ (مشتبہ)

بھر) سے زائد حصے کو کٹوادیا کرتے تھے۔ (فتح القدير)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ کی داڑھی کھنی تو نہ تھی لیکن دراز تھی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے۔
کان کبیر اللحیہ آپ کی بہت بڑی داڑھی تھی۔

چنانچہ جب آپ کو شہید کیا گیا تو ایک باغی نے آپ کی داڑھی پکڑ لی تھی۔ (ہر خوب کشیر)
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی عریف (چوڑی) تھی۔ جس نے دونوں
شانوں کے درمیان کی جگہ بھر رکھی تھی۔ (مشن الحجی صفحہ ۱۱)

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی داڑھی تھی۔ آپ بھی ایک قبضہ (مشت
بھر) سے زیادہ کٹوادیا کرتے تھے۔ (فتح القدير)

اور ابن عمر بھی قبضہ (مشت بھر) سے زائد داڑھی کٹوادیا کرتے تھے بلکہ دوسروں
کی قبضہ (مشت بھر) سے زائد داڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔ (داڑھی کی اسلامی حیثیت)

واخرج الطبرانی عن شرجیل ابن مسلم قال رایت خمسة من
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يحفون شواربهم ويعفون
لحاهم ويصفرونها ابا امامۃ الباهلی والحجاج بن عامر الشعماں
والقدام بن معدیکرب وعبدالله بن بسر وعتبه بن عبد السلمی

شرجیل بن مسلم سے روایت ہے کہ میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پائیں صحابہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ موچھیں کاٹتے اور داڑھیاں
بڑھاتے تھے اور ان کو رنگ کرتے تھے۔ (۱) ابو امامہ باہلی (۲) حجاج بن عامر شعماں

(۳) مقدام بن معدیکرب (۴) عبداللہ بن بسر (۵) عتبہ بن عبد السلمی

علامہ نور الدین پیغمبیری مجمع الزوائد صفحہ ۱۶۵ میں فرماتے ہیں کہ:

اسنادہ جید یعنی اس روایت کی اسناد جید (بہتر) ہے۔

عن عثمان بن عبداللہ بن ابی رافع انه رأى ابا سعيد الخدري

وجابر بن عبد الله بن عمرو سلمة بن الأكوع وابا اسید البدری ورالفع بن خدیج وانس بن مالک یاخدون من السوارب کا خلد الحق ویغفون اللھی. حدیث رواه الطبرانی (مجمع الزوادی صفحہ ۱۶۶ ج ۵)

عثمان بن عبد اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے ان سات صحابہ کو دیکھا (۱) ابوسعید خدری (۲) جابر بن عبد اللہ (۳) عبد اللہ بن عمر (۴) سلمة بن اکوع (۵) ابواسید بدری (۶) رافع بن خدیج (۷) انس بن مالک رضی اللہ عنہم۔ یہ موضعیں کائن تھے گویا کہ موئیز نے کے مشابہ ہیں اور داڑھیوں کو بڑھاتے اور چھوڑتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے

ایک مشت داڑھی کا ثبوت

داڑھی کو بڑھانے کے بعد کسی بھی وقت اس کو کائنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اگر کائے تو اس کی کچھ مقدار شرعاً متعین ہے یا نہیں؟ چنانچہ اس بارے میں احادیث ملاحظہ فرمائیں۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جده ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یا خذ من لحیته من عرضها طولها

”حضرت عبد اللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اوزوہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کے طول و عرض سے (قہضہ سے زائد) مشت بھر سے زائد) بالوں کو کتر لیتے تھے۔“ (ترمذی)

اور یہی روایت شرح شرعة الاسلام ص ۲۶۸ میں بھی ہے جس میں قہضہ یعنی ایک مشت کی صراحت آئی ہے چنانچہ ہم یہاں ”شرح شرعة الاسلام“ کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں۔

(واعفاء اللھیۃ) ای تکشیر ہاو المراد منه عدم المبالغة فی الجزع (فانه) ای النبی ﷺ (کان یا خذ من لحیته من عرضها طولها) اذا زاد على قدر القبضة (و) کان یفعل (ذلک الاخذ فی الخميس او الجمعة)

و لا يترکه مدة طويلة فوق الاسبوع . و اعلم ان النبي ﷺ قال اعفوا
اللعنی واحفوا الشوارب وارادبه النهى عما يفعله الاعاجم والا فرنج
من قص اللحية اي قطع كلها وتوفير الشارب فانه مكروره صرح به
زين العرب وغيره رحمهم الله تعالى وهذا لا تنافي ما رواه عن عمرو
بن شعيب من انه ﷺ كان يأخذ من لحيته طولاً وغرضًا اذا زاد على
قدر القبضة كذا في التدوير . (شرح شرعة الاسلام ص ۲۰۷)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: ”حدیث میں جو داڑھی بڑھانے کا حکم ہے اس
سے مراد یہ ہے کہ کائنے میں مبالغہ ہو، اس لئے کہ آپ خود داڑھی مبارک کے
بالوں کو طول و عرض سے کتر لیتے تھے اور یہ کرتا اس وقت ہوتا تھا جب داڑھی
մبارک ٹپھہ (مشت بھر) سے زائد ہو جاتی تھی، اور آپ کا یہ فعل یعنی داڑھی کو
طول و عرض سے لینا جمرات یا جمعہ کو ہوتا تھا۔

اور یہ بھی جان لیجئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ داڑھی بڑھاؤ
اور موچھیں کٹاؤ، اس ارشاد کا مقصد داڑھی کو عجمیوں اور فرنگیوں کی طرح کائنے سے منع
فرمانا ہے، یعنی داڑھی کو بالکل صاف کرنے اور موچھیں بڑھانے سے روکنا ہے، کیونکہ
یہ فعل ناپسندیدہ ہے اور یہ اس روایت کے بھی منافی نہیں ہے جس میں آتا ہے کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی مبارک کو اس وقت طول و عرض سے کائنے تھے
جب داڑھی مبارک ٹپھہ (مشت بھر) سے زائد ہوتی تھی۔“ (شرح شرعة الاسلام ص ۲۰۷)

شامل ترمذی میں ہے: کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیہ یعنی ملا صدرہ
”یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک اتنی بھی اور گنجان تھی کہ سینہ
مبارک کو گھیر لیتی تھی۔“ (شامل ترمذی)
اور یہی لینابجہ ہی صورہ ملتا ہے جب کہ داڑھی کم لازم ایک مشتبیہ اس سے زیادہ ہو۔

دائرہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عمل

علاوه ازیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو آپ کے اقوال و افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اور آپ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنے والے ہیں، ان کے عمل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ کی مقدار کم سے کم ایک مشت ہوئی چاہیے۔

وفی البخاری ص ۸۷۵ کان ابن عمر رضی الله تعالى عنہما اذا حج او اعتمر قبض على لحیته فما فضل اخذه (حكم اللحمة في الاسلام) بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی دائیٰ کوٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کوکڑ وادیتے تھے۔

حضرت مدفن نور اللہ مرقدہ رسالہ دائیٰ کا فلسفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیٰ کے طول و عرض میں سے کتر اکرتے تھے اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری تھی جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اقوال اور افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو بھایا ہے اور حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپؐ کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ کا عرض و طول میں دائیٰ کا کتر نا اسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا علاوه ابن عمرؓ کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حافظ ابن حجر شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ دائیٰ جب ایک مشت سے زائد کوکڑ وادیا جائے

پھر طبری نے اپنی سند سے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اسی عمل اور طریقے کو فتحہاء حفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے کتب فتوحہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نعفی السبال الا فی حجۃ او عمرۃ . (ابو داؤد)

”هم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج و عمرہ سے فارغ ہو کر کتر وایا کرتے تھے“
جس کی تفصیل حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے ہو گئی ہے۔ اسی حدیث کی تشریع میں حافظ ابن حجر عسقلانی میں فرماتے ہیں۔

واخرج ابو داؤد من حدیث جابر رضی اللہ عنہ بسنند حسن قال کنا نعفی السبال الا فی حج او عمرۃ وقوله نعفی بضم اوله وتشدید الفاء ای نتر کہ والفراد هذا یؤیلما نقل عن ابن عمرؓ السبال بکسر المهملة وتخفیف الموحدة جمع سبلة بفتحتين وهى ما طال من شعر اللحیۃ فاشار جابر الى انهم یقصرون منها فی النسک .

یہ حدیث صاف طور سے بتاریخی ہے کہ عام صحابہ کرام تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لبا حصہ کتر واتے ہاں جب حج و عمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کتر وادیتے تھے نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل (خلال) فرماتے تھے۔ لٹکنی سے درست فرمایا کرتے تھے وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصے کے طول و عرض کو بھر لیا تھا۔

حضرت عمرو بن یاسر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عمرؓ حضرت ابو ہریرہ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحتاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اس سے زائد داڑھی رکھتے تھے اور رکھواتے تھے۔ تمام دوسرے صحابہ کا یہی عمل ہونا اتنا رہا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابر تحریر ماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کترواتے نہ تھے۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام اور امت کو داڑھی بڑھانے کا بلا تحدید و تقلید ارشاد اور حکم فرمایا ہے اور اس عمل کو بلا تحدید مسلمانوں کیلئے مابالتمیز قرار دیا ہے۔ جوان کا حفظ شعار اور یوں نیفارم ہو گا۔ نہ منڈ وانا جائز ہو گا نہ تشخیصی رکھنا اور نہ چوٹی رکھنا۔

حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ نے اپنے ایک مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے اور مقدار قبضہ (مشت بھر) کو قرآن پاک احادیث اور صحابہ کے آثار سے ثابت فرمایا ہے۔ اسی میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام نے حضرت بہارون علیہ السلام کی داڑھی جب پکڑی تو وہ ایک مٹھی ہو گی جب ہی تو پکڑی جائے گی ورنہ تشخیص کیسے پکڑی جائے گی۔ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدير نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ واما الاخذ منها وهي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومن خشة الرجال فلم يبيحه احد۔ لیکن داڑھی کا کٹانا جب کہ وہ مقدار قبضہ (مشت بھر) سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مختشم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا، یعنی تمام فقهاء امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کا مقدار قبضہ (مشت بھر) سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے۔

صحابہ کی سنت سے ایک مشت داڑھی کا ثبوت

اس فعل نبوی کی تائید فعل صحابہ سے ہوتی ہے جس کے ضمن میں مقدار قبضہ (مشت بھر) کا سنت صحابہ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے جو خود بھی جائے خود ایک مستقل دلیل اور مضبوط ثبوت ہے کیونکہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سنتوں کی تشخیص سب سے زیادہ

حضرات صحابہؓ کے عمل سے ہو سکتی ہے جیسا کہ خود انہی کے اقوال پر ان سنتوں کا ثبوت بھی موقوف ہے اور وہی ان کے ہم تک پہنچانے کے اصل مدار ہیں۔ ان صحابہؓ میں سب سے زیادہ سنن نبوی کے گرویدہ اور فقائی الاتباع حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کی غالب شان ہی اتباع سنت ہے سو کتاب لا تمار میں امام محمد بن حسن شیعیانی امام ابی حنفیہ سے اور وہ یہم ابن شیم سے اور وہ عبداللہ ابن عمر سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

انہ کان یقبض علی لحیته ثم یقص ما تحت القبضته (رواہ ابو داود)

عبداللہ ابن عمر اپنی دائرہ کی مٹھی بھر لیتے تھے اور پھر اس مٹھی میں آئے ہوئے حصے

سے نچلا حصہ کاٹ دیتے تھے (اس کے ہم معنی ابو داؤد ونسائی نے بھی روایت کیا ہے)

ظاہر ہے کہ اول تو ابن عمر جیسے فقائی الاتباع اور گرویدہ اتباع سنت سے یہ بعید

ہے کہ وہ اس مقدار کے بارے میں اتباع سنت سے کام نہ لیتے ہوں پھر جب کہ دائرہ

رکھنے کی حدیث یعنی احفوا الشوارب واغفوا اللحمی (موٹھیں پست کرو اور

دائڑھیاں بڑھاؤ) کے راوی بھی خود عبداللہ ابن عمر ہی ہیں تو اس سے صرف یہی واضح

نہیں ہوتا کہ ان کے نزدیک دائڑھی تراشنے کی حد مقدار قبضہ (مشت بھر) تھی اور

دائڑھی کی اس مقدار کا ان کے نزدیک باقی رکھنا ضروری تھا بلکہ غور کیا جائے تو ان کا یہ فعل

حدیث مرفوع کا بیان بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی راوی پیغمبر کے کسی فعل کو علی

الاطلاق روایت کر لے جس میں کوئی قید مذکور نہ ہو اور پھر اس کے اتباع میں جب خود

عمل کرنے پر آئے اور حدود و قیود کی رعایت رکھ کر عمل کرے تو یہ اسی کی دلیل ہو سکتی ہے

کہ اس کے نزدیک پیغمبر کے فعل میں بھی یہ قید ملحوظ تھی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ پیغمبر کے کسی

فعل پر جو بلا قید و شرط ثابت ہو کوئی صحابہ اور وہ بھی ابن عمر جیسا فقائی الاتباع صحابی اپنی

طرف سے کسی قید کا اضافہ کر دے۔ پس عبداللہ ابن عمرؐ کے اس فعل سے کہ وہ مقدار

قبضہ (مشت بھر) سے زائد دائڑھی کٹوادیتے تھے مقدار قبضہ (مشت بھر) کا ان کی

سنت ہونا تو صراحتاً ثابت ہوتا ہی ہے خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہونا بھی

دلائل ثابت ہو جاتا ہے ورنہ از خود حفظ اختراعی طور پر فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی قید کا اضافہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت نہیں ہو سکتا تو اس سے صاف طور پر نہیں میں ہو جاتا ہے کہ عبد اللہ ابن عمرؓ جیسے داڑھی رکھنے اور بڑھانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبیع تھے ایسے ہی وہ داڑھی کی مقدار قبضہ (مشت بھر) کے بارے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے قبیع تھے اور یہ مقدار خود ان کی اختراع کردہ نہیں تھی اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس عمل پر نہ دیکھتے تو اسے اپنی سنت نہ ٹھہراتے۔ پس اور بھی کچھ نہیں تو کم از کم اس حدیث کی روح سے مقدار قبضہ (مشت بھر) کا سنت صحابی ہونا تو بلا شک و شبہ ثابت ہو جاتا ہے اور وہی سنت ابن عمرؓ حنفی کا اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رائجِ القدم ہونا معروف اور مسلم ہے ادھر یہی سنت ابو ہریرہؓ کی بھی ثابت ہوتی ہے جس کو ابن عمرؓ کی سنت کے بعد سند کے ساتھ ابن ابی شيبة نے اپنے مصنف میں نقل کیا ہے۔

روی عن ابی هریرہ ایضاً انه کان یقبض علی لحیته فیا خذ

ما فضل عن القبضة

ابو ہریرہؓ سے بھی یہی روایت کی گئی ہے کہ وہ داڑھی کو مٹھی میں لے کر جو اس سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے تھے۔

یہاں بھی وہی ابن عمر کی سی صور تھاں ہے کہ خود یہی ابو ہریرہ حدیث فطری کے بھی راوی ہیں جس میں داڑھی بڑھانا منقول ہے اور خدا نبی کا عمل مقدار قبضہ (مشت بھر) بھی ثابت کر رہا ہے تو اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ حدیث فطرة میں جو داڑھی بڑھانا ضروری قرار دیا گیا تھا تو گو قبضہ (مشت بھر) کی قید اس میں مذکورہ تھی مگر جب کہ اس روایت کے راوی داڑھی تراشنے میں مقدار قبضہ (مشت بھر) کی حد سے ایک انج آگے پیچے نہیں ہوتے تھے تو اسی کی دلیل ہو سکتی ہے کہ یہ قید اس حدیث میں بھی ضرور لمحوظ تھی یا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے مقدار قبضہ (مشت بھر) کا پابند دیکھا تو وہ جان گئے کہ داڑھی بڑھانے کا مطلب ہی

یہ ہے کہ وہ کم از کم مقدار قبضہ (مشت بھر) کی حد تک ضرور کپٹی ہوئی ہو گیا مقدر قبضہ (مشت بھر) کا یہ عمل ان کے نزدیک فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھا جس کی وہ اقتداء فرماتے تھے ورنہ وہ اس عمل کو اپنی سنت و عادت نہ ٹھہراتے پس اس سے بھی اس مقدار قبضہ (مشت بھر) کا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت صحابی دونوں ہونا ثابت ہو گیا اور قبضہ (مشت بھر) کے بارے میں صحابی کا یہ عمل گویا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان ہو گیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس عمل میں ابن عمر منفرد نہیں تھے بلکہ دوسرے صحابہ بھی ان کے ساتھ شامل تھے جس سے دو صحابہ میں اس سنت کے معمول بہ اور سروج ہونے کا کھلا ثبوت ملتا ہے جو خود اس کی ایک مستقل دلیل ہے کہ ان مقدمین کے اس عام عمل کا مأخذ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی ورنہ صحابہ میں بے دھڑک یہ سنت اتنی رائج نہ ہوتی لیکن اگر اس سنت کو صرف صحابہ کی سنت مان لیا جائے اور اسے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان نہ ٹھہرایا جائے تو بھی اس کے واجب الاتّاعۃ ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ سنن صحابہ کی اقتداء کا حکم خود حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیا گیا ہے اور باس لحاظ ان کی اقتداء بالواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اقتداء ہوگی۔ ورنہ آپ ان کی اقتداء کا حکم دے کر معاذ اللہ اپنی سنت و شریعت کے متوازی کوئی دوسری شریعت قائم نہیں فرمائے تھے پس سنن صحابہ درحقیقت سنن نبوی ہیں جن کا ظہور مظاہر صحابیت میں ہو رہا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیم

”میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کا بھی اقتداء کرلو گے ہدایت پاؤ گے۔“

بہر حال مقدار قبضہ (مشت بھر) کا مسئلہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو یا سنت صحابہ سے ہمارے لئے پھر دو صورت جھت ہے اور دونوں ہی سننیں واجب الاتّاعۃ ہیں پس واڑھی کی جو مقدار انبیاء سا بقین سے بذریعہ کتاب اللہ مفہوم ہوئی وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے بھی ثابت ہوئی اور وہی

سنن صحابہ سے بھی نمایاں ہوئی اس مقدار سے داڑھی کا کم ہونا کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہوتا تو یہ سب اس مقدار خاص (ایک مشت) کے ثابت شدہ ہونے کے پختہ دلائل ہیں جن سے مقدار قبضہ (مشت بھر) کا قطعی ثبوت ہو جاتا ہے۔

احادیث سے داڑھی کا وجوب

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے واسطے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیوں کو خوب زیادہ کرو اور موچھوں کو پست کرو، اور ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے داڑھی جوٹھی میں لیتے جو پچھا اس کو کامتے تھے۔ اس حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا نہیں بلکہ بہت زیادہ کرنے کا حکم ہے۔ یعنی کہتے ہیں کہ داڑھیوں کو اس حال پر چھوڑ دو کہ بہت زیادہ ہو جائیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ امر کے صیغہ سے ہے۔ اس کی تفہیل ہر داڑھی والے پر واجب ہے اس کے خلاف کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ پہلے ہی جملہ سے اس تہمت کا ازالہ ہو گیا جو بعض لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضور نے تو اپنے زمانے کے عرف کے موافق رکھی تھی اس سے معلوم ہو گیا کہ مشرکین نہ رکھتے تھے۔ یہ عرف نہ تھا اور تم کو ان کی مخالفت کا حکم ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موچھوں کو کاثو اور داڑھیوں کو لٹکاؤ۔ اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم میں ہے کہ بعض روایتوں میں ارجوائم سے ہے جس کے معنی موخر کرنے اور ترک کرنے کے ہیں۔ لہذا لٹکانے چھوڑے رکھنے یا موخر کرنے کا حکم ہوا جو ایک مٹھی سے کم پر صادق ہی نہیں آ سکتا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ موچھوں کا کاشنا اور داڑھی کا بڑھانا وغیرہ آخر حدیث تک یعنی شرح بخاری جلد نمبر ۱۸۳ پر ہے کہ یہ بخاری میں نہیں باقی سب صحابہ اور طحاوی نے اس کو درست کہا ہے۔

اجماع انبیاء علیہم السلام

داڑھی بڑھانا تمام انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہے اور اس پر تمام انبیاء علیہم السلام کا

اجماع واتفاق ہے۔ گویا یہ ایسا صاف حکم ہے کہ سب لوگ اسی پر پیدا کئے گئے ہوں یعنی اسی لئے یہ فطرت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک برابر دارِ حکمی بڑھانا جاری رہا ہے۔ کسی نیک انسان نے اس کے خلاف نہیں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دارِ حکمی مبارک

شفائے قاضی عیاض مالکی میں ہے کہ حضرت علیؓ۔ حضرت انس بن مالک۔ حضرت ابو ہریرہؓ۔ حضرت براء بن عازب حضرت عائشہ ام المؤمنینؓ حضرت ابن ابی ہالہؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت جابر بن سرہؓ حضرت ام معبدؓ حضرت ابن مجفہؓ حضرت معرض بن معیقیبؓ، حضرت ابو طفیلؓ، حضرت عداء بن خالدؓ، حضرت خریم بن فاتکؓ اور حضرت حکیم بن حزامؓ وغیرہ حضرات سے حضور کے حلیہ مبارک میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم روشن رنگ والے تھے یہاں تک کہ یہ کہا ہے کہ حضور بڑی بھیلی ہوئی دارِ حکمی والے تھے کہ وہ تمام یہیں کو بھردیتی تھی (غفار ۲۸)

ملا علی قاری شرح شفائیں کہتے ہیں یعنی بال اتنے تھے کہ سینہ کو بھردیتے تھے..... باوجود بھیلی ہونے کے کیونکہ حضور ایک مشتمی سے زائد کاٹ دیا کرتے تھے اور کبھی کناروں سے بھی کاٹ دیتے تھے۔ (جلد اس ۱۵۰)

عمل مبارک سے اس کا سنت ہونا بھی ثابت ہے اب آگے وہ حدیث یاد کر لی جائے کہ ”جس نے میری سنت سے روگروانی کی وہ مجھ سے نہیں“

صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے ثبوت

اتحاف السادہ شرح احیاء العلوم جلد ۲ ص ۳۲۶ پر ہے ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھیلی ہوئی دارِ حکمی والے تھے اور ایسے ہی حضرت ابو بکرؓ تھے۔ حضرت عثمانؓ تسلی بھی دارِ حکمی والے تھے اور حضرت علیؓ چورڑی دارِ حکمی والے تھے کہ دونوں شانوں کے درمیان کو دارِ حکمی بھردیتی تھی“۔ اس کے ساتھ حدیث ”تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت“ بھی یاد کر لیجئے۔

اتباع سنت کو لازم پکڑیں

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کی نصیحت

صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کو لازم پکڑیں اور دنیا کی زیب اور زیست کی طرف توجہ نہ کریں اور اسکے ہونے یا نہ ہونے کی پرواہ نہ کریں کیونکہ دنیا حق تعالیٰ جل شانہ کی دشمن اور ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کچھ قدر نہیں ہے۔ پس مناسب ہے کہ بندوں کے نزدیک اس کا عدم اس کے وجود سے بہتر ہو۔ اس کی بے وقاری اور جلد دور ہو جانے کا قصہ مشہور ہے۔ بلکہ مشاہدے میں آچکا ہے۔ پس گذشتہ مردہ اہل دنیا سے عبرت حاصل کریں۔

(مکتب ۲، جلد اول)

دارٹھی

فقہائے کرام
اور

اکابر علماء کی نظر میں

چہرے کو داڑھی سے سجائیئے

اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما معلوم ہوتا
 تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے پیغمبروں کی سنت نہ
 قرار دیتا۔ پھر جنت میں نہ داڑھی ہو گی نہ
 جام کی دکان ایک نوجوان لڑکے کی طرح
 شاندار چہرہ ہو گا تو یہاں اللہ کا حکم سمجھ کر
 چند دن کی زندگی میں داڑھی رکھ لیجئے تاکہ
 یہ چہرہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے
 پیش کر سکیں اور یہ کہہ سکیں کہ

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
 حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

دائرہ منڈانا کیوں حرام ہے

شریعت اسلامیہ میں دائرہ منڈانے کی ممانعت کی کتنی وجوہات ہیں:

(۱) دائرہ مردوں کے لئے اللہ کی پسندیدہ نعمت ہے جس کی قدر کرنی چاہیے اور اسے باقی رکھنا چاہیے اللہ نے فرمایا: وَصَوَرَكُمْ فَالْخَيْرَ صَوَرَكُمْ (النیم: ۲۳) ”اور اللہ نے تمہاری صورت بنائی، کتنی اچھی صورت بنائی۔“

اسے مومن نہ اور خراب کرنا اللہ کی نعمت کی ناقدری ہے۔

(۲) دائرہ شریعت اسلامیہ کا ایک جز ہے اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اللہ کا ارشاد ہے: ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (آل عمران: ۱۸)

”پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقے پر کر دیا ہے تو آپ اسی طریقے پر چلیں اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیں۔“

معلوم ہوا کہ دائرہ شریعت اسلامیہ کا ایک خاص حکم ہے اور اس پر دائنیں باسیں دیکھے بغیر بختی سے عمل کرنا چاہیے اور دنیا کی گمراہ قوموں کا خیال دل میں نہیں لانا چاہیے۔ کیونکہ شریعت الہی خود ایک مستقل نظام حیات ہے جو دنیا کے کسی نظام کی محتاج نہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے:-

حلق اللحیتہ فی قبیہ بل مثلہ و حرام و كما ان حلق شعر الراس

فی حق المراہ مثلہ منہی عنہا و تقویت للزینۃ کذا لک حلق الحیتہ

فی حق الرجُل وتشبه بالنساء منهی عنه وتفویت للزینة
 ”یعنی داڑھی منڈانا قبح ہے بلکہ مثلہ کرنا ہے اور حرام ہے جس طرح عورت اگر اپنے
 سر کے بال منڈادے تو یہ مثلہ ہے جو منوع ہے اور اس سے عورت کی زینت ختم ہو جاتی ہے
 اسی طرح مرد اگر داڑھی منڈادے تو یہ بھی مثلہ ہے اور اس سے مردانہ شان ختم ہو جاتی ہے۔“
 فقهاء کرام فرماتے ہیں کہ داڑھی اپنے وقت میں جمال ہے اس کو منڈا
 دینا زینت کو ختم کرنا ہے اور ملائکہ کی ایک شیخ ہے۔

سبحان من زين الرجال باللحى والنساء بالذواب

چاروں اماموں کے نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے
 داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے ایک فرد بھی امت میں اس کے
 جواز کا قائل نہیں ہے اما طین علماء کی چند تصریحات درج ذیل ہیں علام محمود خطاب لکھتے ہیں
 فلذلک کان حلق اللحیة محروم عند ائمۃ المسلمين المجتهدين:
 ابی حنفیہ و مالک و الشافعی و احمد وغیرہم (محمد بن حطاب المنهل)
 ”اسی وجہ سے تمام مجتهدین جیسے ابوحنفیہ، مالک، شافعی، احمد وغیرہ، ہم حرمہم اللہ کے
 نزدیک داڑھی منڈانا حرام ہے۔“ حضرت تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

قوله لم يبعد احد نص في الاجماع (ثانوی بوادر النادر)
 ”وحقاً كاقول“ لم يحده أحد (داڑھی منڈانے کی حرمت پر) اجماع کی صریح دلیل ہے
 ان اجتماعی حوالوں کے بعد اب ذیل میں مذاہب اربعہ کے فقهاء کی
 تصریحات علیحدہ علیحدہ درج کی جاتی ہیں۔

داڑھی فقہ حنفی کے نزدیک

۱۔ فعل من ذلك ان ما يفعله بعض من لا خلاق له في الدين من
 المسلمين في الهند والاتراك حرم (ابواؤد)

”ہندو ترک کے بعض کم نصیب مسلمان جو کام (داڑھی موٹانا) کرتے ہیں اس کا حرام ہونا (حدیث سے) معلوم ہو گیا۔“

۲۔ کلدا بحرم علی الرجل قطع لحیتہ (علائی دریخار من رو المقار)

”اس طرح مرد پر اپنی داڑھی منڈا نا حرام ہے۔“

۳۔ واما قطع ما دون ذلک فحرام اجمع مخالفین الائمة رحمهم اللہ (بغیر مبارک)

”ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے اور اس پر ائمه کا اجماع ہے۔“

۴۔ المنھلی قصها کصنع الاعجم وشعار کثیر من الكفرة (منڈی حاشیہ نائل)

”عمجیوں کی طرح اور جیسا کہ بہت سے کفار کا شعار ہے داڑھی کو ترین یا منسوب ہے۔“

۵۔ واحد کلہا فعل هندو مجووس الاعجم (دریختار)

”متام داڑھی لے لیتا (منڈا دینا) ہندوستان کے ہندو اور عجم کے مجوسيوں کا طریقہ ہے۔“

۶۔ تراشیدن ریش بیش از قبضة حرام است (قاضی شاہ اللہ پانی پی ما الابد)

”داڑھی تراش کر ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے۔“

۷۔ ”حاڑھی منڈا نایا کترانا کہ ایک مٹھی سے کم رہ جائے حرام ہے۔“ (قاضی رحیمہ)

داڑھی فقه شافعی کے نزدیک

علام احمد بن قاسم عبادی شافعی ”تحفۃ الحتاج“ شرح منہماج کے حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں ”رافعی اور نووی داڑھی منڈا مکروہ فرماتے ہیں جس پر ابن ارفعہ نے الکفایہ میں اعتراض کیا ہے کہ خود امام شافعی نے کتاب الام میں صراحةً حرام فرمایا ہے (الہذا مکروہ کہنا صحیح نہیں ہے) جیسی نے شبہ الایمان میں اور ان کے استاذ قفال شاشی نے محسن الشریعۃ میں بھی بھی لکھا ہے۔ (اوڑا فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ پوری داڑھی بلا کسی عذر کے منڈا نا حرام ہے) (عبادی شرح منہماج اوڑش رضیل تقدیر)

دائرہ فقه مالکی کے نزدیک

فقہ مالکی کے مشہور عالم شیخ احمد فراوی مالکی امام ابو زید کے سالے کی شرح میں لکھتے ہیں: ”ہمارے زمانے کے فوجیوں کا جو طریقہ دائرہ منڈانے اور موضعیں منڈانے کا ہے وہ بلا شک و شبہ حرام ہے، تمام ائمہ دین کے نزدیک، کیونکہ سنت مصطفیٰ کے خلاف ہے اور عجمیوں اور مجوسیوں کی موافقت ہے۔“ (باب الفطرہ والثانی)

شیخ احمد فراوی مالکی جو ”زروق“ سے شہرت یافتہ ہیں وہ بھی ”رسالہ“ ندو کی شرح میں لکھتے ہیں: ۱۔ ویمنع حلقاتها و حلقات الشیب منها و نتفه ویحرم عقلدها و ضفرها ” دائیرہ منڈانامنوع ہے اس میں سے سفید بال نوچنا اور منڈانا بھی منع ہے دائیرہ کو بٹنا اور اس میں گروگانا بھی منع ہے۔“

دائرہ... فقه حنبلی کے نزدیک

”الاقناع“، فقه حنبلی کی مفتی بہ کتاب ہے: مصنف لکھتے ہیں:

۱۔ واعفاء اللحیة ویحرم حلقاتها (ابوالجماشر الدین جاوی مقدس) ”دائیرہ چھوڑنا ضروری ہے اور اس کو منڈانا حرام ہے۔“

۲۔ واعفاء اللحیة بان لا ياخذ منها شيئاً ویحرم حلقاتها ذکرہ الشیخ تقی الدین (کشف القناع بشرح الاقناع)

”دائیرہ بڑھانا اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ کائے ضروری ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔“ (شیخ تقی الدین سکلی نے یہی بیان فرمایا ہے۔)

۳۔ المعتمد فی المذهب حرمة حلق اللحیة (منظومة الاداب) ”حنبلی مذهب میں معتمد قول دائیرہ منڈانے کی حرمت ہے۔“

۴۔ وعفی لحیته ویحرم حلقاتها (ختصر المقعن درفق حاتمه) ”دائیرہ بڑھانا ضروری ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔“ (دائیرہ اور انہیا کی نیں)

دائرہ منڈانے کے متعلق بزرگوں کے اقوال

قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے یہ سوال کر لیا کہ میری شکل تمہیں پسند نہیں آئی دنیا میں میری شکل کے مطابق اپنی شکل کر لیتے تو تمہارا کیا چلا جاتا۔ چاروں اماموں کے نزد یک ایک مشت دائرہ رکھنا واجب ہے۔ دائرہ رکھنے سے شکل خراب ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو بھی دائرہ نہیں رکھواتے۔

فرمایا جو شکل بندے کی موت وقت ہو گی کل قیامت کے دن اسی شکل میں اٹھایا جائیگا۔

سفر میں بعض لوگوں کو اشراق اور اوابین اور تجد کا پابند پایا بلکہ مجھ سے ایک گھنٹہ قبل ہی سے عبادت میں مشغول رہے مجھے رہنگ میں آتا ہے لیکن دائرہ منڈانے سے باز نہ رہے جو واجب ہے، نوافل کا تو اہتمام ہے لیکن واجب کے ساتھ یہ معاملہ دائرہ کو سنت سمجھتے تھے جو اجب کا بتایا تو آنکھیں کھل گئیں۔

مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا مزے کی بات ہے کہ امریکہ کی فوج الاکٹھی اس میں کسی کی دائرہ نہ تھی ایک سکھ اس الاکٹھ امریکن فوج میں بھرتی ہوا اور امریکہ سے اجازت حاصل کی اس نے دائرہ نہ منڈھانے کی ایہم مسلمانوں کیلئے عبرت کی بات ہے۔ (جسیں بدر) لوگ کہتے ہیں کہ کیا دائرہ میں اسلام ہے کہ اسلام میں دائرہ ہے۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے فرمایا لوگ اس دھوکے میں ہیں کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو دائرہ کیوں رکھیں؟ ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ایک مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ جان بوجھ کر گناہ کرے لہذا اگر یہ ہے کہ گناہ چھوٹتے نہیں تو اسلام ہی چھوڑ دیں یہ کہاں کی عقلمندی ہے۔ (باب الحجر)

فقیہ الحصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے فرمایا دائرہ منڈا ایسا گناہ ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ لگا رہتا ہے سوئے بھی جاگے بھی نماز میں بھی ہر جگہ اور ہر وقت یہ ساتھ ساتھ ہے۔

ماں باپ دائرہ موٹنے کا کہیں تو ان کی بات مانا جائز نہیں:

کسی کے ماں باپ اگر داڑھی موٹڈنے کا یا کائی کائی کہیں تو ان کی یہ بات ماننا جائز نہیں ہے کیونکہ لا طاعة فی معصیۃ اللہ انما الطاعة فی المعرفة (معنی اینخاری) ”اللہ کی معصیت میں (خالق کی) اطاعت جائز نہیں اطاعت صرف نیکی میں ہے“ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت داڑھی منڈوں کی ہے۔

اہل فتاویٰ کی نظر میں داڑھی کی شرعی حیثیت

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مذہب حنفی ایدہم اللہ تعالیٰ اس مسئلے میں کہ
۱..... داڑھی کی شرعی مقدار مسلمان مرد کیلئے کم از کم کتنی ہے؟
۲..... اس شرعی مقدار سے داڑھی کترانا یا منڈا کرم کرنے کا کیا حکم ہے؟
۳..... اگر کسی امام مسجد کی داڑھی اس مقررہ مقدار سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟ جواب کتاب و سنت اور فقہ حنفی سے مفصل دیا جائے۔

جواب: شریعت اسلامی میں باجماع امت کم از کم ایک مٹھی (قبضہ مشت بھر) داڑھی رکھنی فرض ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور سنت سے ثابت ہے کہ کتاب و سنت میں مختلف مقامات پر داڑھی منڈا نے کو ”عمل خبیث“، معصیت کیرہ، فاحشہ، منکر، حرام اور تغیر خلق اللہ، وغیرہ کے الفاظ سے تعییر کیا گیا ہے اور اس تغیر خلق اللہ کا شیکھ کر شیطان لعین لے کر آیا ہے۔ داڑھی کو موٹڈا اپنے ساتھ مسئلہ کرنا ہے یعنی عیب دار بنانا ہے۔ چنانچہ لامان فخر الاندلس لدن حزمہ راتب الاجماعیں کے میں فرماتے ہیں۔ وفقوا ان حق جمیع اللعیۃ مثلاً لاججز
”امت کے سب علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ داڑھی کو موٹڈا نا مسئلہ (عیب دار کرنا) ہے اور یہ جائز نہیں“۔

علامہ شامی رحمہ اللہ کا فیصلہ

علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین الشامی” المتوفی ۱۲۵۲ھ (فتاویٰ شامی)“ جو کہ تمام مفتیان کرام کیلئے آخذہ کی حیثیت رکھتی ہے اور فقہ حنفی کے مسائل پر

عقلیم مستند کتاب ہے) میں تحریر فرماتے ہیں:-

والسنة فيها القبضة، وهو ان يقبض الرجل لحية فما زاد منها على قبضة قطعه، كذا ذكره محمد رحمة الله عليه في كتاب الآثار عين الامام ربه اخذ محبيط

”یعنی داڑھی رکھنے میں سنت طریقہ ایک مشت ہے اور اس کا طریقہ ہے کہ آدمی اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑ لے پھر جو حصہ مٹھی سے زائد ہو اس کو کاٹ دے جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اسی کو محیط نے لیا ہے۔“ (فتاویٰ شافعی ج ۲ ص ۷۰)

مقدار شرعی سے کم رکھنے والے کو امام بنانا جائز نہیں:

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ داڑھی مونڈنا حرام ہے تو اس حرام فعل کا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور مرتكب کبیرہ فاسق ہے۔ فقهائے کرام نے تراویح کی ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریکی یعنی عملاً حرام ہے جیسا کہ در مختار میں ہے۔ (ج اس ۵۶۰)

اور داڑھی منڈانا صرف فتنہ ہی نہیں بلکہ فور بھی ہے کہ اس کا یہ گناہ کبیرہ اعلانیہ ہے لہذا اگر نماز تراویح کی امامت کیلئے کوئی صالح یا باشرع حافظ میسر نہیں ہو تو کسی صالح، دیندار باشرع کو امام بنا کر اس کے پیچھے سورتوں سے نماز تراویح پڑھ لی جائے پھر داڑھی منڈے حافظ کی اقتداء میں تراویح نہ پڑھے اور اگر مسجد والے ایسے داڑھی منڈے حافظ یا قاری کو یا جو ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہو اس کو تراویح سنانے کیلئے موقع دیتے ہیں جو ایک مشت سے کم داڑھی رکھتا ہو اس کو تراویح سنانے کیلئے موقع دیتے ہیں تو انہیں سب سے پہلے مسئلہ سمجھایا جائے اگر مسجد والے مان جائیں تو بہتر ورنہ داڑھی منڈے حافظ قاری کو امامت کیلئے مقرر کرنے کا گناہ انہی پر ہو گا۔

اکابر علماء کے فتاویٰ جات

مزید تفصیل کیلئے اکابر علماء کے فتاویٰ سے بھی عبارت نقل کئے دیتا ہوں چنانچہ:

(۱) فقیہ الحصر حضرت مولانا شیداحمگنگوہیؒ فتویٰ تحریر فرماتے ہیں کہ ”فاسق کا امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے اگر کوئی نماز پڑھے تو بکراہت تحریم ادا ہو جاتی ہے اور اگر اس کا ثبوت کفر ہو جائے تو ہرگز نماز نہیں ہوتی اول تو اس کے پیچھے نہ پڑھے اور اگر پڑھی لے تو اعادہ کر لینا اچھا ہے۔“ (فتاویٰ رشیدیہ کامل)

(۲) مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد لفایت اللہ قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ ”دائرہ رکھنا واجب ہے دائیرہ منڈانے والا فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکرہ (تحریکی) ہے۔“ (لفایت المفتی)

(۳) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ امداد الفتاوی میں لکھتے ہیں کہ ”دائرہ رکھنا واجب ہے اور قبضہ (مشتبہ) سے کم کٹانا حرام ہے“ لقولہ علیہ السلام خالفووا المشرکین او فروا اللھی، متفق علیہ فی در المختار بحرم علی الرجُل قطع لحیۃ وفیه والسنۃ فیہا القبضۃ (امداد الفتاوی) ”کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو دائیرہ بڑھاؤ (بخاری و مسلم) اور در مختار میں ہے کہ مرد کیلئے دائیرہ کا کٹانا حرام ہے اور دائرہ رکھنے کی مسنون مقدار ایک مشتبہ ہے۔“

(۴) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ دائیرہ منڈانے اور کٹوانے والے کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ شخص فاسق اور سخت گناہگار ہے اس کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریکی ہے اور وہ واجب الامانت ہے اور امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے اس لئے اس کو امام بنانا جائز ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

(۵) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ ”ایسے شخص کو امام بنانا

مکروہ تحریکی ہے بشرطیکہ اس سے بہتر نماز پڑھانے والا موجود ہو۔” (فتاویٰ محمدیہ ج ۲ ص ۱۷)

(۶) حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں کہ ”داڑھی قبضہ“ (مشت بھر) سے کم کرنا حرام ہے بلکہ یہ دوسرے کبیرہ گناہوں سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ اس کے اعلانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دین اسلام کی کھلی توہین ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا اعلان ہے اس لئے فقہاء حرمہم اللہ تعالیٰ نے فیصلہ تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص رمضان میں اعلانیہ کھائے پئے وہ واجب القتل ہے کیونکہ وہ کھلے طور پر شریعت کی مخالفت کر رہا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”کل امتی معافی الاجاہرین“ میری پوری امت لاائق عفو ہے مگر اعلانیہ گناہ کرنے والا معافی کے لاائق نہیں۔“ دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے گناہ کسی خاص وقت میں ہوتے ہیں مگر داڑھی کثانے کا گناہ ہر وقت ساتھ لگا ہوا ہے۔ سورہ ہو تو بھی گناہ ساتھ ہے حتیٰ کہ نمازوں وغیرہ عبادت میں مشغول ہونے کی حالت میں بھی اس گناہ میں جتنا ہے۔

قوم لوط علیہ السلام کے اسباب عذاب میں داڑھی کثانہ بھی ہے۔ (درمنشور)

غرض یہ ہے کہ داڑھی کثانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریکی ہے اس لئے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ اگر ایسا شخص امام بن گیا یا مسجد کی منتعلہ نے بنادیا اور ہٹانے پر قدرت نہ ہو تو کسی دوسری مسجد میں صالح امام تلاش کرے، اگر میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لے اس کاوبال وعداب مسجد کے منتظمین پر ہو گا۔ (حسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۲۶۰)

(۷) حضرت مفتی عبدالرحیم لاچپوریؒ فرماتے ہیں کہ ”داڑھی منڈانا اور شرعی حد سے آگے کتر وانا ناجائز و حرام ہے اس کا مر تکب فاسق و مردود الشہادہ ہے اس کی امامت مکروہ تحریکی ہے۔“ (فتاویٰ رحمیہ ج ۱ ص ۲۲۸)

(۸) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں کہ ”جو حافظ داڑھی منڈاتے یا کتر داتے ہیں وہ گناہ کبیرہ کے مر تکب اور فاسق ہیں، تراویح میں بھی ان

کی امامت جائز نہیں اور ان کی اقتداء میں نماز مکروہ و تحریکی یعنی عملًا حرام ہے اور جو حافظ صرف رمضان شریف میں داڑھی رکھ لیتے ہیں اور بعد میں صاف کر دیتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے، ایسے شخص کو فرض نماز اور تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسد اور کنگار ہیں۔“ (اختلاف امت اور صراط مستقیم)

(۹) حضرت مولانا مفتی جبیب اللہ مظاہری مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

”داڑھی رکھنا واجب ہے شعائر اسلام میں سے ہے داڑھی نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے تو نہیں رکھتا وہ مرتبہ کبیرہ ہے اور مرتبہ کبیرہ فاسد ہے ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریکی ہے۔“ (لتوی جبیب) الغرض امت کے تمام علمائے کرام و مفتیان عظام کا یہی فیصلہ ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور منڈانا حرام ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے اس لئے ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس گناہ کبیرہ سے فوراً توبہ کرے اور داڑھی سنت طریقے کے مطابق رکھے اور ایسے بے داڑھی یا داڑھی کنٹروانے والے حفاظ کو چاہیے کہ رمضان جیسے مبارک مہینے میں تراویح کے امام بن کے خود اپنی اور دوسرا مسلمانوں کی نماز تراویح خراب نہ کریں اور اگر قرآن کریم بھولنے کا اندر یہ شہ ہوتا تو اذین یا اور دوسرا نوافل میں کسی کو قرآن سنا دیا کریں یعنی مسجد میں تراویح پڑھانے سے احتراز کریں اور اگر بہت زیادہ شوق ہے تو داڑھی مکمل رکھ کر پھر امامت کریں۔

دارالافتاء جامعۃ العلماء: العلوم الاسلامیة: نوری ثاؤن کراچی نمبر ۵

داڑھی کا فقہی نقطہ نظر سے جائزہ

قال الله تعالى: وَلَا مُرْئَتُهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ (النساء: ۱۱۹) وقال النبي صلی الله علیہ وسلم من لم يعمل بستنی فليس منی (رواہ ابن ماجہ) فقیہ الحصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بندہ ناجیز نے جب بھی کسی کوشش کرتے یا کراتے ہوئے دیکھا تو دل خون کے آنسو رو دیا اور یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ بھائی تو کلمہ پڑھنے والا ہے۔ مسلمان اور

عاشق رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نیز خود کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا امتنی کہتا ہے۔ تاہم اس نے صورت باغیوں کی بھائی ہوئی ہے۔

انہتائی تجھب کی بات!

آج ہم مسلمان ایک طرف تو اپنی مہتمم بالشان عبادت (نماز) کی ہر ہر رکعت میں غیر المغضوب عليهم ولا الضالین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں عاجزی اور انگساری کے ساتھ بار بار درخواست (دعا) کی صورت میں سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں ان لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے راستے سے پناہ دیجئے گا۔ جن پر تیرا غصب نازل ہوا اور وہ جو گمراہی و ضلالت میں پڑے اور دوسرا طرف ان ہی کے گندے معاشرے اور ایجاد کردہ بدترین اعمال کو خوشی خوشی اختیار کر کے نہ صرف فخر کرتے پھرتے ہیں بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم مومن ہیں اور چچے عاشق رسول ہیں۔

وہ بد قسمت مسلمان جو شرعی دائری رکھنا نہیں چاہتے وہ طرح طرح کے سوالات پیدا کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کو کسی طرح جواز مل جائے اور (معاذ اللہ!) ان کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی طرح دائری رکھنے سے نجات حاصل ہو جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دائری رکھنا مخفی ایک سنت ہے اور وہ بھی اس قدر معمولی کہ رکھلی تو ٹھیک ورنہ کوئی حرج نہیں۔

انہتائی نادانی کی بات

بعض لوگ جو نماز باجماعت کے پابند تلاوت قرآن کے شائق۔ ذکر و تسبیحات کا اہتمام کرنے والے نیز حج و عمرہ کرنیوالے ہیں اور دین کو تھوڑا بہت جانتے بھی ہیں علاوہ ازیں خود کو نہ صرف تعلیم یا فقة اور معاشرے کا بہترین فرد سمجھتے ہیں بلکہ چاہتے اور خود کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے ہیں وہ بھی اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ دائری رکھنا اور کم از کم ایک قبضہ (مشت بھر) (مٹھی) رکھنا صرف سنت ہی نہیں

بلکہ واجب ہے۔ داڑھی کا وجوب سنت (یعنی حدیث) سے اسی طرح ثابت ہے۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو سنت کہا جاتا ہے۔ خواہ فرض ہو واجب ہو سنت یا مستحب ہو۔ چنانچہ علاسہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ ان وجوہا ثبت بالسنۃ کہ داڑھی کا وجوب سنت (یعنی حدیث) سے ثابت ہے۔ (اعوٰ المدعات)

معلوم ہوا کہ داڑھی رکھنا محض سنت ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو ہوش میں آنا چاہئے کہ ان کی غفلت اور سُتیٰ کی وجہ سے آج کفار بی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنت (داڑھی) کی تحریر میں لگے ہوئے ہیں اور ہمارے سلمان ان کافروں کو خوش کرنے کے لئے اپنی شکلیں تک بگاڑ دیتے ہیں۔

داڑھی منڈانا... کٹانا حرام ہے

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ”مخملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا کٹوانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے (اور وہ فیشنی داڑھی بن جائے) یا موچیں بڑھانا جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حرام ہے۔ حدیث طیبہ میں ہے اعفو اللہ حی و قصوا الشوارب ارشادِ نبوی ہے کہ ”داڑھی بڑھاؤ اور موچیں کتر واؤ (بخاری و مسلم) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صید امر سے دونوں حکم ارشاد فرمائے ہیں اور امرِ حقیقتاً وَ جُوب کے لئے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک حرام ہے۔ لہذا داڑھی کٹوانا اور موچیں بڑھوانا دونوں فعل حرام ہیں۔ اس سے زیادہ وعید و سری حدیث میں مذکور ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اپنی نبیں (موچیں) نہ (کاٹ) لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں (مناہم)

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہوا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ داڑھی والوں پر پہنچتے ہیں اور ان کی تجویز کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا اذبیں دشوار ہے۔ (اصلاح الرسم)

اممہ مجتہدین رحمہم اللہ کا مسلک

داڑھی کا رکھنا ائمہ اربعہ (حضرت امام عظیم ابو حنیفہ۔ حضرت امام شافعی)۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک کے ہاں بالاتفاق واجب ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ داڑھی کا منڈانا یا شرعی مقدار سے کم کرنا قطعاً ناجائز اور فعل حرام ہے۔ اول الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ انبیاء علیہم السلام کی سنتوں اور فطرت اسلام سے اس کا تعلق ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں: داڑھی موذنا (فعل) حرام ہے۔

(کتاب الام للهافی) حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ بغیر کسی شک و شبہ کے چاروں ممالک اس بات پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھائی جائے اور داڑھی کا منڈانا کا حرام ہے۔ (الاحیاء الاسلام)

نیز ارشاد فرماتے ہیں کہ داڑھی موذنا حرام ہے اور اس طرح تراشنا کو وہ قدرتی

اور عمومی شکل و شبہت کھو دے (ایسا کرنا بھی) حرام ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ

”اپنائی مصدقہ رائے یہ ہے کہ داڑھی موذنا حرام ہے (شرح منکومات الادب)

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ ”داڑھی موذنا حرام ہے“ (داڑھی کی شرعی حیثیت دشیخ زمان القاسم)

علامہ ابن حزم ظاہری تو یہاں تک فرمائے گئے کہ موچھ کرنا اور داڑھی

بڑھانا فرض ہے۔ (محلی ابن حزم ص ۲۳۰ ج ۲)

علامہ محمود بن حنبل فرماتے ہیں کہ امر و جوب کے لئے ہوتا ہے اور داڑھی سے متعلق

جس قدر بھی احکام ہیں ان میں امر کے صیغہ استعمال ہوئے ہیں۔ لہذا داڑھی رکھنا

واجب ہوا اور بلا دلیل وجوب سے رخص نہیں موزا جا سکتا۔ (حنبل ص ۱۸۶ ج ۱)

حضرات اولیائے کرام کا مسلک

امام محمد بن ابی الحسین علیؑ کی حضرت کعب بن احبار سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ (ایسے) ہوں گے جو داڑھیاں کتریں گے۔ وہ نرے بد نصیب ہیں۔ ان کے لئے دین میں کوئی حصہ نہیں۔ نہ ہی آخرت میں ان کو کچھ ملے گا۔ (وقائع المریض)

علامہ محمد بن ہمام۔ علامہ زین بن نجیم مصری۔ امام محمد بن علیؑ مشقی اور علامہ سید احمد مصریؒ فرماتے ہیں کہ جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اس میں سے کچھ لینا (یعنی مزید کم کرنا وغیرہ) جیسا کہ بعض مغربی فیشی داڑھی بنایتے ہیں۔ یہ کسی کے ہاں بھی جائز نہیں اور داڑھی موٹھتا تو ایرانی مجوسیوں۔ یہودیوں۔ ہندوؤں اور انگریزوں کا کام ہے۔ (فتح القدير)

امام فرغانیؑ امام زبلقیؑ۔ امام نجم الدین طوریؑ۔ علامہ ابوالمسعود داڑھری۔ امام طحاویؑ۔ علامہ محمد امین افندیؑ وغیرہ فرماتے ہیں کہ داڑھی موٹھنے والے کو سزا دی جائے کیونکہ وہ (دیدہ داشتہ) فعل حرام کا مرتكب ہوا ہے۔ (رواۃ علی اللہ الحار ر تاب البیانات)

امام کرمائیؑ فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ!

کیسی عقل ہے ان لوگوں کی جنہوں نے موجھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں۔ برعکس اس خصلت کے جس پر تمام ملت اسلامیہ۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی فطرت ہے۔ انہوں نے اپنی صورت ہی بدل ڈالی۔ خدا کی پناہ! (کوکب الدری شرح صحیح بخاری)



دارٹھی

ضرورت و اہمیت

پر اہم مضمایں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

دائرہ منڈانے والے کے ساتھ بر تاؤ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں ایک بزرگ رہتے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ
یہاں ایک بزرگ ہیں جن کو بارگاہ نبوت میں حاضری اور ملاقات کا
شرف حاصل ہوتا ہے (ہاں اب بھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن
کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی زندگی میں تو آپ کا معمول
مبارک تھا کہ اگر کوئی شخص گناہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا
اور سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے تھے، اگر وہ
دائیں جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دائیں جانب منہ پھیر
لیتے۔ وہ اگر دائیں جانب سے آتا تو آپ دائیں جانب منہ پھیر لیتے۔
اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک کیا ہے؟ جب کہ لوگ
دائرہ منڈکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر سلام پیش کرتے
ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میرا بھی وہی معمول ہے کہ
میں ایسے لوگوں کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔

دائرہ کی ضرورت

حکیم الامت مجدد الملک حضرت تھانوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ

ایک جماعت فرشتوں کی ایسی ہے کہ وہ ہر وقت یہی تشیع پڑھتے ہیں۔

سبحان من زین الرجال باللهم والنساء بالنواب۔ (کشف الخفاء للبلجوني ۵۷۸:۱)

وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس نے مردوں کو دائرہ سے زینت بخشی

اور عورتوں کو چوٹی سے زینت بخشی۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کے دائرہ کا ہونا زینت ہے اور اگر اس زینت کے رکھنے کی ضرورت نہیں تو عورتوں کا سر بھی منڈانا چاہئے غرض دائرہ منڈانے کی وجہ حسن و جمال تو نہیں ہو سکتی۔

کلکتہ میں ایک محدث نے مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تھا کہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ رکھنا خلاف فطرت ہے کیونکہ اگر فطرت کے موافق ہوتی تو ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت بھی ہوتی۔ مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر خلاف فطرت ہونے کی بھی وجہ ہے تو دانت خلاف فطرت ہیں ان کو بھی توڑا لو کیونکہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت دانت بھی نہیں تھے۔

غرض دائرہ کا منڈانا نہایت لغور کرت ہے اور میں نے اس وقت بالقصد دائرہ کا تذکرہ نہیں کیا لیکن میں چونکہ اپنے عیوب و امراض بتلا رہا ہوں۔ اسی ذیل میں اس

کا تذکرہ بھی آگیا صاحبو! واللہ بعض دفعہ داڑھی کے تذکرہ سے شرم آتی ہے کہ شاید کسی کو ناگوارگز رے مگر منڈانے والوں کو اتنا حجاب بھی نہیں ہوتا اور اب تو غضب یہ ہے کہ بعض لوگ داڑھی منڈانا حلال بھی سمجھنے لگے ہیں اور جب اس کی بابت ان سے گفتگو کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ قرآن میں اس کی حرمت دکھائیے۔ (طریق الحجۃ ج ۲)

داڑھی کا ثبوت

حکیم الامام حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

داڑھی کے متعلق ایک استثناء چھپا تھا کہ داڑھی رکھنا قرآن سے ثابت کرو۔ میں نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے کہ قرآن ہی سے ثابت ہو۔ ضرورت تو دلیل صحیح کی ہے۔ خواہ قرآن سے ہو یا حدیث سے یا قیاس یا اجماع سے کیونکہ یہ چاروں ادلہ شرعیہ (شرعی دلیلیں) ہیں تو جس دلیل سے بھی ثابت کر دیا جاوے اسکے بعد کسی کو یہ کہنے کو حق نہیں کہ اس دلیل سے نہیں فلاں دلیل سے ثابت کرو جیسے عدالت کے گواہ کہ وہاں ضرورت اس کی ہے کہ معتبر گواہوں سے دعوے کو ثابت کیا جائے۔ پس جب معتبر گواہوں سے دعوے کو ثابت کر دیا تو مدعاعلیہ اگر یوں کہے کہ میں تو ان کی گواہی نہیں جانتا فلاں ہی شخص گواہی دے گا تو یہ بات اس کی ہرگز نہیں سنی جائے گی۔ کیونکہ گواہ معتبر ہونے چاہیں یہ کیا وابیات کہ گواہ ہیں تو معتبر مگر میں ان کی نہیں مانتا تو اسی طرح شرعی ادلہ (شرعی دلیلیں) گواہ ہیں ہم کو اختیار ہے کہ خواہ قرآن سے ثابت کریں۔ خواہ حدیث سے خواہ قیاس سے خواہ اجماع سے سائل کو حق نہیں ہے کہ وہ فرمائش کرے کہ قرآن ہی سے ثابت کرو سائلوں کو خط ہے ہی مجبوں کو بھی خط ہے وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ ہربات کو قرآن سے ثابت کر دیں۔

چنانچہ ایک صاحب ملے کہنے لگے کہ مجھ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ داڑھی کا ثبوت قرآن سے ہونا چاہئے تو میں نے داڑھی کو قرآن سے ثابت کر دیا وہ اس طرح کہ

حضرت ہارون کے قصہ میں ہے لا تأخذ بِلْخَيْثِيٰ یعنی میری داڑھی نہ پکڑیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہارون داڑھی رکھتے تھے۔ میں نے کہا کہ اس کوں کروہ سائل کیا بولا کہنے لگے کہ وہ مان گیا میں نے کہا کہ اس سے تو داڑھی کا وجود ثابت ہوتا ہے وجوب کہاں ثابت ہوا تو آپ کیا جواب دیتے کہنے لگے کہ اس کو اتنی عقل کہاں تھی کہ یہ پوچھتا۔

سو آج کل محبیوں نے یہ طرز اختیار کر رکھا ہے۔ مگر سمجھو کر یہ بنیاد کو کھو کھلی کرنا ہے اگر ایسی بنیاد پر مکان بنایاں گے تو بہت جلد مکان گر پڑے گا مثلاً اگر وہ اسی وقت یہ کہہ دیتا کہ اس سے تو داڑھی کا صرف وجود ثابت ہوا جو布 کیسے ثابت ہوا۔ تو اب ان کے پاس کیا جواب تھا تو اگر ایسے جواب دیتے جاویں گے تو اس پر شبہات ہوں گے اور اس سے سائل سمجھے گا کہ شریعت کے دلائل ایسے ہی ہوتے ہیں سواں طرز کے اختیار کرنے میں یہ ضرر ہے پس اصلی جواب یہ ہے کہ تم کو اس کے کہنے کا منصب نہیں ہے کہ قرآن سے ثابت کرو۔ ہم چاروں دلیلوں میں سے جس دلیل کو چاہیں گے ثابت کریں گے۔ ایک جماعت آج نکلی ہے کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن سے ہر جزیز ثابت ہے حدیث کچھ نہیں۔ پہلے ایک جماعت فقہ کی مکمل تکالیف تھی۔ یہ حدیث کے مکمل تکالیف اور عجب نہیں کہ کچھ دنوں میں لوگ کہنے لگیں تو لا یَكُلِّمَنَا اللَّهُ (اللَّهُ تَعَالَى خود ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے) کہ ہم اس وقت مانیں گے جب کہ اللَّهُ تَعَالَى ہم سے خود کلام کریں۔ (اجلۃ الدائی ج ۲)

گناہ بے لذت فوراً چھوڑ نے کی ضرورت

حکیم الامامت مجدد المحدث حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

وہ گناہ جس کے ترک میں تکلیف بھی نہیں ان کے نہ چھوڑنے کا کیا سبب اور وہ کون سی بات ہے جس کو ان کے لئے ایک دن کے واسطے بھی عذر کہا جائے چیزے داڑھی منڈانا، خنکوں سے نیچا پا جامہ پہننا، غیبت وغیرہ کرنا ان کے چھوڑنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ بس یہ دوسری قسم کے گناہ ایک دم اور آج ہی چھوڑ دیجئے میں اس

کو مخاطب بنتا ہوں جسکو اپنی اصلاح کی کچھ بھی فکر ہے مگر افسوس آج کل حس کی بھی
کافی کمی ہے اور مجھ کو بڑی شکایت اس کی بھی ہے کہ ہم لوگوں کو غور کرنے کی عادت
بالکل نہیں رہی حالانکہ جو کوئی اپنی اصلاح کا طالب ہے عورت ہو یا مرد اس کے
واسطے پہلی سیر ہی بھی ہے کہ تفکر کی عادت ڈالے۔ (دواہ الحیب بن ۲۲)

داڑھی سنت بھی، فرض بھی

ہر زندہ قوم کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے ملی وقوی شعار (پیچان) کو زندہ رکھنے میں اپنی جان
ٹراوے۔ بجز مسلمانوں کے کہ ان کا ہر قوی و ملی یونینفارم مل اور ہر مذہبی شعار پر کوہرہ ہاہے ہے
کیا بیٹھا ہے سینہ پر زانو کو دھرے قاتل
ہاں پھیر بھی دے نجھر کیوں دیر لگائی ہے

مغربی تہذیب کے زہر میلے اثرات سے ہم مسلمان اس حد تک متاثر و مسموم (زہر
خود) ہو چکے ہیں کہ وہ شعار اسلامی جو ہماری مذہبی، ملی وقوی پیچان تھیں بذریعہ ہم ایسی
بنیادی چیزوں سے بھی کنارہ کش ہونے لگے ہیں۔ اس مغربی سیالاب میں ہم عقائد سے
غلاق تک ظاہر سے باطن تک، ولادت سے وفات تک، طعام سے لباس تک، معیشت
سے معاشرت تک غرضیکہ سر سے لے کر پاؤں تک ڈوبتے چلے جا رہے ہیں۔ نوبت ایں
جاری سید کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائی مبارک شکل و صورت کی واضح مردانہ
علامت ”داڑھی“ کے متعلق ہم مسلمانوں میں عجیب و غریب فلسفے پائے جاتے ہیں۔

جبکہ اصل عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرات صحابہ کرامؓ کے بے شمار
ایسے واقعات ملتے ہیں کہ ان کو صرف حضور علیہ السلام کی رضاہی مطلوب اور مقصود
زندگی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ کی گرانی ہی ان کیلئے ناقابل برداشت
تھی کہاں کے واجب اور کہاں کی سنت اور کہاں کے حکم اور کہاں کے اشارے یہ
سو نئے تو ہم جیسے بے عقولوں اور کم اصولوں کیلئے ہیں۔ تو خوب سمجھ لیجئے۔ داڑھی حضور

علیہ السلام کی سنت کے علاوہ فرض عملی بھی ہے۔ جس کو منڈوانے اور کترانے کے بار میں حکیم الامت حضرت حق انوی قدس سرہ اصلاح الرسم میں لکھتے ہیں۔

”مُنْجَلِهِ إِنْ رَسُومَ كَيْ دَأْرَهُ مِنْدَهَا يَا كَثَانَا إِسْ طَرَحَ كَيْ أَيْكَ مَشْتَ سَمْ رَه
جَاءَ يَا مُوْخَبِّسِ بِرْهَانَا جَوَاسِ زَمَانَهِ مِنْ أَكْثَرِ نَوْجَانَوْنَ كَيْ خَيَالَ مِنْ خُوشَ وَضْعَى بَهْجَى
جَاتَى ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھا داڑھی کو کتر اور مونچھوں کو۔ (بخاری و مسلم)

پس داڑھی کثانا اور مونچھس بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں، اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ (ترمذی)

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی والوں پر ہستے ہیں اور اس کی بھجوکرتے ہیں۔ ان سب مجموعہ امور سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائیں اور عقل بھی کھتی ہے کہ داڑھی مردوں کیلئے ایسی ہے جیسے عورتوں کیلئے سر کے بال، کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورت کا سر منڈانا بد صورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا خوبصورتی کیسے ہے۔ کچھ بھی نہیں، رواج نے بصیرت (دلوں پر) پر وہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ٹرک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو جلت نہیں۔ جو منڈاتا ہے مراکرتا ہے۔ خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اسے کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار (شمندگی) ہے۔ یہ بھی ایک لغوخیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے۔ جتنی زیادہ ہونعمت ہے۔ اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی

وہ سن میں لگا رہتا ہے اور ہر چند بے عقولوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو ترک نہیں کرتے۔ فاق (گناہ گاروں) کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔” (اصلاح الرسم)

مرزا قیتل کا قصہ آپ نے سنا ہو گا، ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہو کر ایک ایرانی شخص غائبانہ ان کا معتقد ہو گیا اور زیارت کے شوق سے میں وطن سے چلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا داڑھی کا صفائیا کر رہے تھے اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا ”آغاریش می تراشی؟“ (جناب آپ داڑھی موڈر ہے ہیں) مرزانے جواب دیا ”بلے موعے می تراشم و لے دل کے نمی خراشم“ (ہاں! بال تراش رہا ہوں، کسی کا دل نہیں چھیل رہا) گویا دل بدست آور کہ حج اکبرست کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا ”آرے دل رسول می خراشی“، کسی کا دل چھیننا چہ معنی تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل چھیل رہے ہو یہ سن کر مرزا کو وجہ آگیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر تھا۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی مرابا جان جان، ہم راز کر دی
 حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”داڑھی کو سنت کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ سنت کا مطلب لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس پر عمل کر لیا تو ثواب ہے اور چھوڑنے پر گناہ نہیں۔ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے لیکن میں اسے فرض اس لئے کہتا ہوں کہ عوام واجب کا درجہ فرض سے کم سمجھتے ہیں حالانکہ عملی لحاظ سے یہ دونوں برابر ہیں۔ واجب کو چھوڑنے کا گناہ بھی اتنا ہی ہے جتنا فرض کو چھوڑنے کا ہے۔ اس لئے عمل کے لحاظ سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا فرض ہے اس لئے کم کرانا یا منڈانا حرام ہے۔ اور حکم کھلا حرام کام کرنا علاویہ بغاوت ہے۔“ (جاہر الرشید)

نیز حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں
داڑھی کے وجوب کے متعلق فرماتے ہیں۔ ”داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں
بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراشنا حرام اور گناہ کبیر ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن تک کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے لیکن
دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق
اڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و ارتداد ہے اور اس سے آدمی واقعتاً دارہ
اسلام سے نکل جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا
مذاق اڑانا یا اس کو بُرا سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ہیں اور آپ کا مذاق اڑانا ہے۔ کیا کوئی نعوذ باللہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ہیں مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان
روہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی
جرأت کر سکتا ہے؟ اور کوئی بدجنت اسی جرأت کریں بیشتر تو اس کا ایمان باقی رہ
سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کبھی نہیں۔ ایمان تو مانے اور تسلیم کرنے کا نام ہے۔ جو کوئی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق
اڑائے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھئے، کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا
یا شیطان کی طرح کبر نخوت اور کفر و عناد کا؟ یہ نکتہ قرآن کریم، احادیث
شریف اور اکابر امت کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا
مذاق اڑانے والا مسلمان نہیں، کافر، مرتد ہے۔“ (آپ کے مسائل ہافتھی محل)



صورت اور سیرت

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اندر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

اللہ کا ولی وہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ میرا ایک مشہور شعر ہے جو اس وقت پوری دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔
 نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے اللہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے
 اور ایک بزرگ فرماتے ہیں

گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن ترک سُنّت جو کرے شیطان گر
 جس نے سُنّت کی زندگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑا ہوا ہے یاد کروہ شیطان
 ہے اس کا اڑنا وغیرہ سب استدراج ہے کبھی بھی تو اڑتی ہے تو بیعت ہو جاؤ کبھی سے اور دیا میں
 تنکا بھی بہتا ہے بغیر کشتی کے تو اس تنکے کے سر یہ ہو جاؤ! بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کو حال بہت
 آتا ہے تو سانپ کو بھی بہت حال آتا ہے جب تو مژی ہجاؤ تو دیکھو کس طرح جھومتا ہے لہذا اگر
 حال بزرگی کی دلیل ہے تو سانپ سے بیعت ہو جاؤ بہت جلدی پہنچا دیتا ہے اس لئے ایک
 بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب نے فرمایا کہ جس کے دست کی بنیاد پر بینہ پاک سے
 نہ ہو درمیان میں واڑنگ نہ ملتی ہو تو سمجھ لو وہ بچلی وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ مولانا
 فرماتے ہیں کہ کسی کے ظاہر سے ہو کہ مت کھاؤ۔ صورت بھی ملا و سیرت بھی ملا۔ اس کو لاکھوں
 حال آتا ہو لیکن اگر صورت یا سیرت نبی کے طریقہ سے ہٹی ہوئی ہو تو یہ شعر پڑھو۔
 حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندازہ کر دیا

داڑھی رکھنا واجب ہے

ایک مشت کے بغیر داڑھی رکھنا واجب ہے جیسے عید بقر عید کی نماز واجب ہے جیسے قربانی واجب ہے ایسے ہی داڑھی رکھنا واجب ہے اس پر چاروں الماموں کا اجماع ہے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ داڑھی کا وجوب پڑھ لجئے اور اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بد نہ معلوم ہتا تو اللہ تعالیٰ اسے پن پیغمبروں کی سنت نہ فراہم تا پھر حنفی میں داڑھی ہو گئی نہ حمام کی نکان ایک نوجوان لڑکے کی طرح شاندار چہرہ ہو گا تو یہاں اللہ کا حکم سمجھ کر چند دن کی زندگی میں داڑھی رکھ لجئے تا کہ یہ چہرہ قیامت کے کسانے پیش کر سکیں اور یہ کہہ سکیں کہ

ترے محبوب کی یا رب شاہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

اگر قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ لیں کہ اے میرے امتی! آج تھے میری شفاعت چاہیے؟ رونے لگے گا کہ حضور آپ کی شفاعت کے بغیر کیسے بخششا جاؤں گا؟ تو اگر آپ نے دوسرا سوال کر لیا کہ میرے چہرے میں تھے کیا خرابی نظر آتی تھی کہ میرے جیسا چہرہ نہیں بنایا؟ سکھوں سے سبق نہیں لیا کہ گرو نانک کی محبت میں ہر سکھ داڑھی رکھتا تھا۔ خالم تو نے میری محبت میں داڑھی کیوں نہیں رکھی۔ تب کیا جواب دو گے؟ لوگوں کے ہٹنے کو مت دیکھو۔ کوئی لاکھ ہشتار ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں۔

کوئی جیتا اور کوئی مرتا ہی رہا عشق اپنا کام کرتا ہی رہا
میں ایک شعر سکھا دیتا ہوں اپنے ان دوستوں کو جو داڑھی رکھتے ہیں کہ اگر کوئی
ان پر ہٹنے تو وہ کہہ دیں۔

اس دیکھنے والوں مجھے نہ کہنے دیکھو تم کو بھی محبت کہیں مجھ سانہ بنا دے

داڑھی رکھنے کی ترغیب عاشقانہ اور تازیانہ محبت

یہ بتائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر داڑھی تھی کہ نہیں۔ تو اگر ہم

اپنے نبی کی شکل نہ بنائیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھ لیا کہ تم کو میری شفاعت چاہیے؟ کہہ گا کہ جی ہاں آج گناہ گاروں کیلئے تو آپ ہی کی شفاعت کا سہارا ہے اور آپ نے سوال کر لیا کہ تو نے میری شکل میں کیا عیب پایا کہ ظالم تو نے ساری دنیا کی شکلیں بنائیں اور میری شکل نہیں بنائی تو کیا جواب دو گے؟ بتائیے یہ گال ہمارے ہیں یا اللہ کے ہیں ہم بھی اللہ کے ہیں ہمارے گال بھی اللہ کے ہیں جب اللہ کے ہیں تو اللہ کے حکم کا جہنم ان گالوں پر لہرا دیجئے۔ داڑھی ایک مشعر رکھئے۔

دارٹھی کے وجوب کے شرعی دلائل

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ چاروں ائمہ کے نزدیک داڑھی ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اور ایک مٹھی سے کم کرنا بھی حرام ہے۔ جتنا منڈانا حرام ایک مٹھی سے کم کرنا اتنا ہی حرام ہے۔ لا فرق بینهما دونوں میں ذرا بھی فرق نہیں۔ اس پر چاروں ائمہ کا اجماع ہے اگر امام شافعی یا امام احمد ابن حنبل یا امام مالک کے نزدیک کچھ بھی گنجائش ہوتی تو کہہ دیا جاتا کہ چلو گنجائش پ عمل کر لو یک دو ستو! چاروں ائمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الحدیث مولانا تازکریا صاحب جن کی کتاب تبلیغی نصاب سارے عالم میں پڑھی جاتی ہے انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے داڑھی کا وجوب۔ اس میں چاروں ائمہ کا اجماع عقل کیا ہے۔ اس کو پڑھ لیجئے بھائی۔

خود اپنے کو تکلیف دینے والا عمل

اور پھر اس میں دیکھئے ایک تکلیف بھی ہے۔ سنت کے خلاف ہر عمل میں ایک مصیبت ہے صبح صبح اٹھ کے گال کی کھنچائی کرنا۔ بغیر گال کھینچ ہوئے بلیڈ چل نہیں سکتا۔ تو اپنی کھنچائی خود کرنا بھائیو! بتاؤ کیسا ہے؟ ابھی دشمن آپ کی کھنچائی کر دے تو آپ تعویز لینے آتے ہیں کہ مولا نا تعویز دے دو محلہ میں ایک دشمن ہے جو میری کھنچائی کرتا رہتا ہے اور آپ اپنے ملائم گالوں کی خود کھنچائی کرتے ہیں۔ ایک کوٹ پھر ڈبل کوٹ اور آخری کوٹ کا نام شاید آپ کو معلوم ہو گا! کھونٹ اکھاڑ کوٹ۔

ایک صاحب نے میرے کہنے سے داڑھی رکھ لی تو ایک دن ان کی بیوی نے کہا میاں ہمیں بھی دعائیں یاد رکھنا۔ تو انہوں نے پوچھا کہ اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے دعا کیلئے نہیں کہا جب میں داڑھی منڈار ہاتھا تو اس نے کہا کہ اس وقت آپ دعا کے الٰل نہیں تھے۔ آپ الہیہ لگ رہے تھے داڑھی نہ ہونے سے لا فرق بینی و بینک لہذا دستور عرض کرتا ہوں کہ داڑھی سے دنیا میں بھی فائدہ ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرنا سعادت عظمی ہے

اور سب سے بڑی سعادت و نعمت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے۔ بتاؤ بیوی کو خوش کر دیا، دفتر والوں کو خوش کر دیا، سوسائٹی اور معاشرہ کو خوش کر دیا اور آہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل دکھا دیا۔ بخاری شریف میں آپ کا ارشاد ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ اور موچھوں کو کٹاؤ۔ وفرعوا اللھی و احلفوا الشوارب اور انہکوا الشوارب و اغفوا اللھی (بخاری جلد ۲، کتاب اللباس) آپ بتائیے کہ جن کی شفاعت کے سہارے ہم جی رہے ہیں ان کا قلب مبارک خوش کر دینا بہتر ہے یا اپنا دل یا بیوی کا دل یا دفتر والوں کا دل؟

داڑھی سے دنیا میں بھی عزت

جس نے بھی داڑھی رکھی میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں بھی عزت عطا فرمائی۔ پورے پاکستان کی ہاکی ٹیم کا سابق کپتان اور موجودہ کوچ جو پاکستان کی طرف سے ساری دنیا میں بھیجا جاتا ہے اتنا معزز شخص اس نے داڑھی رکھ لی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے شاگرد جو کھلاڑی ہیں تمہارا مذاق تو نہیں اڑاتے؟ کہا کہ ہاکی کے جتنے میرے شاگرد کھلاڑی ہیں اب وہ سب مجھے سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صوفی صاحب دعا کرنا۔ میری تو عزت بڑھ گئی۔ جو داڑھی رکھے گا اس کو ان شاء اللہ تعالیٰ عزت ملے گی اور قیامت کے دن آپ اللہ کے حضور یہ شعر پیش کر سکیں گے۔

ترے محبوب کی یا رب شبات لے کے آیا ہوں
 کون سا محبوب؟ مدینہ والا محبوب رب العالمین
 ترے محبوب کی یا رب شبات لے کے آیا ہوں
 حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

جیسا جسم ویسی روح

دیکھئے! انسانی ماں کے پیٹ میں انسان کا اسٹرپھر بنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں انسان کی روح ڈال دیتا ہے۔ گدمی اور کتیا کے پیٹ میں پہلے گدھے اور کتے کا اسٹرپھر بنتا ہے پھر اس میں گدھے اور کتے کی روح ڈال دیتے ہیں۔ جیسا اسٹرپھر اور ڈھانچہ ہوتا ہے ویسی ہی روح اس میں ڈال دی جاتی ہے جب ہم اللہ والوں کا اسٹرپھر اور ظاہر بنا نہیں گے تو اللہ تعالیٰ اللہ والوں کی روح ہمارے اندر ان شاء اللہ داخل کردے گا اور روزانہ بلیڈ استعمال کرنے کی محنت سے بھی فتح جائیں گے۔

اہل جنت کے داڑھی نہیں ہوگی

اب رہ گیا یہ کہ گال چکنے ہونے کا مزہ کیسے آئے گا؟ سروِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعدہ ہے کہ جب تم لوگ جنت میں داخل ہو گے تو کسی جنتی کے چہرہ پر داڑھی نہیں ہوگی نہ کسی نبی کے داڑھی ہوگی نہ کسی ولی کے داڑھی ہوگی۔

یدخل احد الجنۃ الجنۃ جرداً مرداً مکھلین ان (ترمی جلد ۱) الابعدهۃ الاجنبیۃ
 ایک دم کیسے ہو گے؟ جیسے اٹھارہ سال کا کوئی خوبصورت نوجوان سرخ سفید گالوں پر جیسے قندھاری انار نچوڑا اور چہرہ پر داڑھی کا ایک بال بھی نہ ہو۔ ایسے سب جنتی ہوں گے؛ بس ذرا کچھ دن صبر کر لاؤ اللہ رسول کا حکم مان کر چند دن کی دنیا میں داڑھی رکھ لاؤ ان شاء اللہ پھر جنت میں نہ بلیڈ کی ضرورت ہوگی نہ جام کی۔ وہاں داڑھی نکلے گی ہی نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم مان کر رکھ لوا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی عزت ہوگی۔

انبیاء علیہم السلام کے چہروں پر داڑھی ہونا

خود دلیل جمال ہے

اور یہی کیا کم ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک سے ہماری شکل مشابہ ہو جائے گی۔ اگر داڑھی رکھنے سے چہرہ بدنما لگتا تو داڑھی ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہ ہوتی۔ اللہ اپنے پیاروں کی شکل کو پیارا ہی بناتا ہے۔ یہی دلیل ہے کہ داڑھی رکھنے سے شکل بدنما نہیں بلکہ خوبصورت ہو جاتی ہے۔ کیا عدمہ شرعاً ایک نوجوان نے کہا ہے

اگر داڑھی کے رکھ لینے سے چہرہ بدنما لگتا
تو پھر داڑھی مرے سرکار کی سنت نہیں ہوتی

داڑھی کے متعلق ایک اہم مسئلہ

داڑھی کے متعلق ایک خاص حکم عرض کیے دیتا ہوں کہ نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں یہ داڑھی کا بچہ کھلاتے ہیں۔ بعض لوگ انہیں منڈادیتے ہیں داڑھی کا بچہ بھی داڑھی کے حکم میں ہے۔ اس کا منڈانا بھی حرام ہے اور بعض لوگ خط بناتے بناتے نچلے جڑے کے آخر تک لے آتے ہیں کہ تین چوتھائی (3/4) گال فارغ البال ہو جاتا ہے اور داڑھی کی ایک ہلکی سی لکیر رہ جاتی ہے۔ اس طرح وہ اپنا ذوقی کمنی پورا کرتے ہیں۔ تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ جڑے کے اوپری حصہ پر جو بال ہیں ان کو صاف کر سکتے ہیں لیکن نچلے جڑے کے بال داڑھی میں شامل ہیں ان کا منڈانا حرام ہے اور داڑھی تینوں طرف سے ایک مشت ہونی چاہیے۔ ٹھوڑی کے نیچے بھی ایک مشت اور باائیں اور باائیں جانب بھی ایک مشت۔ داڑھی کو حجام کے حوالے نہ کیجئے۔ اپنی مٹھی میں اپنی داڑھی پکڑ لیجئے پھر جو مٹھی سے زیادہ ہواں کو حجام سے ترشاوائے۔ ورنہ خیریت نہیں ہے۔ یہ حجام کہتے ہیں کہ داڑھی سڈوں کر دوں؟ اور سڈوں کرتے

کرتے ڈول کر دیتے ہیں۔ لہذا داڑھی تینوں طرف سے اپنی مٹھی میں رکھ کر ترشاوائے پھر تیل لگا کر اس میں نگھمی کیجئے تاکہ داڑھی خوبصورت معلوم ہو۔

سر کے بالوں کے احکام

بالوں کے تین طریقے مسنون ہیں یا تو پارے سر کے بالوں کو استرے سے منڈ وادیں یا کانوں کی لوٹک پے رکھ لیں یا اگر چھوٹے بال رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں لیکن ہر طرف سے برابر ہوں۔ پچھے چھوٹے اور آگے سے بڑے جن کو انگریزی بال کہتے ہیں ان کا رکھنا جائز نہیں۔ ان کو تو آپ خود انگریزی بال کہتے ہیں۔ یہ اسلامی بال کیسے ہو سکتے ہیں؟ اپنے پیارے نبی کے پیارے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں کے طریقے اختیار کرنا، بتائیے! محبت کے خلاف ہے یا نہیں؟

ایک عبرت انگیز واقعہ

میں اپنے خاندان کا ایک قصہ سناتا ہوں۔ میرے خاندان میں ایک بڑے میاں تھے۔ میں نے کہا کہ داڑھی رکھلو۔ کہنے لگے کہ داڑھی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ دیکھو جب قبر میں جنازہ اترے گا تو یہ گال کیڑے کھا جائیں گے۔ پھر یہ زمین بھی نہ رہے گی۔ جلدی سے بزرہ اگالو جلدی سے باغِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگالو۔ لیکن نہیں مانے۔ پھر ان کو کینسر ہو گیا۔ گال پر ایک دان تھا۔ اس کو گھوڑے کے بال سے انہوں نے باندھ دیا۔ وہ زخم سڑ گیا۔ گال میں سوراخ ہو گیا، اور کینسر ہو گیا اور گال سے ایک ایک چھٹا نک مزاد نکلنے لگا تو اس وقت داڑھی رکھ لی۔ میں نے بہت دن کے بعد دیکھا تو کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ داڑھی رکھ لی۔ کہنے لگے کہ کینسر کی وجہ سے میرے گال میں سوراخ ہو گیا جس سے لوگ گھن کرتے تھے تو میں نے داڑھی سے وہ سوراخ چھپا لیا۔ میں نے کہا کہ کاش آپ اللہ کے لئے داڑھی رکھتے تو اللہ کا پیار نصیب ہو جاتا۔ مسلسل نافرمانی سے عقل بھی معدب ہو جاتی ہے۔ دوستو! بس اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے معلوم نہیں کس وقت مالک ناراض ہو جائیں اور بندہ کی غذاب میں بیٹلا ہو جائے۔

سکھ میں اللہ کو یاد رکھنے کا انعام

اس لئے حدیث پاک میں ہے کہ جو سکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے وہ میں اللہ تعالیٰ بھی اس کو یاد رکھتے ہیں۔ اذکر الله في الرخا سکھ اور عافیت میں اللہ کو یاد رکھوید کر کم فی الشدة اللہ تعالیٰ تم کو دکھ میں یاد رکھیں گے۔ اس لئے دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھی ہیں وہ رکھ لیں۔ اور جنہوں نے رکھ لی ہیں لیکن چھوٹی ہیں، وہ ایک مشت رکھ لیں۔ دوستو! اس میں دیرینہ سمجھے زندگی کا کیا بھروسہ ہے؟ جو ان پرینہ سوچیں کہ جب بوڑھے ہو جائیں گے تو رکھ لیں گے۔

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی تو رہ جائے تکنی کھڑی کی کھڑی اور جو بوڑھے ہو چکے ہوں بال سفید ہو چکے نہیں اب کس چیز کا انتظار ہے؟

موخچھوں کے احکام

اور موخچھیں اتنی بڑی رکھنا جائز نہیں جس سے ہونٹ کا کنارہ چھپ جائے شفة علیا کا طرف اخر یعنی اوپر کے ہونٹ کا آخری کنارہ نہ چھپنا چاہیے۔ اول تو موخچھوں کو بالکل برابر کر لجھے۔ افضل درجہ یہی ہے کہ اپنے بیٹوں کے لئے کیا چاہتے ہو کہ فرشت ڈویژن پاس ہوں یا سینئنڈ ڈویژن؟ جب فرشت ڈویژن چاہتے ہیں تو دین میں فرشت ڈویژن یہ ہے کہ موخچھوں کو بالکل باریک کر لیا جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل شیخ الحدیث صاحب نے اوجز المأک شرح موطا امام ناک میں لکھا ہے کہ موخچھوں کو اتنا باریک کرتے تھے کہ ہونٹوں کی سفیدی دور سے نظر آتی تھی اور باریک موخچھوں سے بیویوں کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ میرے یہاں فرانس کے ایک طالب علم کے موخچھیں تھیں۔ اگرچہ بہت بڑی نہیں تھیں میں نے کہا کہ ان کو باریک کرو۔ کہنے لگے کہ میرا منہ چھوٹا ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میرے کہنے پر عمل کرو۔ اگر پھر منہ چھوٹا لگتا تو دوبارہ رکھ لینا۔ موخچھیں باریک کر کے گھر گیا اور بیوی نے دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ پھر نہ تا ہوا آیا کہ بیوی

نے تو مجھے بہت شاباٹی دی اور آپ کو بڑی دعا دے رہی ہے اور مجھ سے کہا کہ آپ کے ہونٹوں کو دیکھ کر تو آج مجھے بہت لطف آ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اپنے لبوں کو ان کے لبوں کی طرح کیا مونچھوں کو باریک کرنا بہت اہم سنت ہے۔ یاد رکھیے جو بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں بیویوں کو خخت ناگوار ہوتا ہے۔ ہر سنت میں راحت ہے، ہر راحت ہے۔ دوستو! اپنے لئے اور آپ سب کیلئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایسا یقین و ایمان عطا فرمائے کہ ہم اپنی زندگی کی ہر سانس اپنے مالک و خالق اور زندگی دینے والے پر فدا کر دیں اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کریں۔ بتائیے ایسے ایمان و یقین کی ضرورت ہے یا نہیں؟ (مواضع درجت جلد سوم)

یہ داڑھی سر کاری گھاس ہے

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمہ اللہ تبلیغ میں گئے۔ وہاں ایک نوجوان کا نکاح پڑھایا جو داڑھی منڈ اتنا تھا اور بوڑھا بیاپ کٹاتا تھا۔ آپ نے نوجوان سے فرمایا تو داڑھی مت منڈ اور بوڑھے سے فرمایا تو داڑھی مت کشا، پھر دونوں کو فرمایا کہ یہ داڑھی سر کاری گھاس ہے جو اسے کاٹے گا اس کی پکڑ ہو گی اس سے دونوں کی سمجھیں بات اچھی طرح آگئی اور شاید اس سے بہتر طریقہ ان کے سمجھانے کیلئے کوئی اور تھا بھی نہیں۔ (ملفوظات مفتی محمد حسن جلد سوم)

اکابر کی داڑھی

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ کی داڑھی بڑی تھی۔ قاری محمد طیب صاحب مرحوم ایک مرتبہ تذکرہ کرنے لگے کہ داڑھی کو چھوڑ کر خبر ہی نہیں لی کہ کہاں تک جا رہی ہے۔ عرض۔ حضرت تھانوی حضرت سہار پوری حضرت گنگوہی کی داڑھی کیسی تھی؟ ارشاد۔ حضرت سہار پوری رحمہ اللہ کی داڑھی بہت بلکل تھی حضرت تھانوی کی گھنی تھی، پھیلی ہوئی، شاہ عبدالقدار صاحب را پوری کی داڑھی بہت خوب تھی۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کو میں نے دیکھا نہیں اس واسطے کہ میں ان کی وفات سے دوسال بعد پیدا ہوا

ہوں۔ کسی نے عرض کیا۔ مولا نا انور شاہ صاحب کشیری رحمہ اللہ کی داڑھی کیسی تھی؟
ارشاد فرمایا۔ خوب تھی، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی بھی۔
اور مولا نا الیاس صاحب رحمہ اللہ کی بھی خوب تھی۔ (ملفوظات جلد سوم)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی

حضرت مولا نا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگوں کا
کہنا ہے کہ سرمنڈانا پسندیدہ عمل ہے، کیونکہ سرمنڈانا اور گردن کا موتا ہونا حدیث
میں اس کو منافق کی علامت بتایا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

آپ نے فرمایا یہ صحیح نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ سرمنڈاتے تھے آپ کی
گردن موٹی تھی۔ بھاری بدن کے تھے داڑھی کندھوں تک پھیلی ہوئی تھی، دشمن کا
پیشاب آپ کی صورت دیکھ کر ہی خطا ہو جاتا تھا۔ (ملفوظات جلد سوم)

داڑھی رکھنے کا آسان عمل

روزانہ رات کو سوتے وقت یوں اللہ پاک سے عرض کریں کہ اے اللہ مجھے سر کا زد و
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک شکل دل سے پسند ہے میں دل سے چاہتا ہوں کہ
داڑھی رکھوں لیکن مجھ سے یہ نالائق ہو رہی ہے۔ میں کمزور ہوں عاجز ہوں آپ ہی مجھے
ہمت و قوت دیجئے۔ روزانہ تھوڑی دیر اس طرح کہہ لیا کریں ان شاء اللہ چند روز میں
 توفیق ہو جائے گی۔ یہ بزرگوں کا ارشاد فرمودہ نہیں ہے آزم کرو دیکھئے۔ (محسن اسلام شارہ ۵۳)

داڑھی کیوں ضروری ہے؟

دنیا میں جتنی بھی چیزیں ہیں ان کے کچھ شعار ہوتے ہیں کچھ ان کی خصوصیات
ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ پہچانی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہر دین کے کچھ شعار ہوتے
ہیں جس کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے کہ اس کا تعلق دین سے ہے؟

ہم چونکہ مسلمان ہیں تو مسلمانوں کے شعار کے بارے میں بات کریں گے تو جہاں مسلمانوں کے بہت سے شعار ہیں وہاں اس کے شعار میں سے ایک داڑھی بھی ہے جس کی وجہ سے مسلمان پہچانا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔

مگر بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ ایک عرصہ دراز سے انگریزوں کی حکومت کا مسلمانوں پر ایسا اثر ہوا اب عیسائی، انگریز اور مسلمان کی تمیز بھی نہیں رہی آج کے دور میں اگر ایک طرف انگریز یا عیسائی کھڑا ہے اور دوسری طرف مسلمان کھڑا ہے تو ان دونوں کو پہچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ مشکل ہو بھی کیوں نہ اس کے سر پر ٹوپی ہے نہ اس کے سر پر اس نے بھی داڑھی منڈ والی ہے۔ اس نے بھی منڈ والی ہے اس نے بھی خلاف سنت لباس پہننا ہے اس نے بھی بلکہ اگر یہ بات کہی جائے تو بے جانہ ہو گی کہ انگریز کی پینٹ شرٹ اور ننائی میں کچھ فرق کچھ نقص ہو تو ہو لیکن آج کے مسلمان کی پینٹ شرٹ اور ننائی میں کچھ فرق نظر نہیں آئے گا کیونکہ آدمی کی جس کے ساتھ نسبت ہوتی ہے وہ اسی کو ترجیح دیتا ہے آج کے دور میں اگر حساب لگایا جائے تو 20 نیصد لوگ ہوں گے جن کی داڑھی شرعی ہو گی۔ بعض تجدید پسند حضرات جو کہ دین سے کما حق و اقتضاب نہیں تھے انہوں نے داڑھی کی ایسی تعبیر کی جو لوگ سنت کے مطابق داڑھی رکھے ہوئے تھے انہوں نے خلاف سنت داڑھی ترشاکر چھوٹی کر لی جبکہ سلف سے خلف تک سب نے داڑھی خلاف سنت کھاناے والے یا منڈ والے والے کو فاسق قرار دیا ہے ان کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی مگر اب ان لوگوں کو جو داڑھی منڈ اتے ہیں یا کھاتے ہیں انہیں صالحین کا خطاب دیا جاتا ہے بعض حضرات وہ ہوتے ہیں جو گناہ کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم گناہ کر رہے ہیں لیکن بعض گناہ کو گناہ بھی نہیں سمجھتے جو گناہ سمجھتے ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار کا موقع دے دیں گے لیکن جو گناہ سمجھتا ہیں وہ وہ کیسے توبہ کرے گا۔

اگر کوئی شخص زنا کرے، شراب پے، چوری کرے اس کو سب برا بھلا کہیں گے عدالتوں میں ان کے قانون بھی نہیں گے سزا اُسیں بھی ملیں گی لیکن داڑھی منڈ والانہ بھی تو گناہ کبیرہ ہے اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے اس کو کوئی سزا اُسیں دیتا اس کیلئے

کوئی قانون نہیں ہے اس کو کوئی بھی برائیں کہتا جس طرح کہ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ اے کعبہ کہ میں تیری عظمت جانتا ہوں لیکن ایک مسلمان کی عظمت تجھ سے زیادہ ہے آج اگر کوئی کعبہ کو گالی دے تو لوگ اسے قتل کرنے کے سوا کچھ نہیں کریں گے لیکن مسلمان کو گالی دیا اس سے بھی بڑھ کر گناہ اس کے بارے میں بھی سوچنا چاہئے۔

اسی لئے زنا کار چوپیں گھنٹے زنا تو نہیں کرتا لیکن پھر بھی اسے زانی کہتے ہیں، چوری کرنے والا چوپیں گھنٹے چوری نہیں کرتا لیکن پھر بھی اسے چور کہتے ہیں لیکن داڑھی منڈوانا ایک ایسا گناہ بکیرہ ہے کہ یہ انسان چوپیں گھنٹے کر رہا ہے اور گناہ بکیرہ تو بہ استغفار کے بغیر معاف نہیں ہوتے لیکن توبہ تو اس وقت کرے جب کوئی اسے گناہ سمجھے۔ توبہ داڑھی رکھنا تو فطرت میں داخل ہے (چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے) کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں ان میں موجودوں کا کتر وانا اور داڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ (صلہ شریف ص ۲۹)

لامام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ فطرت میں داخل ہونے کا مطلب ہے کہ داڑھی تمام نبیاء علیہم السلام کی منت متبرہ رہی ہے (اوی شرح سلم ص ۳۳)

داڑھی منڈوانا عورتوں اور مختشوں (بیکروں) کے ساتھ مشابہت ہے جبکہ ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے پر لعنت وار وہوئی ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو منشت بنتے ہیں اور اس طرح ان عورتوں پر جو (مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں) محفوظہ ص ۳۸۰۔

اور فرمایا انہیں اپنے گروں سے نکال دو۔ لیکن یہ سوچنا چاہئے کہ داڑھی منڈوانا عظیم گناہ ہے اس میں وقت کا ضیاع مال کا ضیاع اس کے علاوہ اپنے آپ کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے وقت کا جو حصہ یاد الہی میں گزر جائے وہ قیامت کے روز حسرت و ندامت کا سبب بنے گا داڑھی منڈوانے میں جو وقت ضائع ہو رہا ہے

وہ خالص گناہ کے کام میں ضائع ہو رہا ہے اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف بھی پہنچاتے ہیں۔ کبھی چڑا چھل گیا کبھی کھال کٹ گئی اور طرح طرح کی تکلیفیں دینا حالانکہ اپنے جسم کو بلا ضرورت تکلیف دینا یا ایک مستقل گناہ ہے۔

لہذا عقائدی کا تقاضا یہ ہے کہ اس قبیع فعل کو چھوڑ دیا جائے اور اپنے چہرے پر سنت کے مطابق داڑھی سجا میں۔

پھر جو حضرات داڑھی منڈ واتے ہیں ان کو اگر داڑھی کی نصیحت کی جائے تو وہ بجائے گناہ کا اقرار کرنے کے کٹ جھتی پر اتر آتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن میں داڑھی کا حکم کہاں ہے میں عرض کرتا ہوں کہ قرآن میں یہ کہاں ہے کہ جو قرآن میں ہو بس اسی پر عمل کرنا لازم ہے بعض داڑھی منڈے یوں کہتے ہیں کہ ہم نے داڑھی والوں کو بہت دیکھا ہے کہ داڑھی رکھ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اول توبات یہ ہے کہ ہر جماعت میں اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔ لہذا اگر تمہیں وہ برے لگتے ہیں تو تم ان کے مقابلے میں اخلاص کے ساتھ داڑھی رکھ کر اطاعت رسول اللہ کی نیت سے داڑھی رکھو۔

بعض کہتے ہیں کہ داڑھی منڈ وانا گناہ تو ہے لیکن گناہ صغیرہ ہے کبیر نہیں اول توبیہ بات غلط ہے کہ داڑھی منڈ انا گناہ صغیرہ ہے کیونکہ واجب کی خلاف ورزی کرنا گناہ بکیرہ ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات تو داڑھی رکھتے ہیں لیکن پوری نہیں رکھتے یہ بھی داڑھی کا نئے کے گناہ میں مبتلا ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ تو وہ ہیں جو خود مفتی بن گئے ہیں خود ہی فتویٰ دیتے ہیں کہتے ہیں جی اتنی داڑھی کا ہونا کافی ہے جو چالیس قدم سے دکھائی دے یہ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے اور ان سے سراسر بغاوت کر رہے ہیں کسی نے فریخ داڑھی رکھی ہے کسی نے موٹی مشین پھروائی ہوئی ہے کسی نے چھوٹا سا دائرہ لگایا ہے یاد رہے یہ سب کے سب داڑھی منڈوانے والوں میں شامل ہیں اور یہ سنت کا نماق بھی اڑا رہے ہیں اس طرح سے داڑھی کا شرعی حکم پورا نہیں ہوگا۔

اس لئے مہربانی فرماء کر خدا را خدارا مسلمانو! کفار کی مشا بہت چھوڑ دو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشا بہت اختیار کرو۔

مسنون داڑھی اور فیشن

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ جواہر الفقہ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں باجماع امت داڑھی منڈانا حرام ہے آئندہ اربعہ کے اتفاق کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی بھی اس کا خالف نہیں اور ہوتواں کا اختلاف ناقابل التفات ہے۔ ایاد رکھئے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا عین سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لیکن ایک مشت سے پہلے داڑھی کو کٹوانا یہ فیشن ہے حضرت مولانا شاہ ابرار الحنف صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ داڑھی منڈانا یا کترانا دراصل یہ اعلان کرتا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغمبر مبارک کی داڑھی کی موضع کو گھٹایا سمجھا اور انگریزوں کے چہرے کو بڑھایا سمجھا ایمان کی خیر منایے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرا ہر امتی قابل عغومعافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو علانية دھلا کر گناہ کرتے ہیں۔ داڑھی منڈانا غلانية گناہ ہے بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا گناہ لکھا جاتا ہے اور داڑھی منڈوانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سورہ ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے چوبیں گھنٹے گناہ گار ہے۔ داڑھی منڈانا فعل شیطان اور خدا دا شکل کو بگاڑتا ہے۔ داڑھی منڈانے کو اچھا سمجھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ سے عناد اور مقابلہ ہے جو لوگ داڑھی منڈانے اور منڈانے کی تبلیغ کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ داڑھی منڈانے کو بہتر اور رکھنے کو خراب کہتے ہیں جو ان تو در کنار بڑی عمر کے بوڑھے لوگ بھی داڑھی منڈا کر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر کے بر سر عالم فاسد بن رہے ہیں جس داڑھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوب بھی ہمیشہ رکھا اور مسلمانوں کو تاکید فرمائی بلکہ انہیاء علیہم السلام کی سنت اور اسلامی شعار ہے بزرگی و شرافت کی علامت ہے۔ آج ہمارے نوجوان اور بوڑھے اس پر مصروف ہیں کہ اس داڑھی کا نام و نشان نہ رہے۔ اس سے

بڑھی بے ادبی اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ معلوم ہو چکا داڑھی رکھنا سنت ہے اور سنت کی خالفت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درج ذیل ارشادات فرمائے ہیں۔
۱۔ جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ میر انہیں ہے۔

۲۔ جو دوسروں کے طریقے پر چلے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

۳۔ جس نے میری سنت بر باد کی اس پر میری شفاعت حرام ہے۔

ان ارشادات کو بغور مطالعہ فرمائیں اور سوچیں کہ کیا ہم امریکہ یوپ میں بننے والی غیر مسلم قوموں کی تقلید کریں گے یا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک سنتوں پر چلیں گے تم اللہ عز وجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور ساتھ ہی ان کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو کس قدر عجیب بات ہے اگر فی الواقع تمہارے دل میں ان کی محبت ہوتی اور تم اپنے دعویٰ محبت میں سچے ہوتے تو بھی ان کی نافرمانی نہ کرتے اس لئے کہ محبت کرنے والے کو محظوظ کے ہر قلع، ہر ادا سے محبت ہوتی ہے۔ فیشن پرستی کی وجہ سے دماغ اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ لوگ کھلم کھلا عام سنتوں کا مذاق اڑا رہے ہیں اگر کوئی ہمت کر کے اور اللہ کا نام لے کر داڑھی رکھ لے اس کے گھروالے ہی مفترض ہو جاتے ہیں طرح طرح کے اعتراضات ہونے لکھتے ہیں پھر یہ بات گھر تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ محلے والے آفس والے کائن والے دکان والے دوست و احباب رشته دار، ان سب کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے تو کوئی اسے چھوڑنا کرتے ہوئے نکارتا ہے کوئی ماموں کی آواز لگاتا ہے کوئی کہتا ہے یہ کیا صورت بنارکی ہے، داڑھی منڈل الوبیہ بھی کوئی عمر ہے داڑھی رکھنے کی صورت بلا وجہ بگاڑ دی وغیرہ وغیرہ داڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے اس لئے کہ داڑھی کا مذاق اڑانا تمام انیاء و مسلین کا استہزا اور تمسخر ہے اور تمام شریعتوں کے ایک مسلمہ حکم کی توہین ہے اور تمام صحابہ و تابعین اور چودہ صد یوں کے تمام علماء و صلحاء اولیاء و سلطانین اسلام کی حمیت و تجدیل ہے داڑھی کا مذاق اڑانا والے یہ نہیں سمجھتے کہ پچاس سال قبل ان کے سلسلہ نسب کے

آباؤ اجداد داڑھی رکھتے تھے کیا ان مسخروں کے نزدیک ان کے تمام آباؤ اجداد حماقت کا سائنس بورڈ لگائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ ان نادانوں کو عقل دے دراصل یہ سب فیشن پرستی کی خوست ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے آمین۔

عمرہ پر جانے والے بآسانی داڑھی رکھ سکتے ہیں

عمرہ کی سعادت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے۔ سفر عمرہ پر جانے والے ہر طرح کی تیاری کرتے ہیں اس کے ساتھ اس چیز کا بھی عزم اور ارادہ شامل کر لیا جائے کہ اس مبارک سفر کو گناہوں کی آکلودگی سے بچانا ہے تو یقین کیجئے کہ آپ کا یہ سفر واقعہ مبارک بن جائے گا۔ پورے سفر میں اتباع سنت کا اہتمام کیا جائے اور تمام گناہوں سے بچا جائے۔ گناہ داڑھی منڈ وانا یا ایک مشت سے کم کٹوانا گناہ بکیرہ ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے۔ لہذا آپ یہ عزم کریں کہ ہم اس مبارک سفر میں داڑھی نہیں کٹوانیں گے۔ آپ عمرہ کے بعد یقیناً روضہ رسول پر بھی حاضری دین گے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص جو کہ داڑھی منڈ اتحاد بار بر سالت میں آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اپنی زندگی میں) اس شخص سے چہرہ انور پھیر لیا۔ تو اگر ہم غیر مسنون شکل میں روضہ مبارک پر حاضری دیں گے تو ہمارا کیا بنے گا۔

خود کو سمجھائیے اور اپنے نفس کو مجاہد کر کے یوں کہئے اے نفس! میں نے تیری خواہش پر نجانے لکھنی بار داڑھی منڈ واٹی اور اپنی مسنون شکل و صورت کو سخ کرتا رہا۔ آج جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عمرہ کی سعادت سے نواز نے کا موقع دیا ہے تو میں اب تیری بات نہیں مانوں گا اور اس سفر میں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی داڑھی نہ کٹوانے کا عزم کرتا ہوں۔ اے نفس مجھے بتا میں داڑھی کے بغیر زیادہ حسین و جمیل نظر آتا ہوں یا داڑھی کے ساتھ۔ میں داڑھی منڈ واکر کرن لوگوں کی مشاہدہ اختیار کر رہا ہوں جبکہ داڑھی رکھنا کس کا حکم ہے اور یہ کس کی سنت ہے۔

زندگی میں جن موقع پر آدمی میں انقلاب آسکتا ہے ان میں ایک عمرہ بھی ہے آپ اس سفر کو محض ایک تفریح یا ماحول کی تبدیلی ہی نہ سمجھتے بلکہ یہ زندگی میں دینی انقلاب کا بہترین موقع ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں پر سب سے زیادہ ناراض ہوتے ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو حدو در حرم میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ اس لئے عمرہ کے پورے سفر میں اس کا قدم قدم پر خیال رہے کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ہو۔ اگر مقدس سفر میں بھی گناہ کی آلووگی رہی تو کتنے نقصان کا سودا ہے۔

انسان کسی بڑے عہد پیدا رہے بھی ملنے جاتا ہے تو اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھتا ہے۔ یہ تو حکم الٰہ کمین کا گھر اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ یہاں آ کر بھی زندگی میں دینی انقلاب نہ آیا تو پھر روئے زمین پر ان سے زیادہ مقدس جگہ کون سی ہوگی جہاں انسان کا دل پکھل جائے اور وہ نادم و شرمند ہو کر اپنے تمام گناہوں سے تائب ہو۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ ذوالجہہ کے دس دنوں میں قربانی کرنے والے بال و ناخن کاٹنے سے بچ رہتے ہیں جبکہ یہ عمل کوئی فرض واجب نہیں جبکہ ایک مشت داڑھی رکھنا ہر مسلمان مرد کیلئے واجب ہے۔ کیا ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ ایام عمرہ میں اس گناہ کبیرہ سے بچیں۔

تاکہ ہماری دینی سفر باعث مبارک ہو اور اگر خدا نخواستہ یہ بھی نہیں کر سکتے تو خدارا!! اتنا تو کر لیں کہ جب روضہ رسول پر حاضری دیں تو صلاۃ وسلام کے بعد اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں اور عرض کریں کہ میں نفس و شیطان اور ماحول سے مجبور ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے داڑھی کھنے کی ہمت و توفیق نصیب ہو جائے۔

دارِ حسی... اسلام کا شعار ہے

ایک دبائے عام جواب ہم میں پھیل چکی ہے وہ ہے دائرِ حسی منڈ وانا حالانکہ یہ ایسا گناہ ہے جو ہر وقت آدمی کے ساتھ لگا رہتا ہے حاجی جب حرم میں حاضر ہوتا ہے تو بھی خداخواستہ ساتھ جب گند خفڑاء پر حاضر ہوتا ہے تو بھی خداخواستہ یہ گناہ ساتھ ہے اور کیسی عجیب بات ہے کہ جس کو پانے کیلئے اور جس ذات کی رضاۓ جوئی اور خوشی کیلئے اتنا مبارکیا، اتنا خرچ کیا، گھر بار اور بچوں کو چھوڑا اسی کے پاس پچھے اسی کے نافرمانوں کی شکل بننا کر۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے آمين۔

دارِ حسی کی اہمیت اور اس کے فلسفہ پر شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدینی رحمۃ اللہ کا ایک مفصل مضمون ہم اختصار و تلخیص کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ اس کو ضرور پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ مضمون ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔

ہر قوم، ہر شعبہ اور ہر حکومت کا یونیفارم مقرر ہے

(الف) ہر نظام سلطنت میاست میں مختلف شعبوں کیلئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے، ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانوں کو محفوظ رکھنا از حد ضروری بھجتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت وقاریع پیش آ جاتے ہیں، کسی حکومت کے جنڈے کو گرد سمجھنے کوئی توہین کر دیجئے کہیں سے اکھاڑا

دیکھئے کس طرح جگ کی تیاری ہو جاتی ہے یہ یونیفارم اور نشان صرف لباس ہی میں نہیں ہوتا بلکہ کبھی کبھی جسم میں بھی بعض بعض علاقوں رکھی جاتی ہیں، بعض قوموں میں ہاتھ یا جسم میں کوئی گودنا کو دا جاتا ہے بعض میں کان یا ناک چھید کر حلقة ڈالا جاتا ہے بعض میں بال باقی رکھے جاتے ہیں، بعض میں سر پر چوٹی رکھی جاتی ہے الغرض یہ طریقہ امتیاز شعیہ ہے مختلف اور اقوام حکومت و ملک کا ہمیشہ سے ہے۔

(ب) جو قوم اور ملک اپنے یونیفارم کی حفاظت نہیں رہی وہ بہت جلد دوسرا قوموں میں مجبوب ہو گئی حتیٰ کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا، انگریز سولہویں صدی کے آخر میں آیا، تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے ہیں، نہایت سر دلک کار ہے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، بوٹ، ٹکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہ چھوڑا، یہی وجہ ہے کہ اس کو پہننیس کروڑ قوم والا اپنے میں ہضم نہ کر سکا اس کی قوم و ملت علیحدہ ملت ہے اس کی ہستی دنیا میں قابلِ تسلیم ہے، مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنی خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم میں نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں، آج تاریخی صفات کے سوا ان کا نشان کرہ زمین پر نظر نہیں آتا، مسلمانوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا ہو بلکہ یہ بھی کیا کہ اکثریت کے یونیفارم کو مٹا کر اپنا یونیفارم پہنانا چاہا، چند ہزار تھے، اور چند کروڑ بن گئے، صرف یہی نہیں کیا کہ پاجامہ، کرتا، عبا، قبہ، عمامہ، دستار محفوظ رکھا، بلکہ نہ ہب اسماء الرجال، تہذیب و کلچر، رسماں و رواج، زبان و عمارات وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا، اس لیے ان کی مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی اور آج تک اس کی صراعات ہوتی رہیں گے،

(ج) ہر قوم نے جب بھی ترقی کی ہے اس کی کوشش کی ہے کہ اس کا یونیفارم اس کا کلچر، اس کا نام، اس کی زبان و درسوں پر غالب ہو، اور ممالک کے اقوام میں پھیل جائے۔ عربوں اور مسلمانوں کے اوالواعزم اعمال آپ کے سامنے موجود ہیں زبان عربی

صرف ملک عرب کی زبان تھی، عراق، سیریہ، فلسطین، مصر، سودان، الجیریا، یوں، مرکش، قارس، صحرائے لیبیا وغیرہ میں کوئی شخص نہ عربی زبان سے آشنا ہوا، نہ مذہب اسلام سے نہ اسلامی رسم و رواج سے مگر عربوں نے ان ملکوں میں اس طرح اپنی زبان، اپنا کلچر، اپنی تہذیب جاری کر دی کہ وہاں کے غیر مسلم اقوام آج بھی اسلامی یونیفارم اسی کلچر، اسی تہذیب اور اسی زبان کو اپنی چیزیں سمجھتے ہیں۔

مذکورہ بالامروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا ذہنیاں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جب کہ وہ اپنے لیے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں، بدو باش میں، زبان اور عمل میں قائم کرے۔

اسلام بھی اپنے کلچر کا تحفظ چاہتا ہے

اس لیے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد، اخلاق، اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیا ویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے خصوصیات اور یونیفارم قائم کرے اور ان کے تحفظ کو قوی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہوا ان کے لیے جان اڑا دے اس کی وہ خصوصیت اور یونیفارم خداوندی تابعداروں اور الہی بندوں کی یونیفارم ہوں، جن سے وہ اللہ کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز ہوں اور علیحدہ ہو جائے ان کی بناء پر باغیان اور بندگان بارگاہ الوبیت میں تمیز ہوا کرے چنانچہ بھی راز "من تشبه بقوم فهو منهم" کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آتا ہے، اسی بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کیلئے خاص یونیفارم تجویز فرمایا ہے، کہیں فرمایا جاتا ہے "ہم میں اور مشرکین میں فرق نہیں پر ہمامہ باندھنے سے ہوتا ہے"۔

انہی امور میں سے موچھ کا منڈانا اور کتر وانا اور داڑھی کو بڑھانا بھی ہے۔ خالفوا المشرکین او فروا اللھی احفوا الشوارب (مسلم، بخاری) (مشرکین کے خلاف کرو، یعنی داڑھی کو بڑھاؤ اور موچھوں کو باریک کر واؤ) جزووا الشوارب

ار خوا اللھی و خالفو المجنوس (مسلم ج اص ۳۲۷) (مونچھوں کو کتر واو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوس کے خلاف کرو) من لم يأخذ من شاربه فليس منها (احمد، ترمذی، نسائی) (جو شخص لوگوں کے بال نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں) ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث کے اندر موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرکین اور مجوسی داڑھی منڈاتے تھے اور مونچھیں بڑھاتے تھے جیسا کہ آج بھی اور ہندو قوم کر رہی ہے اور یہ امران کے مخصوص یونیفارم میں سے تھا بنا بریں ضروری تھا کہ مسلمانوں کو دوسرا یونیفارم کے خلاف حکم کیا جاوے۔

اسلام کا یونیفارم کافروں کے یونیفارم سے الگ ہے

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ لوگوں کا داڑھی منڈانے کے متعلق یہ کہنا کہ یہ عمل اس زمانہ میں عرب کے رواج کی وجہ سے ہے جو کہ ان میں جاری تھا کہ داڑھیاں بڑھاتے تھے اور مونچھیں کٹاتے تھے، غلط ہے بلکہ اس زمانہ میں بھی مغلیظین اسلام کا یہ شعار تھا جس طرح اس قسم کی روایات مذکورہ بالا سے یہ معلوم ہوا کہ یہ یونیفارم مشرکین اور مجوس کا تھا، اس لیے ضروری ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے خلاف یونیفارم دیا جائے تاکہ تمیز کامل ہو، اسی طرح حدیث عشرۃ من الفطرة قص الشارب واعفاء للجحیۃ والاستیاک۔ (دش چیزیں فطرت کی ہیں، ان میں سے لوگوں کا کتر وانا اور داڑھی کا چھوڑ دینا اور مسوک کرنا)

ابو داؤد وغیرہ بتا رہی ہے کہ بارگاہ خداوندی کے خاص مقررین اور ندیموں و انبیاء اور مرسیین علیہم السلام کے یونیفارم میں سے مونچھوں کا کتر وانا، داڑھی کا نہ منڈانا ہے، کیونکہ فطرت انہیں امور کو اس جگہ میں کھا گیا ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام کے شعار میں سے تھے جیسا کہ بعض روایتوں میں لفظ فطرة کے ”من سنن المرسلین“ یا اس کے ہم معنی موجود ہے، خلاصہ یہ لکھا کہ یہ ایک خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقریان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قویں اس کیخلاف کو

اپنا یونیفارم بنائے ہوئے بھی ہیں جو کہ اللہ کے قانون کو توڑنے والی اور اس سے بخاتر کرنے والی ہیں، اس لیے دو وجہ سے اس یونیفارم کو اختیار کرنا ضروری ہوا۔

امتی کیلئے ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

سیرت و صورت اپنائے

علاوه از بین ایک محری کو حسب اقتصادی فطرت اور عقل لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت، سیرت، فیشن، کچھ وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کچھ سے پرہیز کرے۔ ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضہ یہ ہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ملک میں پایا جاتا ہے، آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے واقعات کو دیکھتے، اس بناء پر بھی جوان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں، ہم کو اس سے انتہائی نفرت و تھارت ہوتی ہوئی چاہئے خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ سٹون فیشن خواہ وہ فرنچ فیشن ہو یا امریکن، خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے، خواہ وہ زبان سے یا تمذیب و عادات سے، ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری معلوم ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بالخصوص جو چیزیں دشمن کی خصوصی شعار ہو جائیں اس لیے ہماری جدوجہد اس میں ہونی چاہئے کہ ہم غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے فدائیین نہ کہ غلامانِ کرزن و ہارڈنگ و فرانس و امریکہ وغیرہ۔

والسلام: تک اسلاف حسین احمد غفرلہ

عشق رسالت کا صحیح مفہوم

حکیم الامت مجدد الملک حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور سرور دن عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق وہی معتبر ہے جو سنت کے درست سے حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ وہ آپ اعلان فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری ابتاباع کرو تو اللہ تم سے پیار کرے گا۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ فضل الرحمن رحمۃ اللہ علیہ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے جبیب سے اعلان کر دیا کہ اگر تم اللہ کا پیارا بنتا چاہتے ہو تو میرا چلن چلو ہمارا پیارا انی ایسا پیارا ہے کہ جو اس کا چلن چلتے ہیں ان پر بھی ہم کو پیار آتا ہے، ہم ان کو بھی اپنا پیارا بنتا لیتے ہیں۔

لیکن آج افسوس ہے کہ کوئی پوچھتا بھی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا کیا طریقہ ہے؟۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا سب سے اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے حضور مبعوث ہوئے تھے یعنی بندوں کو اللہ تعالیٰ کی مریضی پر چلانے کیلئے ہمارے نفس نالائق کو منانے کیلئے اعمال کی اصلاح کیلئے اس پر عمل کر کے ہم جان پا ک ر رسالت گو خوش کر دیں۔ لہذا اگر اس مبارک مہینے میں محبت کا حق ادا کرنا ہے تو خود کو اللہ اور اس کے رسول کی غلامی میں دینا ہو گا جس کیلئے سب سے پہلا کام یہ کریں کہ جنہوں نے داڑھیاں نہیں رکھیں وہ داڑھیاں رکھ لیں۔ جن کے پانچاے مٹخنے کے نیچے ہیں۔ وہ آج مٹخنے کھول دیں۔ پانچوں وقت کی نمازوں کا ارادہ کر لیں۔ غرض جتنے ظلم ہیں ان سے بازا آ جائیں تو سمجھ لو کہ ہم نے عشق رسالت کا حق ادا کرنے کی ممکنہ کوشش کر لی۔

اسلام وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل تھا۔ جس چیز پر صحابہ

رضی اللہ عنہم نے عمل کیا وہی معتبر ہے۔

مستدرستے وہی مانے گئے جن سے ہو کر تیرے دیوانے گئے
آہ! درودل سے کہتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنا لو شکل بھی کام
دے جاتی ہے کم سے کم قیامت کے دن آپ یہ کہہ سکیں گے۔

تیرے محبوب کی یا رب شاہت لے کے آیا ہوں

حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

چاروں اماموں کا اجمالی ہے کہ داڑھی کا رکھنا واجب ہے منڈ وانا اور کتر انحرام
ہے۔ ایک مشت تینوں طرف سے واجب ہے اس حکم میں کوئی منجاش نہیں ہے۔ سکھوں
سے سبق لو کر یہ ظالم کافر ہو کر اپنے پیشوائی کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالانکہ بوجہ کفر
کے یہ داڑھی ان کو کچھ مفید نہیں لیکن ایک سکھ بھی ایسا نہیں ملے گا جو داڑھی منڈ اتا ہو۔
لیکن آہ! آج امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہو گیا کہ یہ اپنے پیغمبر کی شکل نہیں
باتے اور محاذ اللہ سمجھتے ہیں کہ داڑھی سے ہماری شکل خراب ہو گی۔

جو بڑی بڑی موٹھیں رکھتے ہیں آج سے تہیہ کر لیں کہ نہیں رکھیں گے۔ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بڑی موٹھی رکھے گا جس سے ہونٹ کے
کنارے چھپ جائیں میری شفاعت نہیں پائے گا؟ بتاؤ موٹھیوں سے فائدہ ملے گایا
شفاعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ ملے گا۔ آج سے ارادہ کرو کہ اے خدا میں
سو فیصد آپ کا بننا چاہتا ہوں آپ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیجئے۔ کہیں نفس و
شیطان مجھ پر غالب آ جائیں اور میری دنیا و آخرت خراب نہ کر دیں۔

اس میں کیا حرج ہے؟

آج کل ایک مرض اور ہے ”ارے مولانا اس میں کیا حرج ہے“ کہ ہم نے
یوں کر لیا یا ووں کر لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ درزی کو آپ نمونہ کیلئے ایک کرتا

دیدیں لیکن درزی نے ایک بالشت اور زیادہ کر دیا تو آپ کیا کہیں گے درزی کہتا ہے کہ صاحب اس میں کیا حرج ہے؟ میں نے تو آپ کے ساتھ بھلائی کی کہ کرتا ایک بالشت زیادہ لمبا کر دیا اور نہ آپ کا کپڑا اضافہ کر جاتا تو کیا آپ ناراض نہ ہوں گے کہ پھر میں نے نمونہ کس لئے دیا تھامنے اس کے خلاف کیوں کیا۔

لہذا آپ کو اختیار نہیں کہ جہاں چاہو دین میں اضافہ کر لو یا جہاں چاہو کم کر لو (۱) مغرب کی تین رکعات کی بجائے چار رکعات پڑھ لو کہ اس میں کیا حرج ہے۔ حرج یہ ہے کہ قبول نہ ہوگی (۲) اذان لا الہ الا اللہ پر ختم ہوتی ہے اگر مودن اذان کے آخر میں محمد رسول اللہ بھی لگادے تو بتائیے اس کی اذان قبول ہوگی؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حد بندی جو میسر جو نمونہ پیش کیا اسی نمونہ پر ہماری نجات ہوگی اس لئے سنت کے خلاف کوئی کام کتنا ہی اچھا لگے وہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتا۔

دائرہ رکھنے، اجر کمائیے

مسلمانوں نے دائرہ رکھنے لئے مصیبت بنارکھا ہے اور اس بچاری پر طرح طرح کے ظلم ہوتے ہیں کوئی کاشتا ہے کوئی موعدتا ہے اور اس کا فیشن اسبل نام شیونگ رکھا ہے کسی نے ساری ہی موجود رکھی ہے کسی نے گال صاف رکھے ہیں کسی نے جو برادر رکھ رکھی ہے کسی نے اس سے کچھ زیادہ اچھے خاصے نمازی دینداری کے دعویدار ان حرکتوں میں بیٹلا ہیں جو لوگ کافروں میں گھل مل کر رہتے ہیں ان کو تو یہ شرم کھائے جا رہی ہے کہ دائرہ رکھیں گے تو یہ لوگ ناراض رہیں گے فیشن والوں کی فہرست سے نکال دیں گے دیکانوںی ہونے کا طعنہ دیں گے بھلا کافر کی بھی کوئی حیثیت ہے جو اس کی بات کو وزن دیا جائے اور اسے راضی رکھنے کے لیے دینی احکام کو پا مال کیا جائے وہ لوگ تو اپنا کفریہ شعار اور لباس اختیار کرنے میں ہم سے نہ شرمائیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسی بھل و صورت اور لباس اور پہننا و ااختیار کرنے میں کافروں

سے شرمائیں.... یہ کیا سمجھداری اور دینداری ہے؟

پھر جو لوگ کہیں ملازم ہیں غیر مسلموں کے ساتھ کام کرتے ہیں وہ اگر ان کو راضی رکھنے کے لیے داڑھی نہ رکھیں اور اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سے پیزار ہو کر اپنی آخرت خراب کریں تو ان کے لیے تو ایک جھوٹا بہانہ بھی ہے لیکن جو لوگ ملازم نہیں رہیا تو ہو گئے بڑی عمر کو پہنچ گئے منہ میں دانت نہیں پہبیٹ میں آنت نہیں گال پٹخے ہوئے کمر میں گب نکلا ہوا ان لوگوں کو کیا مصیبت ہے کہ اسلامی شکل اور وضع قطع اختیار نہ کریں آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسمی شکل و صورت سے کیوں نفرت ہے؟ آپ نے تو اغفوا اللھی (داڑھیوں کو خوب بڑھاؤ) فرمایا اور خود آپ کی خوب سمجھنی داڑھی تھی جس کے پھیلاؤ سے سیدنا بھر جاتا تھا آپ کے اجتماع سے کیوں نفرت ہے آپ کی شکل و صورت کیوں پسند نہیں کوئی ہے مخلا جو حواب دے۔

دشمنان اسلام کے پاس تو کوئی دین ہے ہی نہیں یوں ہی کچھ تو ہمات اور تصورات لئے پھرتے ہیں جو اپنی طرف سے تراش لئے ہیں زندگی گذارنے کا کوئی پروگرام، زندگی کے شعبوں کے احکام سیاست، تجارت، معیشت، رہنمائی اور تمام امور زندگی میں آزاد ہیں جن چیزوں کو دین سمجھتے ہیں وہ ان کے بڑوں نے خود تجویز کی ہیں خالق و مالک جل مجدہ کی طرف سے ان کے پاس احکام ہیں انہیں اس کا نہ دعویٰ ہے اور نہ کوئی دلیل جو تجھی چاہتا ہے خود سے عقائد اور اعمال تجویز کر لیتے ہیں اور زندگی کو جس ڈھپ چاہتے ہیں چلا لیتے ہیں شرم اور حیا کو توبالائے طاق رکھ کچے ہیں۔

داڑھی منڈے کیساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برستا و حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

مدینہ منورہ میں ایک بزرگ رہتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ یہاں ایک بزرگ ہیں جن کو بارگاہ نبوت میں حاضری اور ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے

(ہاں اب بھی اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے) انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی زندگی میں تو آپ کا معمول مبارک تھا کہ اگر کوئی شخص گناہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے تھے اگر وہ دائیں جانب سے آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم باعیں جانب منہ پھیر لیتے۔ وہ اگر باعیں جانب سے آتا تو آپ دائیں جانب منہ پھیر لیتے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک کیا ہے؟ جب کہ لوگ داڑھیاں موڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روپہ اطہر پر سلام پیش کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرا بابھی وہی معمول ہے کہ میں ایسے لوگوں کے سلام کا جواب نہیں دیتا۔

میں لوگوں کو داڑھی کیلئے کہتا ہوں

ایک مرتبہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمہ اللہ سے علیحدگی میں میں نے عرض کیا کہ مجھ سے لوگوں کا داڑھی منڈانا برداشت نہیں ہوتا، میں لوگوں کو داڑھی کے لئے کہہ دیتا ہوں۔ عادت مبارکہ تھی کہ بات سن کر تھوڑی دیر کیلئے سر جھکا لیتے اور سوچ کر بات کرتے تھے، فوراً نہیں کرتے تھے۔ حضرت نے میری بات سن کر سر جھکا لیا اور تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ مولوی صاحب ضرور کہا کریں یہ حضرت کے الفاظ ہیں، تو میں نے کہا، الحمد للہ ہم کو تو شیخ کی سند مل گئی، اس لئے ہم کہتے ہیں اور الحمد للہ نفع بھی ہوتا ہے، اور بہت سے لوگوں کو فائدہ بھی ہوا ہے۔ بات یہ ہے کہ تنبیہ ہو جاتی ہے تو لوگ مان جاتے ہیں اور اگر کوئی توجہ نہ دلائے تو خود بھی توجہ نہیں ہوتی۔ کبھی خود اتفاقاً توجہ ہو جائے تو الگ بات ہے۔ (دافتہ و مخاہدات)

ایک اللہ والے کی نصیحت

شیخ المشائخ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی نقشبندی مہاجر مدینی رحمہ اللہ کے حالات میں حضرت کے خادم خاص سید حشمت علی صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ داڑھی نہ رکھنے کی سنت کی خلاف ورزی کرنے والے کے بہت بھی خلاف تھے بخاری شریف کی حدیث ہے کہ

داڑھی بڑھاؤ اور موچھیں پست کرو۔ اس کے سنت موکدہ ہونے میں کوئی شبہ بھی نہیں ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے اور دنیوی خیال سے بھی داڑھی منڈانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ یہ ایک گناہ بے لذت ہے اور اس میں سب سے بڑی خرابی اللہ رسول کی نافرمانی اور ناراضگی ہے۔ دوسرے گناہ تو قوتی ہوتے ہیں لیکن یہ گناہ ایسا ہے کہ آدمی چونیں گھنٹہ اس گناہ کا مرتكب ہوتا رہتا ہے حتیٰ کہ سونے کی حالت میں بھی۔ اس میں روپیہ پیسہ کا بھی اسراف ہے اور وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ مرد کا جمال داڑھی سے ہے اور عورت کا جمال سر کے بالوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ہر زکو ما وہ پر ایک طرہ امتیاز بخشنا ہے۔ مورنی دم خوبصورت ہوتی ہے مورنی کی نہیں، شیر کی گردن پر ابال ہوتے ہیں شیرنی کے نہیں۔ اسی طرح یہ داڑھی مردانہ امتیاز اور مردانہ جمال ہے۔ مزید یہ کہ داڑھی منڈے آدمی کا جب تک نام نہ پوچھوئیے پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ ہندو ہے، عیسائی ہے یا مسلمان ہے۔ اس لئے حضرت رحمہ اللہ کی شرائط بیعت میں داڑھی سنت کے مطابق مسلمان ہے۔ اس لئے حضرت رحمہ اللہ کی شرائط بیعت میں داڑھی سنت کے لحاظ سے ایک مٹھی یا چار انگشت اور طرفین میں بھی اسی قدر) رکھنا لازمی تھا۔ اور بھگت اللہ ہزاروں بندگان خدا نے اس گناہ سے توبہ کی اور داڑھی کی

سنت پوری کر کے ماشاء اللہ سو شہیدوں کا اجر حاصل کیا۔
 جس طرح شاختی کارڈ بوانا ضروری ہے، اسی طرح شاختی چہرہ بھی بوانا ضروری
 ہے تاکہ دنیا میں مسلمانوں کا شخص ظاہر ہو اور قبر میں فرشتے بھی پہچان لیں اور
 قیامت کے دن سید و عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی شفقت و شفاقت نصیب
 ہو۔ ورنہ کہیں چہرہ دیکھ کر خدا نخواستہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیر لیا
 جو حوض کو شرپ دھنکار دیا تو کیا ہوگا؟ کہاں ٹھکانہ ہوگا؟ (برکات غوریہ)

دین دار حضرات کی خدمت میں

عارف باللہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں، کہ وہ مرد
 نہایت بے غیرت ہے جو عورتوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کرتا ہے اور اُنھے بیٹھتے
 اہل خانہ کو اتنا تنگ کرتا ہے کہ ان کے کلیج منہ کو آ جاتے ہیں تو وہ بچھتا تی ہیں خصوصاً جب کہ
 داڑھی والا نمازی جس کی اشراق و تجدیق قضاہ ہو جب یہ مارتا ہے اُنہاں تھا ہے اور بے جا تکلیف دیتا
 ہے تب اس کے دل میں بھی آتا ہے کہ اس سے اچھا تو وہ پتلون والا ہے جو اپنی بیوی کو آ رام
 سے رکھتا ہے جب پڑوں میں دیکھتی ہے کہ ایک پتلون والا اپنی بیوی سے نہایت اچھے سلوک
 سے پیش آتا ہے تو اس کے دل سے آہ نکل جاتی ہے کہ یا اللہ اس سے اچھا تو وہ ہے کاش کریہ
 داڑھی والا مجھے نہ ملا ہوتا۔ اپنے بُرے اخلاق سے ہم اپنی داڑھیوں سے انہیں نفرت دلاتے
 ہیں داڑھی رکھنے کے بعد، صالحین کی وضع کے بعد روزہ نماز کے بعد، اللہ والوں سے تعلق کے
 بعد، ماری ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے تاکہ ان کو دین کا شوق بھی پیدا ہو۔ اپنی بیویوں سے اتنے
 اچھے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ سارے محلے میں کہیں کارے کسی اللہ والے سے تم نے
 شادی کی ہوتی، کسی نمازی اور بزرگوں سے تعلق رکھنے والے سے تم نے نکاح کیا ہوتا۔
 ایسے اخلاق سے پیش آئیے کہ وہ آپ کی داڑھی کا ”پرچار“ کرے۔ غرض میں نے بعض
 لوگوں کو دیکھا کہ جنہوں نے اپنی بیویوں کو ستایا وہ ایسے سخت عذاب میں جتنا ہوئے کہ کچھ
 بیان نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک ہم سب کو سن سلوک کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

besturdubooks.wordpress.com

دارالصیٰ

کے احکام و آداب

دائری مندوں کے لئے قیامت میں پریشانی

حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کوثر پر پانی پلا رہے ہوں گے ایک قوم حوض کوثر پر آنا چاہے گی لیکن فرشتے انہیں روک دیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو آنے والیکن فرشتے عرض کریں گے کہ یہ ”بظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتنی نظر آ رہے ہیں مگر یہ بدعتی ہیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ ”جن لوگوں نے میرے بعد میرا لایا ہوا دین تبدیل کر دیا انہیں دور ہٹاؤ۔ دور ہٹاؤ فرشتے ہٹاؤ دینگے۔

دائری منڈے ابھی سے سوچ لیں کہ خدا نخواستہ ان کی شکل دیکھ کر ہی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ انہیں دور ہٹاؤ دور ہٹاؤ۔ لے جاؤ جہنم میں تو کیا بنے گا؟

داراً حسني سنوار نے اور درست کرنے کا حکم

حضرت عطاء بن يسار رضي اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر اور داراً حسني کے بال منتشر اور پرا گندہ تھے آپ نے ان کو سر اور داراً حسني کے بالوں کو سنوارنے اور درست کرنے کا حکم دیا۔ (مکملہ صفحہ ۲۰۰)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ سر اور داراً حسني کے بالوں سے بے پرواہی بر تے ہیں۔ غبار آکوڈ پرا گندہ ہوئے چھوڑے رہتے ہیں۔ سنجیدگی کے خلاف ہے۔ اعتدال تو یہ ہے کہ نہ فیشن اور سنگار میں رہے اور نہ بالکل بے پرواہ جانور کی شکل بنائے کہ لب کے بال ہونٹ سے بڑھ رہے ہیں۔ انہیں خبر ہی نہیں، ایسی حالت اللہ اور اس کے رسول کو پسند نہیں۔ بعض فقراء اس کو زہد سمجھتے ہیں سون مجھے کہ خلاف سنت طریقہ سے زہد مطلوب نہ محمود ہے اور نہ باعث ثواب و نجات ہے۔

پانی لگا کر داراً حسني سنوارنا

حضرت انسؓ سے مردی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داراً حسني مبارک میں ہر دن پانی لگا کر سنوارا کرتے ہیں۔ (سیرۃ النبی جلد ۷ صفحہ ۵۳۶)

پانی لگا کر سنوارنے اور لکھنی کرنے میں بال کم ثوٹتے ہیں۔ اور سہولت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ایسا کیا۔ حضرت سہل بن سعد رضي اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت سر میں تیل لگاتے اور داراً حسني کو پانی سے سنوارتے۔ (شعب الایمان) اس سے معلوم ہوا کہ داراً حسني میں پانی اور سر میں تیل لگا کر سنوارے۔

دائرہ میں خوبیوں کا نا

حضرت سلمہ بن اکو عرضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشک سر اور دائرہ میں لگاتے۔ (ابو بیعلی مرقات صفحہ ۳۶۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں ہبھرین خوبیوں پر کوئی کاتی بیہاں تک کہ خوبیوں کا نشان آپ کے سر اور دائرہ میں ہوتا۔ (مکہہ صفحہ ۳۸۱)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آپ تیل یا زعفران دائرہ میں لگاتا چاہتے تو اولاداً تھوپ پر رکھتے۔ پھر دائرہ میں پر لگاتے۔ (مجموع جلد ۶ صفحہ ۱۶۵)

یعنی باسیں ہاتھ میں رکھ کر دا میں ہاتھ سے لگاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیل یا عطر وغیرہ دائرہ میں پر لگانا اور لگانا درست ہے مگر خوبیوں کو چہرے پر ملنے سے منع کیا گیا ہے کہ چونکہ اس میں تریخیں ہے۔

دائرہ کو زعفران سے زرد کرنا

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زعفران اور ورس سے دائرہ کو زرد فرماتے۔ (سیرۃ الشافی جلد ۲ صفحہ ۵۳۲)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ دائرہ میں زعفران لگا سکتے ہیں۔ مگر خیال رہے کہ اس کی بوكا احساس ہو تو ٹھیک ہے۔ ورنہ آپ نے مردوں کو زعفران سے منع فرمایا ہے۔ جس سے رنگیں ہونے کا احساس ہو۔ خذاب کے طور پر یہکی زردگی درست ہے۔

دائرہ میں تیل کس طرح لگائے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دائرہ میں تیل لگاتے تو اولاداً ریش بچھے میں لگاتے۔ (نسائی سیرۃ جلد ۷ صفحہ ۵۷۴)

فائدہ: ریش بچھے یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے جو بال ہیں اس میں اولاداً لگاتے اور جب سر مبارک میں تیل لگاتے تو اولاداً پیشانی کے مقابل وسط سر (تالو) میں لگاتے۔ (نسائی)

غم و رنج کے وقت داڑھی پکڑنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔ (مجموع جلد ۶ صفحہ ۱۷۲)

فائدہ: آپ کے غمگین اور رنجیدہ ہونے کی علامت ہوتی کہ داڑھی مبارک کو دست مبارک سے پکڑ لیتے۔

ریش بچہ کا رکھنا سنت، منڈانا بدعت ہے

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آپ کے ریش بچہ کے کچھ بال سفید تھے۔ (مسلم)

حضرت انسؓ نے فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ریش بچہ (خوڑی) کے سفید بال کو شمار کرلوں (کم تھے شمار کئے جاسکتے تھے)۔ (دالائل المودة جلد اسٹو ۲۲۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قریب کے ۲۰ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۲۵۸)

یعنی بچہ کے ہفت کے بال یا خوڑی اور بچہ کے ہفت کے میان کے بال ہیں۔ (طائلہ بہرہ)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ بچہ کے ہوت کے ہوت کے بال کا کاشنا اور موٹڈنا خلاف سنت ہے۔ شاہ عبدالحق دہلویؒ صراط مستقیم میں فرماتے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین ریش بچہ منڈانے والے کو مردود الشہادۃ قرار دیتے تھے۔ (توبیر الشعور صفحہ ۲۱۰)

علامہ انور شاہ کشیریؒ کی فیض الباری میں ہے اس کا موٹڈنا بدعت ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ریش بچہ کو موٹڈ دیتے ہیں وہ خلاف شرع کرتے ہیں۔ یہ داڑھی میں داخل ہے اس کا موٹڈنا داڑھی کے ایک جز کا موٹڈنا ہے۔ جو ناجائز اور حرام ہے۔

داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا ہونا مذموم ہے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا۔ جس نے داڑھی چھوڑ کر تھی۔

کہ اچھی لمبی ہو گئی آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مٹھی سے جو پیچے ہوا سے کاٹ دے۔ اس نے کاٹ دیا آپ نے فرمایا اس طرح کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندہ کی طرح ہو جاؤ۔ (عمہ) یعنی جس طرح درندے بال کاٹتے اور تراشتے نہیں اسی طرح تم نے یہ شکل کیوں

اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کی لباسی نہ موم ہے۔ اور ایک مشت سے زیادہ کاتا جا سکتا ہے۔ اگر یہ کاتا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر فاروقؓ ہرگز نہ کٹو تے۔ لہذا جو لوگ ایک مشت سے زائد کاتا زمان منوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اعفاء کے خلاف ہے۔ یہ صحیح نہیں۔ خود حضرت ابن عمرؓ سے بھی ایک مشت سے زائد کاتا صحاح سے ثابت ہے۔

داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کم کرنا مسنون ہے

حضرت عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی مبارک کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔ (ترمذی صفحہ ۱۰۰، مک浩ہ صفحہ ۳۸۷، شب الایمان جلد ۵ صفحہ ۲۲۳)

داڑھی کے بال جب زیادہ لمبے اور بڑھ جاتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے طول اور عرض سے کم کر دیتے تھے اگر کم کرنا اعفاء کے خلاف ہوتا تو آپ ایسا نہ کرتے۔ اس کی حد کہ جس مقدار سے زائد کاتا جائے ایک مشت ہے۔ جو حضرت ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر مشت کی حد نہیں ہوتی تو حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے اختیار نہ کرتے حضرت ابن عمرؓ ایک مشت سے جو بڑا ہوتا اسے کاٹ دیتے حضرت ابن عمرؓ کا تبیع و شیدائے سنت ہونا مشہور اور معلوم ہے اسی سے احتاف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے ایک مشت کو معیار مانا ہے۔ اور اس سے کم کونا جائز قرار دیا ہے۔

لبی داڑھی کے کم کرنے میں حضرات صحابہ کرام و تابعین کرام کا طرز عمل

لبی داڑھی کا چھوٹا کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ

عنهم وتابعین سے ثابت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حج و عمرہ کے موقع پر سرکا حلقت کرتے تو
داڑھی کوٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔ (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ داڑھی کوٹھی سے پکڑ لیتے اور جو مقدار زائد ہوتی اسے کاشنے کا
حکم دیتے۔ داڑھی کو ہر طرف سے برابر کرتے۔ (شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ داڑھی کو پکڑ لیتے پھر جو مقدار مٹھی سے زائد
ہوتی اسے کاش دیتے۔ (بنیتی شعب الایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے "اعفاء الحیہ" کی بھی روایت ہے کہ اگر ایک مشت
سے زائد کاش اعفاء کے خلاف ہوتا تو ہر گز ان سے عمل نہ ہوتا۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابو
ہریرہؓ کا ایک مشت سے زیادہ ہونے پر کاش ایک علامت ہے کہ ایک مشت سے کم پر کاش درست
نہیں۔ اور انہوں نے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سمجھا ہوا گا چونکہ ان حضرات کا کوئی
فضل عمل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے خلاف نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح حضرت
جاہڑ سے منقول ہے کہ حج و عمرہ کے موقع پر داڑھی کم کیا کرتے تھے۔ (فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۳۵)

حضرت حسن ہٹھی سے زائد بھی داڑھی کو کاش دیا کرتے تھے۔ (ابن الیثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہ چہرے کی جانب داڑھی کو کچھ کاش دیا کرتے تھے۔ (ابن الیثیر)

حضرت قاسمؓ جب سرکا حلقت کرتے تو داڑھی اور لبوں کو درست کرتے۔ (جلد ۸ صفحہ ۳۷۵)

حضرت ابراہیم نخجیؓ ہر جانب سے داڑھی کو کاش کر برابر کیا کرتے تھے۔ (شعب الایمان)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ لمبائی اور چوڑائی سے داڑھی کو کاش کرتے تھے

تاکہ زیادہ بھی نہ ہو جائے۔ (فتح الباری)

حضرت سالم بن عبد اللہؓ احرام سے قل داڑھی اور لب درست فرماتے تھے۔

موطا امام بالک حضرت عطاءؓ سے داڑھی کام کرنا منقول ہے۔ (فتح جلد ۱ صفحہ ۳۵۰)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ داڑھی کو

لمبائی سے کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جلد ۸ صفحہ ۲۷۶)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک تنبیہ

حضرت فاروق اعظم نے ایک شخص کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے سمجھنے لگے اور حکم دیا کہ مشت سے جوڈا کرنا ہوا سے کاٹ دو۔ (عمرۃ القاری جلد ۹۹ صفحہ ۷۷)

فائدہ: قاضی عیاض مالکی کا قول حافظؒ نے نقل کیا ہے کہ اگر داڑھی بڑی لمبی ہو جائے تو طول اور عرض سے کم کر دینا مستحسن ہے۔ اگر اس مقدار میں بڑی ہو جائے کہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے تو مکروہ ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ داڑھی اگر قبضہ (مشت بھر) سے زائد ہو جائے تو اس کا کاشنا کم کرنا۔ اعفا (جس کا آپ نے حکم دیا ہے) کے خلاف نہیں۔

آپ نے اس طرح کم کرنے اور کاشنے سے منع کیا ہے جو جمیلوں کا طریقہ ہے۔ یعنی سمجھنی کرنے سے داڑھی ایک مٹھی سے زائد ہو جائے یا اتنی لمبی ہو جائے کہ اس کی لمبائی لوگوں میں مشہور ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مرقات جلد ۵ صفحہ ۳۶۳)

حضرت عطاءؑ فرماتے ہیں کہ طول و عرض میں جب کہ زیادہ لمبی ہو جائے تو کم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (عمرۃ القاری جلد ۲۲ صفحہ ۷۷)

اس کے برخلاف نوویؒ کی رائے یہ ہے کہ داڑھی چھوڑ دی جائے جتنی بھی بڑھے کہ کاشنا اعفاء کے خلاف ہے۔ اسی کا جواب ملا علی قاریؒ نے دیا ہے کہ کم کرنا اعفاء کے خلاف نہیں۔ علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے داڑھی کا کم کرنا ثابت ہے۔ (جلد ۲۲ صفحہ ۷۷)

حضرت ابن عمرؓ کا کاشنا اور ایک مٹھی سے کم کرنا دلیل ہے کہ ضرور آپ سے یہ ثابت ہے اور سنت ہے۔ اگر خلاف سنت ہوتا تو حضرت ابن عمرؓ جو شیدائے سنت تھے اور ان کا اہتمام سنت الٰل علم کے نزدیک مشہور ہے ہرگز مٹھی سے زائد نہ کاٹنے۔

مقدار شرعی سے زائد دائری

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ دائری کا زیادہ بیسی ہونا خفت اور نقصان عقل کی بات ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ”کلمہ طالت لعینہ نقص عقلہ“ دائری جس قدر بیسی ہوگی اسی قدر عقل کم ہوگی۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

یعنی ایک مشت سے زائد پر۔ احیاء میں ہے کہ ابو عمر ابن عبد العلا رحمہ اللہ نے کہا کہ جس کو تم لمبے قد اور سر والا اور بڑی دائری والا دیکھو تو اس پر بے وقوفی کا حکم لگاؤ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ آدمی بھی لمبا ہو اور اس کی دائری بھی بیسی ہو تو اس کی حماقت ظاہر ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

اس سے معلوم ہوا کہ دائری کو چھوڑ دینا کروہ بڑی اور بیسی ہو جائے بہتر نہیں ہے۔ حافظ ابن حجرؓ نے لکھا ہے کہ طول و عرض میں بڑی ہو جائے تو کاشم کم راست مسخن ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۵)

شرح احیاء میں ہمامہ الکشؓ نے بھی دائری کے زائد بیسی ہونے کا کروہ قرار دیا ہے۔ (جلد ۲ صفحہ ۳۹)

دائری کے سفید بالوں کو چتنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سفید بال مت چنو۔ یہ مسلمانوں کا نور ہے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن کا نور ہے۔ (آداب تعلیٰ صفحہ ۳۸۲)

عمرو بن شعیبؓ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سفید بال مت چنو۔ یہ مسلمانوں کا نور ہے جس کے سفید بال اسلام کی حالت میں ہوئے ہوں۔ خدا نے پاک اس کی وجہ سے نیکی لکھے گا۔ گناہ معاف فرمائے گا۔ درجے بلند کرے گا۔ (مکملہ صفحہ ۳۸۳)

سفید بال وقار ہے

حضرت سعید بن میتبؑ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے دائری میں سفید بال دیکھا

وہ حضرت ابراہیم ہیں۔ دیکھا تو خدا نے تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے آپ نے فرمایا اسال اللہ میرے وقار میں زیادتی فرم۔ (مکملہ صفحہ ۲۸۵)

فائدہ: شرح احیاء میں ہے کہ حضرت ابراہیم کی داڑھی کے سفید بال پر فرشتہ نے کہا اللہ پاک نے آپ کو زمین و آسمان والوں پر عظمت بخش دی ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۲۷۵) ان فضائل مذکور کے پیش نظر داڑھی سے سفید بالوں کو چننا مکروہ قرار دیا ہے۔ کہ نور اسلام ضائع کرنا ہے آپ نے اسے پسند نہیں کیا۔ ملا علی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو چننا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مرقات جلد ۳ صفحہ ۲۷۶)

خوش نمائی اور اچھا لگنے کے لئے سفید بالوں کا چننا جیسا کہ آج کل بعض لوگوں کا مزاج اور عادت ہے ملا علی قاریؒ نے اسے مکروہ اور ناپسندیدہ کہا ہے۔ چونکہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے ایک آدھ بال کی اتفاقاً جن لئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے۔ (علیحدہ)

داڑھی کے چند مکروہات

سیاہ خضاب کا استعمال (البیت غازی اور عجلہ کیلئے سقراطہ کرام نے اجازت دی ہے) (لٹای) بزرگ بننے اور ظاہر کرنے کی نیت سے زرد یا سرخ خضاب کرنا تاکہ لوگ نیک سمجھیں ہاں اگر اتباع سنت کے پیش نظر ہوتے پھر رقباً نہیں۔ گندھک یا اور کسی چیز سے بالوں کو سفید کرنا تاکہ معمر اور بزرگ معلوم ہو۔ پیری کی وجہ سے لوگوں میں اعزاز ہو۔

شروع عمر میں جب داڑھی کے بال اگنے لگیں۔ تو بالوں کو اکھاڑنا تاکہ جلد داڑھی والے نہ ہو جائیں۔ حضرت عمر بن خطاب اور قاضی ابن الیاسؓ نے ایسے شخص کی گواہی رفرا دی جو داڑھی کے بال اکھاڑا کرتا تھا۔ شرح احیاء میں ہے کہ یہ کہاں مکثرات میں سے ہے۔ سفید بالوں کو چننا اس سے قمل سفید بالوں کی اہمیت اور افضلیت معلوم ہو چکی ہے یہ زینت اور وقار ہے۔ حضرت ابراہیم نے اس کے اضافہ کی دعا فرمائی حدیث پاک میں اسے نور فرمایا گیا ہے۔ شرح احیاء میں ہے کہ سفید بالوں کا چننا نور خداوندی سے اعراض کرنا ہے۔

دائری کو اس طرح کترنا کہ تھے بہتہ معلوم ہوا اور عورتوں کو بھلا لگے مکروہ ہے۔
 دائری کو کترنا اور حشی کرنا۔ نمائش اور تقاضے کے طور پر۔ اچھا معلوم ہونے
 کیلئے حشی کرنا۔ زہر تقویٰ اور بزرگی ظاہر ہونے کیلئے بالوں میں کنگھی نہ کرنا۔
 بالوں کو پر انگندہ چھوڑ دینا (جیسا کہ سادھلوگ کرتے ہیں)
 دائیری کی سیاہی یا سفیدی کو خیر یا غرور کے طور پر دیکھنا۔
 دائیری معلوم ہونے کا کہ خوبصورت معلوم ہو۔
 ان امور کو حافظ نے فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۰ علامہ نووی نے شرح مسلم جلد ۱
 صفحہ ۱۲۹ علامہ زبیدی نے شرح احیاء جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ میں ذکر کیا ہے۔

دائیری کے بالوں کا شرعی حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 دس چیزوں فطرت (حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہیں)۔
 (۱) بیوں کو کترنا (۲) دائیری کا چھوڑ دینا اور بڑھنے دینا۔ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۲۹)
 فائدہ: فطرت حضرات انبیاء کی سنت کو بھی کہتے ہیں۔ اور دین کو بھی کہتے ہیں۔
 اسی وجہ سے بعض روایت میں فطرت کے بجائے سنت کا لفظ ہے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۹)
 حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکین
 کی مخالفت کرو۔ دائیریاں بڑھاؤ (اسے بڑھنے والا ثابت)۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۷)
 حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 میرے رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ دائیریاں بڑھاؤ۔

فائدة: تمام انبیاء نے خواہ بیل ابراہیم سے ہوں یا اس سے قبل کے دائیریاں رکھی ہیں
 کسی نبی نے نہ دائیری منڈائی ہے۔ حشی دائیری رکھی ہے جیسا کہ بعض الال عرب رکھتے ہیں۔
 تمام ائمہ محدثین فقہاء مجتهدین ائمہ ارجعہ اور غیر ارجعہ دائیری کو واجب قرار دیتے
 ہیں کسی نے بھی نہ موذن نے کی نہ حشی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

داڑھی مرد کے لئے باعث زینت ہے۔ (جس طرح بالوں کی چوٹیاں عورتوں کیلئے باعث زینت ہیں)۔ (ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۵)

داڑھی کا بڑھنے دینا یہ فطرت ہے اور اس کا موٹ ناجلیق خداوندی کو بگاڑنا ہے اور خدا کی پیدا کردہ صورت کو بگاڑنا درست نہیں۔ چنانچہ مردوں والیں نے گراہ کرنے کے متعلق کہا ہم ان کو حکم دیں گے کہ وہ خلقت خداوندی کو بگاڑا کریں۔ ”وَلَا مَرْنَهُمْ فَلَيَغْيِرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ“ (سورۃ النساء)

آنسوں کی آج لوگوں کو مردوں مغربی اور مشرکانہ تہذیب کی وجہ سے خدا کے خلق جمال و زینت سے نفرت ہو گئی ہے۔ حضرات انبیاء کی مولکہ سنت کو چھوڑ رہے ہیں۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے شعائر اسلام سے ہٹ کر شعائر کفر اختیار کر رہے ہیں جو بالکل درست نہیں۔

بڑے خوف و خطرہ کی بات ہے ایک محظوظ سنت اور شرعی حکم کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاقت جو ہر مؤمن کیلئے واجب ہے اور قیامت کے دہشت تاک خوف ناک وقت میں عظیم دولت ہو گی۔ اس سے محروم ہونے کا سبب اختیار کر رہے ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ (تمائل کبریٰ)

داڑھی کے سلسلے میں دیگر ائمہ مجتہدین کے اقوال

اہل حدیث علماء ظاہر کا مسلک

ان کے یہاں بھی داڑھی کا رکھنا فرض ہے ابن حزم صاحب محلی لکھتے ہیں ”فرض قص الشارب واعفاء اللحیة“ (جلد ۲ صفحہ ۳۲)

ترجمہ: ”لب کرتنا، داڑھی بڑھانا فرض ہے۔“

علامہ شوکائی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں: ”وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفَرْسِ قَصُّ الْلَّحِيَةِ فَنَهِيَ الشَّارِعُ مِنْ ذَالِكَ وَأَمْرَنَا أَعْفَانَهَا“

ترجمہ: ”جوئی داڑھی کرتے تھا جس سے آپ نے منع کیا اور اسکے چھوڑ دکھنے کا حکم دیا۔“

خبلی مسلک

خبلی مسلک میں بھی داڑھی موئڈ نا اور کنزنا حرام لکھا ہے۔ ان کی مشہور کتاب الاقواع میں ہے: ”ویحرم حلقوها“ ترجمہ: ”داڑھی موئڈ نا حرام ہے“ شیخ تقی الدین خبلی رحمہ اللہ بھی موئڈ نا حرام قرار دیتے ہیں۔ ان کا معتقد مسلک یہ ہے کہ موئڈ نا حرام ہے (داڑھی اور انبیاء کی سنت)

شافعی مسلک

امام شافعی نے کتاب الام میں موئڈ نے کو حرام قرار دیا ہے۔ (جاہر الفہد جلد اصفہان ۲۸)

داڑھی موئڈ نا بالاجماع ناجائز اور حرام ہے۔ علامہ محمود ”لکھتے ہیں“:

خلق الْحَيَاةِ مَحْرُمًا عِنْ أَهْمَّ الْمُسْلِمِينَ الْمُجْتَهِدِينَ أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكَ وَالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَغَيْرَهُمْ“ (داڑھی اور انبیاء کی سنت)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی موئڈ نا تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور ائمہ عظام اور اولیاء کرام کے خلاف ہے۔ خدا نے پاک ایسی مخالفت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (آمین) (ہائل کبریٰ)

شیخشی داڑھی ناجائز ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کے بالوں کے متعلق حکم دیا کہ اسے چھوڑے رکھو۔ خود آپ کی داڑھی مبارک اتنی گھنی تھی کہ سینے مبارک پر آجائی تھی۔ جیسا کہ اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک داڑھی میں خلال فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت اُس کی روایت ابو داؤد میں ہے۔ آپ وضو فرماتے تو چھٹی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔ (ابوداؤد جلد اصفہان ۱۹)

ظاہر ہے کہ شیخشی داڑھی میں یہ بات نہیں ہو سکتی اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی داڑھی چھوٹی ایک مشت سے کم نہیں ہوتی تھی۔ آپ داڑھی مبارک کو ایک مشت سے

زادہ پر بھی کاٹ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ترمذی میں بروایت عمرو یہ حدیث گزری کہ آپ راڑھی کو طول و عرض سے کم کیا کرتے تھے۔ اسی سنت پر حضرت ابن عمرؓ جو عاشق سنت تھے عمل پیرا تھے۔ چنانچہ بخاری شریف کی یہ روایت بھی گزری کہ حج عمرہ کے موقع پر اپنی راڑھی کو مٹھی سے پکڑ لیتے جو حصہ زائد ہوتا اس کو کاٹ دیتے۔ (جلد امنوہ ۸۷)

اسی طرح مختلف صحابہؐ کا بھی یہ عمل تھا جس میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی ہیں اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ راڑھی کے بالوں کو ایک مٹھی سے کم کرنا درست نہیں۔

امام محمدؐ کا قول امام محمدؐ اپنی مشہور کتاب الآثار میں لکھتے ہیں۔ ”سنت ایک مٹھی کی قدر اس طرح کہ راڑھی مٹھی میں لاؤ جو زائد ہو اسے کاٹ دے۔ (شای جلد امنوہ ۲۷)

خشنخشی

راڑھی قوم لوط کی عادت تھی

حضرت حسنؐ سے مروی ہے کہ بنی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ”قوم لوط میں دس عادتیں تھیں۔ جس کی وجہ سے وہ ہلاک کئے گئے۔ اس میں سے ایک ”قص للحیہ“ راڑھی کا کامنا اور تراشنا بھی تھا۔ (در منثور جلدہ صفحہ ۶۳۳)

خشنخشی

راڑھی قیامت کی علامت ہے

حضرت کعبؑ فرماتے ہیں کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہو گی جو راڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھائے گی۔ یعنی چھوٹی کرے گی۔ (اتحاف جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

خشنخشی

راڑھی کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا

ابن ہمامؓ اور علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ راڑھی کو ایک مٹھی سے کم جیسا کہ بعض مغربی علاقوں کے لوگ کرتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی جائز قرار نہیں دیا ہے۔

قاضی شاء اللہ پانی پتی نقشبندی رحمہ اللہ نے بھی ایک مشت سے کم پر داڑھی کاٹنے کو حرام قرار دیا ہے۔ (سنگ ۱۲۲)

علامہ سنای رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ ایک مشت جو مقدار مسنون ہے۔ اس سے داڑھی کم نہ کرائے۔ (نصاب الاحساب سنگ ۱۲۲)

اس سے معلوم ہو گیا کہ تختی داڑھی شرعی داڑھی نہیں ہے۔ اور جو بعض اہل عرب میں راجح ہے۔ سو یہ شرع اور سنت سے ثابت نہیں ہے اور خلاف سنن و شریعت رواج کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (شاکل ببری جلد دوم)

داڑھی منڈانے کے بارے میں روایت

مفتوحی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکرمہ میں ایک مصری عالم سے ملاقات ہوئی (وہ داڑھی منڈاتے تھے) ان سے میں نے پوچھا (یہ سوچ کر کہ عالم آدمی ہیں شاید کہیں کوئی روایت اس سلسلے میں ان کی نظر سے گزرا ہو) آپ داڑھی کیوں منڈاتے ہیں، کیا یہ ثابت ہے کسی روایت سے؟ انہوں نے کہا کہ تو کیا بڑی بڑی موجہ میں رکھ کر شیطان جیسی شکل بنا میں، میں نے کہا کہ داڑھی رکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی شکل کیوں نہیں بناتے داڑھی منڈا کر شیطان جیسی صورت کیوں بناتے ہو؟ بس خاموش ہو گئے اور کہا نظافت (صفائی سترہ ای) کیلئے منڈاتے ہیں۔ میں نے کہا "إِنَّ اللَّهَ يُنْهِيُّنَّ النَّظَافَةَ"

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نظیف ہے (نظافت پا کیز گی) کو پسند کرتا ہے۔ اور نظافت کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رکھی ہیں اور داڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔ پس داڑھی رکنا نظافت ہے نہ کہ اس کا منڈانا، کیا یہ داڑھی منڈانے میں نظافت ہے۔

ایک مشت سے زائد داڑھی میں افضل کیا ہے؟

سوال۔ حضرت داڑھی میں افضل کیا ہے؟ ایک مشت سے زیادہ لینا یا چھوڑ دینا؟ جواب۔ دونوں قول ہیں۔ ایک قول ایک مشت سے زیادہ کو کٹا دینا مسنون

ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مسنون نہیں۔ (رالمختار ج ۲ ص ۱۱۲)

سوال۔ ہمارے اکابر کا معمول کیا تھا؟

جواب۔ تھوڑی سی بڑھ جاتی تو کچھ مضا لقہنہ سمجھتے تھے زیادہ نہیں بڑھنے دیتے تھے۔

دائرہ منڈے کی اذان کا اعادہ

ارشاد فرمایا کہ یہاں دیوبند میں ایک شخص ہے جو مگرہ پویس میں ملازم تھا اور دائرہ منڈے لیا کرتا تھا مگر اذان کا بڑا شوق ایک مرتبہ اس نے اذان دی تو میں نے اذان کا اعادہ کرایا اس کے بعد اس کی ہمت اذان دینے کی نہ ہوئی۔ البتہ اس کو دائرہ منڈی رکھنے کی توفیق ہو گئی۔

دائرہ منڈے انا کثانا گناہ میں برابر ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت ایک آدمی دائرہ منڈے کتابت ہے دوسرا منڈے اتنا ہے ان میں کون زیادہ گناہ گار ہے۔

جواب۔ فرمایا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص دو تلوہ پاخانہ کھائے اور دوسرا چھٹا نکل، یعنی منڈے اتنا وائے زیادہ گناہ گار ہیں۔

گناہ سے دینبوی نقصان بھی ہوتا ہے

ایک دائرہ منڈے شخص نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ کاروبار کی ترقی کیلئے دعا فرمادیں، اس پر ارشاد فرمایا کہ آپ تو کاروبار کرتے ہی نہیں، اگر کوئی شخص دن بھر محنت مشقت برداشت کر کے کچھ کمائے اور جو آمد فی ہواں کو دریا میں، آگ میں پھینک دے تو اس کو کاروبار کرنا نہیں کہتے، آپ کے چہرے پر حق تعالیٰ نے دائرہ منڈے کے بال اگائے آپ نے ان کو کاٹ کر پھینک دیا، یہ کوئی کاروبار ہے۔ دائرہ منڈے کے انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

فائدہ۔ ایک مشت تک دائرہ منڈے کرنا واجب ہے ایک مشت سے کم کثانا یا منڈے اتنا حرام ہے، البتہ ایک مشت سے زائد کو تردید یا مستحب ہے۔ (کذاف الدلائل بامثلی)

ریش بچے کے طرفین کے بال منڈا انا

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ سے جامت بنوار ہے تھے مولانا ابو راحم صاحب دامت برکاتہم بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا میں اپنی معلومات کیلئے ہدایت و اصلاح کیلئے دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ بال (یعنی ریش بچے کے دونوں طرف کے) منڈا کیا ہے؟

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا بہت اچھا ہوتا ہے بلادیا، میرے یہاں پر بال اگے ہی نہیں آ جاؤ، دیکھ لو ہاتھ پھیر کر پھر فرمایا کہ میں ایک دفعہ ہر دوی گیا وہاں ان سے پوچھا کہ آپ اتنا تشدید کیوں کرتے ہیں، منع کرتے ہیں ناجائز بتلاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کتاب نے منڈا نے کا کوئی ثبوت بھی نہیں، میں نے کہا سب کلی کا دعویٰ بغیر استقراء تمام کے معتبر نہیں، آپ نے سالہ کلیہ بول دیا کہ کہیں ثبوت نہیں۔ یہ کیسے کہہ دیا؟ اس پر انہوں نے کہا، ثبوت کہا ہے؟ میں نے کہا اچھا اپنے جدا مجدد (حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ) کی کتاب شرح سفر السعادة منگالیے اس میں لکھا ہے کہ کتاب نے میں حرج نہیں (حلق طرفین عدفۃ لا باس بباست، شرح سفر السعادة) ص ۳۹۵۔

حضرت قاضی حملہ نے بھی یہاں شری میں بیانی لکھا ہے (لفظیات مفتی حسن گنگوہی)

داڑھی کی حد

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ جہاں قبر میں ہماری نعش اتری پھر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اور سیرت پر حساب و فیصلہ ہوگا۔ نبی والی صورت لے کر آئے ہو یا اہل مغرب اور یورپ والوں کی شکل، اگر نبی والی شکل نہ ہوگی تو پوچھا جائے گا، تم نے نبی والی کیوں نہ بیانی کیا تھیں کافروں، یہودیوں اور عیسائیوں والی شکل اپنی معلوم ہوتی تھی۔ کیا تم کو اتنی بھی خبر نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داڑھی رکھتے تھے اور سارے نبی رکھتے تھے۔ اس کو تم جنگل کہتے تھے کہ یہ جنگل کون لگائے چہرے پر۔ بھائی یہ شاہی باغ رسول اللہ کا باغ ہے تم اس کو جنگل کہتے تھے۔ اس پر اسٹرہ پھیرنا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغ کو تراشا اور مٹانا ہے اور

ایک مشت یہ سر کاری حد ہے اس سے ذرا بھی کم کرنا حرم ہے کہ یہ پلاٹ ہے جیسے مکان کا پلاٹ متین ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقدور جیلانی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پلاٹ کی حد بندی کر دی ہے۔ جمرات کے دن، ہفتہ میں ایک دن جو حصہ بڑھ جاتا تھا اس کو کاشت تھے اور اس طرح کپڑ لیتے تھے کہ آگے نہ کٹ جائے۔ سید الانبیاء نے حد بندی کر دی ہے۔ حد بندی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک سے ہوئی ہے۔ اب اگر آگے کاشت ہو تو سمجھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک کاٹ رہے ہو اور بھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گستاخی کر رہے ہو۔ میرے بھائی اُمر نے سے پہلے پہلے اپنی حالت کو درست کرو۔

دائرہ والوں کا احترام

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

ایک صاحب ہیں میرے کرایہ دار ہیں۔ علامہ شلی نعمانی رحمہ اللہ کے بھتیجے ہیں۔

ستر برس عمر ہے۔ ان کی شرعی دائرہ بھی ہے۔ کہنے لگے کہ صاحب جب میں بس میں کھڑا ہوتا ہوں تو غریب سے غریب پٹھان جو بھی ہو آؤ چاہیے۔ بیٹھو خود سیٹ سے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مجھ سے عمر دراز لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ ۸۰ پچاس برس کی عمر ہوتی ہے ان کی وہ پینٹ کوٹ میں ملبوس رہتے ہیں۔ دائرہ مونڈ کر خود سے بھتیجے بنے رہتے ہیں۔ بھائیو! یہ صرف دائرہ کی برکت ہے کہ وہ دائرہ والا محترم بن جاتا ہے۔ دین و شریعت کے جواہکام ہیں ان پر ذرا آپ استقامت اور خلوص کے ساتھ عمل کر کے دیکھئے دنیا ہی میں اس کے کیسے کیسے برکات ظاہر ہوتے ہیں۔

دائرہ کا سفید بال

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ اگر دائرہ کا ایک آدھ بال سفید ہو جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک آدھ ہے اسے نکال دو۔ مگر ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، دائرہ کے سفید بال نہ نکالو۔ اس لئے کہ یہ مومن کا وقار ہے۔ تم اپنا وقار اپنے ہاتھوں سے گوارا ہے ہو۔ (باتیں ان کی بیادر ہیں گی)

دائرہ کے متعلق جدید اہم مسائل

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کو خدمات ویہ کے مختلف شعبوں میں جو خدا و مقبولیت عطا فرمائی وہ دیندار حضرات کیلئے تھا ج تعالیٰ نہیں۔ ذیل میں مختلف حضرات کی طرف سے دائرہ کے متعلق موالات اور حضرت کے تحریر فرمودہ جوابات دیے جاتے ہیں۔ جن سے دائرہ کی اہمیت اور متعلقہ مسائل پر دینی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

دائرہ تو شیطان کی بھی ہے کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

سوال۔ ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں کیلئے امام صاحب ضعیف العز ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے، یعنی فجر اور عشاء میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں جبکہ وہ خود بھی بغیر دائرہ کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں، اذان واقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر ویژت ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں۔ یا تو وہ بغیر دائرہ کے ہوتے ہیں یا پھر دائرہ کترنے، یعنی مشت والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ دائرہ کترنے، یعنی مشت سے کم یا بغیر دائرہ والے دونوں کے پیچھے نمازنہ پڑھی جائے جبکہ باشرع سنت کے مطابق دائرہ والے موجود ہیں اور دین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی دائرہ کترنی ہوئی ہے، نماز پڑھتے وقت آپ کے شخص بھی نہ گئے نہیں ہوتے، آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی دائرہ تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی دائرہ

والوں سے نفرت ہے اور اعلانِ داڑھی کٹوائی صاف کر دی۔ اس شخص کیلئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ داڑھی شیطان کی بھی ہے اور تم بھی شیطان ہو یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہو رہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صفائی کھڑے ہو کر جب امام بکیر کہتا ہے الگ ہو جاتے ہیں، آیا ان کا الگ نماز پڑھنا درست ہے؟ نماز ہو جاتی ہے؟

جواب۔ اس سوال کے جواب میں چند امور عرض کرتا ہوں۔

اول۔ داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقهاء کے نزدیک حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

دوم۔ فاسق کی اذان واقامت اور امامت مکروہ تحریکی ہے یہ مسئلہ فقہ خفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔

سوم۔ ان صاحب کا ضد میں آکر داڑھی صاف کر دینا اور یہ کہنا کہ مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے یا یہ کہ داڑھی تو شیطان کی بھی ہے۔ نہایت المناک بات ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے، شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کتنے پر نادامت کے آنسو بہا کر سارے گناہ معاف کرالیتا ہے۔ اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کر دے وہ گناہگار کو چوکا دے کر ابھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمہ کفر نکلاواتا ہے۔

ذراغور سمجھے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ داڑھی بڑھاؤ اور موچھیں صاف کراؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے یا یہ کہے کہ داڑھی تو شیطان کی بھی ہے کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ بیس ہزار (کم و بیش) انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظام رحمہم اللہ

بھی ان میں شامل ہیں، کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہنے گا؟
 میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو
 روکنا ہو گا نہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام
 رحمہم اللہ سے نفرت کا انہمار کرنا ہو گا بلکہ یہ ایک ایسا الفاظ ہے جو غصے میں اس کے منہ
 سے بے ساختہ نکل گیا، یا زیادہ صحیح لفظوں میں شیطان نے اشتعال دلا کر اس کے منہ
 سے نکلوادیا لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے تکمیل ہیں اور ان کا نتیجہ کیا لکھتا
 ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں
 اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشہ کفر ہے اس لئے ان صاحب کو چاہئے کہ اپنے ایمان
 اور نکاح کی بھی اختیاراً تجدید کر لیں، فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہواں کے قائل کو بطور احتیاط
 تجدید نکاح اور توبہ کا اور اپنے الفاظ والپیلینے کا حکم کیا جائے گا۔
 چہارم۔ آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا
 اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصے اور اشتعال میں آکر کلمہ کفر منہ سے نکال دیا گویا آپ
 نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا یہ دعوت، حکمت کے خلاف تھی۔ اس لئے
 آپ کو بھی اس پر استغفار کرنا چاہئے اور اپنے مسلمان بھائی کی اصلاح کیلئے دعا کرنی
 چاہئے، اس کو اشتعال دلا کر اس کے مقابلے پر شیطان کی مد نہیں کرنی چاہئے۔

مجھے داڑھی کے نام سے نفرت ہے ہے کہنے والے کا شرعی حکم
 سوال۔ میں ایک تقریب میں گیا تھا، وہاں ایک لڑکی کے رشتے کی بابت باتیں
 ہو رہی تھیں، لڑکی کی والدہ نے فرمایا کہ: یہ رشتہ مجھے منظور نہیں ہے، اس لئے کہ لڑکے
 کے داڑھی ہے۔ جب یہ کہا گیا کہ لڑکا آفسر گریڈ کا ہے، تعلیم یافتہ ہے اور داڑھی تو اور
 بھی اچھی چیز ہے اس زمانے میں راغب بہ اسلام ہے۔ تو فرمایا کہ مجھے داڑھی کے نام
 سے نفرت ہے۔ آپ فرمائیں کہ داڑھی کی یہ تحقیک کہاں تک درست ہے؟ کیا ایسا

کہنے والا گناہ ہگار نہیں ہوا اور اگر ہوا تو اس کا کفارہ کیا ہے اور گناہ کا درجہ کیا ہے؟

جواب - داڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے رکھنے کا حکم فرمایا، داڑھی منڈے کیلئے ہلاکت کی بدوغافر مائی اور اس کی شکل دیکھنا گوار نہیں فرمایا۔ اس لئے داڑھی رکھنا شرعاً واجب ہے اور اس کا مندانا اور ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں اس کا کاشنا تمام ائمہ دین کے نزدیک حرام ہے۔
جو مسلمان یہ کہے کہ مجھے فلاں شرعی حکم سے نفرت ہے وہ مسلمان نہیں رہا، کافر مرتد بن جاتا ہے۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل سے نفرت کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ یہ خاتون کسی داڑھی والے کو پنی لڑکی دے یا نہ دے مگر اس پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان کی تجدید کرنا لازم ہے۔

داڑھی کا جھولابنے ہوئے کارٹون سے شعائر اسلامی کی توہین

سوال - اس خط کے ساتھ بندہ ایک کارٹون کو پنچ رہا ہے جس میں دو آدمیوں کے پاؤں تک داڑھیاں بنائی گئی ہیں اور دوسرا جگہ اس کا جھولابنا کر ایک بچی اس پر جھول رہی ہے۔ یہ کارٹون عام کرنے کیلئے مشہور ٹافیوں کے کارخانے نے ٹافیوں میں لپیٹ دیا ہے ایک عام مسلمان کے یہ دیکھ کر روشنگئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شعائر اسلام کی یہ بے حرمتی اور بے عزتی اور پھر ایسے ملک میں جہاں اسلام اسلام کہتے تھکتے نہیں۔ بدستقی سے پاکستانی قانون میں جو گندگی کے ڈھیر یعنی انگریزی قانون کا بدلہ ہوتا ہے، کوئی آرڈی نیس موجود نہیں جو شعائر اسلام کو تحفظ دے سکے۔ ورنہ اس کمپنی کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی۔ ہم افسوس کے علاوہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اور اپنا کام صرف لکھنے اور بولنے تک محدود رکھتے ہیں کہ یہ بھی ایمان کا درجہ اور جذبات قارئین تک پہنچا سیں اور اگر کرسکیں تو اس کمپنی کے خلاف کارروائی کریں تاکہ پھر کوئی شعائر اسلام کا اس طرح مذاق نہ اڑائے۔

جواب - یہ اسلامی شعائر کی صریح بے حرمتی ہے، تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ ایسے ناخوار شریروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا فرض ہے کہ ان کے

خلاف انضباطی کا رروائی کریں۔ شعائر اسلام کی تنحیک کفر ہے اور ایک اسلامی ملک میں ایسے کفر کی کھلی چھٹی دینا غصب الہی کو دعوت دینا ہے۔

اکابرین امت نے داڑھی منڈانے کو گناہ کبیرہ شمار کیا ہے

سوال۔ اکابرین امت میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی اپنی کتابوں میں داڑھی منڈوانے کو گناہ کبیرہ کی فہرست میں شامل کیوں نہیں کیا؟
جواب۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ امام الفتاویٰ (ج ۳۲ ص ۲۲۳) میں لکھتے ہیں۔

داڑھی رکھنا واجب اور قبضے سے زائد کثانا حرام ہے۔

نوٹ۔ یہاں قبضے سے زائد کثانے سے مراد یہ ہے کہ جس کی داڑھی قبضے سے زائد ہوا س کو قبضے سے زائد ہے کا کثانا تو جائز ہے اور اتنا کثانا کہ جس کی وجہ سے داڑھی قبضے سے کم رہ جائے یہ حرام ہے۔ اور صفحہ ۲۲۱ پر لکھتے ہیں۔

ایک تو داڑھی کا منڈانا یا کثانا معصیت ہے ہی مگر اوپر سے اصرار کرنا اور مانعین سے معارضہ کرنا یا اس سے زیادہ سخت معصیت ہے۔ اور صفحہ ۲۲۲ پر لکھتے ہیں۔

حدیث میں جن افعال کو تغیر خلق اللہ موجب لعن فرمایا ہے داڑھی منڈوانا یا کثانا بالمشابہہ اس سے زیادہ تغیر کا انتساب شیطان ہونا اور انتساب شیطان کا موجب لعنت و موجب خرمان و موجب قوع فی الغزو موجب جہنم ہونا منصوص ہے اب نہ مت شدیدہ میں کیا شکر ہا ہے؟ ان عبارتوں میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ داڑھی منڈانے اور کثانا نے کو حرام معصیت موجب لعنت موجب خرمان اور موجب جہنم فرمائے ہیں کیا اس کے بعد بھی آپ کا یہ کہنا درست ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس گناہ کو بکیرہ گناہوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا؟ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب آیت کریمہ لا تبیغی لِخَلْقِ اللّٰہِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاؤ کریں گے اور یہ اعمال فتن میں سے ہے جیسے داڑھی منڈانا بدن گدوانا وغیرہ۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۹)

مفتی صاحب کے بقول جب داڑھی منڈانا اعمال فتن میں سے ہے لور داڑھی منڈانے والا فاسق ہے تو کسی سے پوچھ لجھے کہ جس گناہ سے آدمی فاسق ہو جائے وہ صغیرہ ہوتا ہے یا بکیرہ؟

دائرہ حسی کا مسئلہ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ نے مختلف حضرات کے سوالات کے پیش نظر یہ رسالہ مرتب فرمایا جو اپنے موضوع پر نہایت جامع اور فکر انگیز ہے۔ (مرتب)

سوال ۱۔ دائرہ حسی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ واجب ہے یا سنت؟ اور دائرہ حسی منڈانا جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ بہت سے حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ دائرہ حسی رکھنا ایک سنت ہے، اگر کوئی رکھنے تو اچھی بات ہے اور نہ رکھنے تب بھی کوئی گناہ نہیں یہ نظر یہ کہاں تک صحیح ہے؟

سوال ۲۔ شریعت میں دائرہ حسی کی کوئی مقدار مقرر ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کتنی؟

سوال ۳۔ بعض حفاظات کی عادت ہے کہ وہ رمضان المبارک سے کچھ پہلے دائرہ رکھ لیتے ہیں اور رمضان المبارک کے بعد صاف کر دیتے ہیں، ایسے حافظوں کو تراویح میں امام ہانا جائز ہے یا نہیں؟ اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

سوال ۴۔ بعض لوگ دائرہ حسی سے نفرت کرتے ہیں اور اسے نظر خوارت سے دیکھتے ہیں، اگر اولادیا اعزہ میں سے کوئی دائرہ حسی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں اور طمع دیتے ہیں اور کچھ لوگ شادی کیلئے دائرہ حسی صاف ہونے کی شرط لگاتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے؟

سوال ۵۔ بعض لوگ سفر حج کے دوران دائرہ حسی رکھ لیتے ہیں اور حج سے واپسی پر صاف کر دیتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا حج صحیح ہے؟

سوال ۶۔ بعض حضرات اس لئے دائرہ حسی نہیں رکھتے کہ اگر ہم دائرہ حسی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو اس سے دائرہ حسی والوں کی بدنامی اور دائرہ حسی کی بے حرمتی ہوگی۔

ایے حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب۔ دائری منڈانا یا کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اس سلسلے میں پہلے چند احادیث لکھتا ہوں، اس کے بعد ان کے فوائد کر کروں گا۔

۱۔ عن عائشة رضى الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية» الحدیث (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، موچھوں کا کٹوانا اور دائری کا بڑھانा۔

۲۔ عن ابن عمر رضى الله عنہما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: احفوا الشوارب واعفوا اللحى۔

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موچھوں کو کٹاؤ اور دائیری بڑھاؤ۔

وفی روایۃ: انه أمر بالخفاء الشوارب واعفاء اللحية (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

ترجمہ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موچھوں کو کٹانے اور دائیری کو بڑھانے کا حکم فرمایا۔

۳۔ عن ابن عمر رضى الله عنہما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم: خالفوا المشرکین، أو فروا اللحى واحفوا الشوارب (مشنون علیہ مسکونہ)

ترجمہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو، دائیری بڑھاؤ اور موچھیں کٹاؤ۔

۴۔ عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم: جزوا الشوارب وارخوا اللحى خالفوا المجوس (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۲۹)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موچھیں کٹاؤ اور دائیری بڑھاؤ، مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

۵۔ عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: من لم یأخذ من شاربه فليس منا (رواہ ابوالترمذی والسائل مکہہ مس ۳۸۱) ترجمہ۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو موصیں نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔

۶۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال۔ (رواہ البخاری مکہہ مس ۳۸۰)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کی لعنت ہوان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور اللہ کی لعنت ہوان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔

فوائد

۱۔ پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ موصیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا انسان کی نظر سے کتنا خلاف فطرت ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ فطرۃ اللہ کو بگاڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ شیطان لعین نے خدا تعالیٰ سے کہا تھا کہ میں اولاد آدم کو گراہ کروں گا اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑا کریں۔ تفسیر حقانی اور بیان القرآن وغیرہ میں ہے کہ داڑھی منڈانا بھی تخلیق خداوندی کو بگاڑنے میں داخل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ چہرے کو فطرۃ داڑھی کی زینت وجہت عطا فرمائی ہے۔ پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ اگوائے شیطان کی وجہ سے نہ صرف اپنے چہرے کو بلکہ اپنی فطرت کو سخ کرتے ہیں۔

چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا طریقہ ہی صحیح فطرت انسانی کا معیار ہے، اس لئے فطرت سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ اور ان کی سنت بھی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ موصیں کٹانا اور داڑھی بڑھانا ایک لاکھ چوبیس ہزار

(یا کم و بیش) انبیاء نے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت ہے اور یہ وہ مقدس جماعت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی اقدامات کا حکم دیا گیا۔ **أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيهِنَّ لَهُمُ الْفَعْلَةُ** (سورہ الانعام ۹۰) اس لئے جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ گویا اس حدیث میں تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ داڑھی منڈانا تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۔ انسانی فطرت کی خلاف ورزی۔ ۲۔ اغوا نے شیطان سے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بگاڑنا۔ ۳۔ اور انبیاء نے کرام علیہم السلام کی مخالفت۔ پس ان تین وجہ سے داڑھی منڈانا حرام ہے۔

۲۔ دوسرا ہی حدیث میں موچھیں کٹوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حکم نبوی کی قیمت ہر مسلمان پر واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے، پس اس وجہ سے بھی داڑھی رکھنا واجب اور اس کا منڈانا حرام ہوا۔

۳۔ تیسرا اور چوتھی حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ موچھیں کٹوانا اور داڑھی رکھنا مسلمانوں کا شعار ہے، اس کے برعکس موچھیں بڑھانا اور داڑھی منڈانا مجوسیوں اور مشرکوں کا شعار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو مسلمانوں کا شعار اپنانے اور مجوسیوں کے شعار کی مخالفت کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی شعار کو چھوڑ کر کسی گمراہ قوم کا شعار اختیار کرنا حرام ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من تشبه بقوم فهو منهم (جامع صیفی ۸۲ ص ۸)

ترجمہ۔ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہو گا۔

پس جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ مسلمانوں کا شعار ترک کر کے الٰہ کفر کا شعار اپناتے ہیں؛ جس کی مخالفت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا، اس لئے ان کو وعدہ نبوی سے ڈننا چاہئے کہ ان کا حشر بھی قیامت کے دن انہی غیر قوموں میں ہو۔ نعوذ باللہ!

۲۔ پانچویں حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ موچھیں نہیں کٹواتے وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں، ظاہر ہے کہ یہی حکم داڑھی منڈانے کا ہے، پس یہ ان لوگوں کیلئے بہت ہی سخت وعدہ ہے جو حضن نفسانی خواہش یا شیطانی اغوا کی وجہ سے داڑھی

منڈاتے ہیں اور اس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کیلئے اپنی جماعت سے خارج ہونے کا اعلان فرمائے ہیں کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے اس دھمکی کو برداشت کر سکتا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس قدر نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور موضوچیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فَكَرِهُ النَّظرُ إِلَيْهِمَا وَقَالَ: وَيَلْكُمَا مِنْ أَمْرٍ كَمَا بِهِذَا؟ قَالَ: أَمْرُنَا رِبُّنَا يَعْنِيَانَ كَسْرَى، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَلَكُنْ رَبِّي أَمْرُنِي بِاعْفَاءِ لِحِيَتِي وَقُصْ شَارِبَيِّ (البداية والنهاية ج ۲۰ ص ۲۲۰)

ترجمہ۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرتا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا: تمہاری ہلاکت ہو! تمہیں یہ شکل بگاڑنے کا کس نے حکم دیا ہے؟ وہ بولے کہ: نہ ہمارے رب یعنی شاہ ایران کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور موضوچیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے۔

پس جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے حکم کی خلاف ورزی کر کے جو سیوں کے خدا کے حکم کی چیزوں کرتے ہیں ان کو سو بار سوچتا چاہئے کہ وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیا منہ دکھائیں گے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ تم اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے ہماری جماعت سے خارج ہو تو شفاعت کی امید کس سے رکھیں گے؟

۵۔ اس پانچویں حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موضوچیں بڑھانا (اور اسی طرح داڑھی منڈانا اور کترانا) حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گناہ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا ہماری جماعت سے نہیں ہے۔

۶۔ چھٹی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ان

مردوں پر جو عورتوں کی مشا بہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشا بہت کریں۔ اس حدیث کی شرح میں ملاعی قاری رحمہ اللہ صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ عن اللہ کا فقرہ جملہ بطور بد دعا بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی ان لوگوں پر اللہ کی لعنت ہوا اور جملہ خبری بھی ہو سکتا ہے، یعنی ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں۔

داڑھی منڈانے میں گزشتہ بالا قباحتوں کے علاوہ ایک قباحت عورتوں سے مشا بہت کی بھی ہے کیونکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے داڑھی کا امتیاز رکھا ہے پس داڑھی منڈانے والا اس امتیاز کو منا کر عورتوں سے مشا بہت کرتا ہے جو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت کا موجب ہے۔

ان تمام نصوص کے پیش نظر فہمائے امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور یہ اسلام کا شعار ہے اور اس کا منڈانا یا کترانا (جبکہ حد شرعی سے کم ہو) حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت وعدیں فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس فعل حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رج: ۲۔ احادیث بالا میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے اور ترمذی کتاب الادب (ج ۲ ص ۱۰۰) کی ایک روایت میں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریش مبارک کے طول و عرض سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ اس کی وضاحت صحیح بخاری کتاب المبابا (ج ۲ ص ۸۷۵) کی روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج و عمرے سے فارغ ہونے کے موقع پر احرام کھولتے تو داڑھی کوٹھی میں لے کر زائد حصہ کاٹ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مضمون کی روایت منقول ہے (نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۵۸) اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم از کم ایک مشت ہے۔ (ہدایہ کتاب الصوم)

پس جس طرح داڑھی منڈانا حرام ہے، اسی طرح داڑھی ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے در مقام رہ میں ہے۔

واما الاخذ منها وھي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة
ومختلة الرجال فلم يبحه أحد، واخذ كلها فعل يهود الهند
ومجوس الأعاجم (شای طی چدید ج ۲۲ ص ۳۱۸)

ترجمہ۔ اور واڑھی کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ
اور یورپرے قسم کے آدمی کرتے ہیں پس اس کو کسی نے جائز نہیں کہا اور پوری واڑھی
صاف کر دینا تو ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے جو سیوں کا فعل تھا۔

یہی مضمون فتح التدیر (ج ۲ ص ۷۷) اور بحر الرائق (ج ۲ ص ۳۰۲) میں ہے
شیخ عبدالحق محدث دہلوی افہم المعمات میں لکھتے ہیں۔

حلق کردن لحیہ حرام است و گزانتن آں بقدر قبضہ (مشت بھر کو بحسب است) (ج ۲ ص ۳۳)
ترجمہ۔ واڑھی منڈانا حرام ہے اور ایک مشت کی مقدار اس کا بڑھانا واجب ہے
(پس اگر اس سے کم ہوتا تو کترانا بھی حرام ہے) امداد الفتاویٰ میں ہے۔

واڑھی رکھنا واجب ہے اور قبضے سے زائد کٹوانا حرام ہے۔

لقوله عليه السلام: خالقو المشرکین او فروا اللھی متفق عليه،
فی الدر المختار: یحرم علی الرجل قطع لحیته وفيه السنۃ فیہما القبضۃ۔
ترجمہ۔ کیونکہ آخر ضررت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مشرکین کی
مخالفت کرو واڑھی بڑھاو۔ (بخاری وسلم)

درست مقدمہ ہے کہ مرد کیلئے واڑھی کا کاش حرام ہے اور اسکی مقدار مسنون ایک مشت ہے۔
ج ۳۔ جو حافظ واڑھی منڈاتے یا کتراتے ہوں وہ گناہ کبیرہ کے مرتبہ اور
فاسق ہیں۔ تراویح میں بھی ان کی امامت جائز نہیں اور ان کی افتداء میں نماز مکروہ
تحریکی (یعنی عمل حرام) ہے اور جو حافظ صرف رمضان المبارک میں واڑھی رکھ لیتے
ہیں اور بعد میں صاف کر دیتے ہیں ان کا بھی بھی حکم ہے۔ ایسے شخص کو فرض نماز اور
تراویح میں امام بنانے والے بھی فاسق اور گنہگار ہیں۔

ج۔ اس سوال کا جواب سمجھنے کیلئے یہ اصول ذہن نشین کر لیتا ضروری ہے کہ اسلام کے کسی شعار کا مذاق اڑانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کی تحقیقیر کرنا کفر ہے، جس سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ اور پر معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کو اسلام کا شعار اور انبیاء کے کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت فرمایا ہے۔ پس جو لوگ مسخ فطرت کی بنا پر داڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں، ان کے اعزہ میں سے اگر کوئی داڑھی رکھنا چاہے تو اسے روکتے ہیں یا اس پر طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو لوگ دولہا کے داڑھی منڈائے بغیر اسے رشتہ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے، ان کو لازم ہے کہ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی "اصلاح الرسوم" ص ۵۰ پر لکھتے ہیں۔

من جملان رسوم کے داڑھی منڈائیا کیٹانا، اس طرح ہے کہ ایک مشت سے کم رہ جائے، یا موچیں بڑھانا جو اس زمانے میں انگرزو جوانوں کے خیال میں خوش وضعی بھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو اور کتراؤ موبچھوں کو روایت کیا ہے اس کو بخاری و مسلم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے ہیں اور امر حقيقة و جو ب کیلئے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔ پس داڑھی کا کیٹانا اور موچیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں، اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اپنی لہیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اورنسانی نے۔

جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی پر ہنستے ہیں اور ان کی بھجو کرتے ہیں، ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا ازبس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور

اپنی صورت موافق حکم اللہ اور رسول کے بنا تیں۔

ن ۵۔ جو حضرات سفر حج کے دوران یا حج سے واپس آ کر داڑھی منڈاتے ہیں یا کتراتے ہیں، ان کی حالت عام لوگوں سے زیادہ قابل رحم ہے اس لئے کہ وہ خدا کے گھر میں بھی کبیرہ گناہ سے باز نہیں آتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہی حج مقبول ہوتا ہے جو گناہوں سے پاک ہو اور بعض اکابر نے حج مقبول کی علامت یہ لکھی ہے کہ حج سے آدمی کی زندگی میں دینی انقلاب آجائے یعنی وہ حج کے بعد طاعات کی پابندی اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرنے لگے۔

جس شخص کی زندگی میں حج سے کوئی تغیری نہیں آیا، اگر پہلے فرائض کا تارک تھا تو اب بھی ہے اور اگر پہلے کبیرہ گناہوں میں بنتا تھا تو حج کے بعد بھی بدستور گناہوں میں ملوٹ ہے، ایسے شخص کا حج درحقیقت حج نہیں محس سیر و تفریح اور چلت پھرت ہے، گرفتاری طور پر اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ لیکن حج کے ثواب اور برکات اور شرات سے وہ محروم رہے گا۔ کتنی حرمت و افسوس کا مقام ہے کہ آدمی ہزاروں روپے کے مصارف بھی اٹھائے اور سفر کی مشقتیں بھی برداشت کرے۔ اس کے باوجود اسے گناہوں سے توبہ کی توفیق نہ ہو اور جیسا گیا تھا ویسا ہی خالی ہاتھ و واپس آجائے۔ اگر کوئی شخص سفر حج کے دوران زنا اور چوری کا ارتکاب کرے اور اپنے اس فعل پر ندامت بھی نہ ہو اور نہ اس سے توبہ کرے تو ہر شخص سوچ سکتا ہے کہ اس کا حج کیسا ہو گا؟ داڑھی منڈانے کا کبیرہ گناہ ایک اعتبار سے چوری اور بدکاری سے بھی بدرت ہے کہ وہ وقتی گناہ ہیں لیکن داڑھی منڈانے کا گناہ چوبیں گھنٹے کا گناہ ہے، آدمی داڑھی منڈا کر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج کا احرام باندھے ہوئے ہے، لیکن اس کی منڈی ہوئی داڑھی عین نماز، روزہ اور حج کے دوران بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس پر لعنت بھیج رہی ہے اور وہ عین عبادت کے دوران بھی حرام کا مرتكب ہے۔ حضرت شیخ قطب العالم مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مدفنی نور اللہ مرقدہ اپنے رسائلے داڑھی کا وجوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

مجھے ایسے لوگوں کو (جو داڑھی منڈاتے ہیں) دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں (جب داڑھی منڈی ہوئی ہو) اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے؟

اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہ کبیرہ زنا والاطت شراب نوشی سودخوری وغیرہ تو بہت ہیں مگر وہ سب وقتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لایزنی الزانی وهو مؤمن الحجعی جب زنا کا رزنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔

مطلوب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا انور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی مسلمان کے پاس واپس آ جاتا ہے۔ مگر قطع یہ (داڑھی منڈانا اور کترانا) ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے، نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے، روزے کی حالت میں حج کی حالت میں، غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ (داڑھی کا وجوب ص ۲)

پس جو حضرات حج و زیارت کیلئے تشریف لے جاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بارگاہ میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی منسخ شدہ شکل کو درست کریں اور اس گناہ سے پچھی تو بہ کریں اور آئندہ ہمیشہ کیلئے اس فعل حرام سے پچھے کا عزم کریں ورنہ خدا خواستہ ایسا نہ ہو کشش سعدی رحم اللہ کے شعر کے مصدق بن جائیں۔

خر عیسیٰ اگر بہ مکہ رو د چو بیا یہ ہنوز خر باشد

ترجمہ عیسیٰ کا گدھا اگر کئے بھی چلا جائے جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔
انہیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ وہ رخصاطہ پر سلام ہیں کرنے کیلئے کس منہ سے حاضر ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی گذری ہوئی شکل دیکھ کر کتنی اذیت ہوتی ہوگی؟
حج ۶۔ ان حضرات کا یہ جذبہ بظاہر بہت اچھا ہے اور اس کا مشاہد داڑھی کی حرمت و عظمت ہے لیکن اگر ذرا غور تأمل سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ یہ خیال بھی شیطان

کی ایک چال ہے جس کے ذریعے شیطان نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دے کر اس فعل حرام میں جتنا لکڑا کر دیا۔ اس کو ایک مثال سے سمجھتے۔ ایک مسلمان دوسرے سے دعا فریب کرتا ہے جس کی وجہ سے پوری اسلامی برادری بدنام ہوتی ہے۔ اب اگر شیطان اسے یہ پٹی پڑھائے کہ تمہاری وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم نعوذ باللہ اسلام کو چھوڑ کر سکھ بن جاؤ تو کیا اس وسوسے کی وجہ سے اس کو اسلام چھوڑ دینا چاہئے؟ نہیں! بلکہ اگر اس کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہے تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑے گا بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کرے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا موجب ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر شیطان یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اگر تم داڑھی رکھ کر بڑے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر با نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان پرے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہیں اور جن سے داڑھی والوں کی بدنامی ہوتی ہے۔

ان حضرات نے آخر یہ کیوں فرض کر لیا ہے کہ ہم داڑھی رکھ کر اپنے برے اعمال نہیں چھوڑیں گے؟ اگر ان کے دل میں واقعی اس شعار اسلام کی حرمت ہے تو عقل اور دین کا تقاضا یہ ہے کہ وہ داڑھی رکھیں اور یہ عزم کریں کہ ان شاء اللہ اس کے بعد کوئی کبیرہ گناہ ان سے سرزد نہیں ہوگا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس شعار اسلام کی حرمت کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ بہر حال اس موہوم اندیشے کی بنا پر کہ کہیں ہم داڑھی رکھ کر اس کی حرمت کے قائم رکھنے میں کامیاب نہ ہوں اس عظیم الشان شعار اسلام سے محروم ہو جانا کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ شعار اسلام کو خوب بھی اپنا لیں اور معاشرے میں اس کو زندہ کرنے کی پوری کوشش کریں تاکہ قیامت کے دن مسلمانوں کی شہل و صورت میں ان کا حشر ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاقت اور حق تعالیٰ شانہ کی رحمت کا مورد بن سکیں۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كل أمتى يدخلون الجنة إلا من أبي قالوا: ومن يأبى؟ قال: من أطاعنى دخل الجنة ومن عصانى فقد أبى (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۱)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے مگر جس نے انکار کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا کہ: انکار کون کرتا ہے؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری حکم ہدودی کی آس نے انکار کر دیا۔

دائرہ منڈانے والے کے فتوے کی شرعی حیثیت

س۔ آج کل کی وی پرماڑن قسم کے مولوی فتوے دیتے ہیں، یعنی ایسے مولوی جو کلین شیو کر کے اور پینٹ پہن کے کئی وی پر آتے ہیں اور لوگوں کے سائل کے جوابات دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے فتوے پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب۔ دائِرہ منڈانے والا کھلا فاسق ہے اور فاسق کی خرد نیوی معاملات میں بھی قابل اعتماد نہیں، یعنی امور میں کیوں نکر ہو گی؟

قبضے سے کم دائِرہ رکھنے کے باطل استدلال کا جواب

سوال۔ عام طور پر علمائے کرام کی تحریروں میں پڑھا ہے کہ اسلام نے دائِرہ بڑھانے اور موچھیں کترانے کا حکم دیا ہے۔ نیز یہ کہ اسلام میں دائِرہ تسلیم کی جائے گی تو اس کی حد کم از کم یک مشت ہو گی؛ اس حد سے کم مقدار کی دائِرہ نہ سنت کے مطابق ہے اور نہ ہی شریعت میں معتبر۔ مجھے صرف یہ معلوم کرنا ہے کہ اگر اسلام نے دائِرہ بڑھانے کا حکم دیا ہے جو کہ ضد ہے کم کرنے کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمانے قبضے سے زائد دائِرہ کیوں ترشادی تھی؟ کیا بڑھانا اور ترشوانا ایک دوسرے کی خدشیں؟

جواب۔ داڑھی بڑھانے کی حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور انہی سے قبضے سے زائد کے تراشنے کا عمل مروی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانے کے وجوب کی حد قبضہ (مشتبہ) ہے، اس سے زیادہ واجب نہیں۔

سوال۔ ۲۔ پاکستان سے ایک عالم دین نے داڑھی کے متعلق لکھا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی، صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ کمی جائے، البتہ داڑھی رکھنے میں فاسقین کی صفت سے پر ہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے، دیکھنے میں ایسا بھی نہ لگے کہ جیسے چند یوم سے داڑھی نہیں موٹھی اور دیکھنے والا یہ دھوکا نہ کھائے، تو شارع کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ پوچھنے کی جگارت کرتا ہوں کہ کیا داڑھی رکھنے یعنی اس کی مقدار میں اختلاف ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ بعض کے نزدیک داڑھی بڑھانا یعنی اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا ہی عین سنت ہے اور بعض کے نزدیک مٹھی بھر داڑھی رکھنا ہی مسنون ہے اور اپنے حال پر چھوڑنا مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک کوئی خاص حد مقرر نہیں؛ بس جو داڑھی عرف عام میں داڑھی ہو وہ رکھنا مشروع ہے، وضاحت طلب ہے۔

رج۔ ۲۔ ایک قبضہ (مشتبہ) تک بڑھانے کے وجوب پر تو اجماع ہے اس سے کم کرنا کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، البتہ قبضے سے زیادہ میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک زائد کا کاشتا مطلقاً ضروری یا مباح ہے۔ بعض کے نزدیک حج و عمرے کا احرام کھولتے ہوئے حلق و قصر کے بعد قبضے سے زائد کا تراش دینا مستحب ہے، عام حالات میں مستحب نہیں۔ بعض کے نزدیک اگر داڑھی کے بال اتنے بڑھ جائیں کہ بد نظر آنے لگیں تو ان کو تراش دینا ضروری ہے، الغرض اختلاف جو کچھ ہے قبضے سے زائد میں ہے۔ ان عالم دین کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی، غلط ہے، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی بڑھانے کا

حکم فرمایا ہے، کاشنے کا حکم نہیں فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی داڑھیاں قبضے سے زائد ہوتی تھیں۔ البتہ بعض صحابہ مثلاً حضرت ابن عمر، حضرت عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے قبضے سے زائد کو تراشنے کا عمل منقول ہے اور ترمذی کی روایت میں جس کو ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حج و عمرے کے موقع پر قبضے سے زائد کا تراشنا نقل کیا گیا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عملی بیان سے معلوم ہو جاتا ہے کہ داڑھی کی کم سے کم حد ایک قبضہ (مشت بھر) ہے۔ ایک قبضے سے کم کا تراشنا جائز نہیں کیونکہ اگر جائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری عمر میں کم سے کم ایک مرتبہ تو بیان جواز کیلئے اس کو کر کے ضرور دکھاتے اور کسی نہ کسی صحابی سے بھی یہ عمل ضرور منقول ہوتا۔ پس فاسقین کی جس وضع کی مخالفت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے وہ وضع یہی ہے کہ قبضے سے کم تراشی جائے۔

س۔ ۳۔ مذہبی کتب میں اور علمائے کرام کی تحریروں میں یہ بات موجود ہے کہ ایک مٹھی سے کم کو کسی نے جائز نہیں کہا اور اس پر اجماع ہے لیکن علامہ عینی عمدة القاری اکتاب المباس باب تقطیم الاظفار میں توفیر الحیہ کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی دلیل ثابت ہے کہ (داڑھی بڑھانے کے متعلق) حدیث کا حکم عام نہیں بلکہ اس میں تخصیص ہے اور داڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا ممنوع اور اس کا ترشوانا واجب ہے۔ البتہ سلف میں اس کی مقدار اور حد کے معاملے میں اختلاف ہے بعض نے کہا اس کی حد لمبائی میں ایک مٹھی سے بڑھ جائے اور چوڑائی میں بھی پھیل جانے کی وجہ سے بری معلوم ہو۔ بعض اصحاب اس بات کے قائل ہیں کہ لمبائی اور چوڑائی میں کم کرائے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہو جائے۔ اسی کے بعد فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہو جائے۔

ج۔ جن مذہبی کتابوں میں یہ نقل کیا ہے کہ ایک قبضے سے کم کرنے کو کسی نے بھی مباح نہیں کہا اور یہ اس پر اجماع ہے یہ نقل بالکل صحیح ہے۔ چنانچہ آئمہ فقہاء کے جو مذاہب مدون ہیں یا جن کے اقوال کتابوں میں نقل کئے گئے ہیں ان سب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی کا قبضے سے کم کرنا حرام ہے۔ جہاں تک علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت کا تعلق ہے علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام طبری کے کلام کی تلخیص کی ہے اور آپ نے علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت کا خلاصہ نقل کر دیا ہے۔ بہر حال اس میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ اول یہ کہ آپ کی نقل کردہ عبارت میں جو دو قول نقل کئے گئے ہیں۔ ان پر ظاہری نظر ڈالنے سے یہ شبہ ہوتا ہے (اور یہی شبہ آپ کے سوال کا منشأ ہے) کہ پہلا فریق تو داڑھی کی حد ایک قبضہ (مشت بھر) مقرر کرتا ہے اور زائد کو کائٹے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا فریق قبضے سے کم کو بھی کائٹے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ بہت چھوٹی نہ ہو جائے مگر عبارت کا مطلب صریحاً غلط ہے۔ جیسا کہ میں اور پرتاچ کا ہوں سلف میں سے کسی سے بھی قبضے سے کم داڑھی کائٹے کی اجازت منقول نہیں۔ علامہ عینی نے جو اختلاف نقل کیا ہے وہ ما فوق القبضہ میں ہے اور ان کا مطلب یہ ہے کہ بعض سلف نے تو کائٹے کی صاف صاف حد مقرر کر دی قبضے سے زائد کو کاث دیا جائے گویا ان حضرات کے نزدیک داڑھی بس ایک قبضے تک رکھی جائے۔ زیادہ نہیں۔ اس کے عکس بعض اس کی تعین ہیں کرتے کہ داڑھی بس ایک ہی قبضہ (مشت بھر) رکھی جائے۔ وہ قبضے سے زیادہ رکھنے کے قائل ہیں۔ البتہ طول و عرض سے معمولی تراشے کی اجازت دیتے ہیں بشرطیکہ یہ تراش خراش ایسی نمایاں نہ ہو کہ جس سے داڑھی چھوٹی نظر آنے لگے۔ پس سلف کا یہ اختلاف بھی قبضے سے زائد کے تراشے نہ تراشے میں ہے، قبضے سے کم میں نہیں۔

دوسری قابل توجہ بات علامہ عینی رحمہ اللہ کا یہ قول ہے جس کا ترجمہ آپ نے یہ نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ داڑھی کا ترشوانا اس حد تک جائز ہے کہ وہ عرف عام سے خارج نہ ہو جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ عرف الناس جس

کو آپ نے عرف عام سے تعبیر فرمایا ہے کہ اس سے کن لوگوں کا عرف مراد ہے؟ آیا ایسے معاشرے کا عرف جو صحیح اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہو؟ یا ایسے معاشرے کا عرف جس پر فتن و فجور اور ہوا نے نفس کا غلبہ ہو؟ غالباً سوال لکھتے وقت آنحضرت کے ذہن میں عرف عام کی یہی دوسری صورت ہوگی۔ لیکن اگر آپ ذرا سی توجہ سے کام لیتے تو واضح ہو جاتا کہ یہاں علامہ عینی، سلف کے مسلک میں گفتگو کر رہے ہیں اور سلف صالحین کا لفظ عموماً صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کیلئے استعمال ہوتا ہے اس لئے اس عبارت میں انہی کا عرف عام مراد ہے، انہی کا عرف صحیح اسلامی معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے اور انہی کے عرف کو بطور سند اور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے اور کیا جاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ بات کیا نکلی؟ بات یہ نکلی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہ اللہ کے دور میں عام طور پر جتنی داڑھی رکھنے کا رواج تھا، اس سے کم کرنا سلف کی اس دوسری جماعت کے نزدیک جائز نہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ و تابعین کا عرف عام تو الگ رہا! کیا کسی ایک صحابی یا تابعی سے بھی ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا ثابت ہے؟ اگر نہیں تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ایک قبضے سے کم داڑھی رکھنے کا جواز کیسے نکل آیا؟ بہر حال علامہ عینی رحمۃ اللہ کی عبارت میں نہ تو قبضے سے کم تر اشارہ مراد ہے اور نہ لوگوں کے عرف عام سے بگزرے ہوئے معاشرے کا عرف عام مراد ہے۔

داڑھی کے ایک قبضہ (مشت بھر) ہونے سے کیا مراد ہے؟

سوال۔ داڑھی ایک قبضہ (مشت بھر) ہونی چاہئے یہ قبضہ (مشت بھر) کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ آیا لوگوں کے نیچے سے یا ٹھوڑی کے نیچے سے قبضہ (مشت بھر) ڈالنا چاہئے، پھر جہاں تک چار لاکھیوں کا گھیر آجائے۔

جواب۔ ٹھوڑی کے نیچے سے یعنی نیل ہر طرف سے ایک قبضہ (مشت بھر) ہونے چاہئیں۔

بڑی مونچھوں کا حکم

سوال۔ ایک شخص کی مونچھیں اتنی بڑی ہیں کہ پانی وغیرہ پیتے وقت مونچھیں اس پانی وغیرہ کے ساتھ لگ جاتی ہیں۔ تو اسی مونچھوں اور اس پانی وغیرہ کا کیا حکم ہے؟
جواب۔ اتنی بڑی مونچھیں رکھنا شرعاً گناہ ہے، حدیث میں آتا ہے۔

عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قائل: من لم يأخذ من شاربه فليس (مکہۃ ص ۳۸۱)
ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مونچھیں نہیں تراشتا وہ ہم میں سے نہیں۔

دائرہ میں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور فطرت

صحیح کے عین مطابق ہے

سوال۔ کیا دائرہ رکھنا ضروری ہے؟ اور کیوں؟

جواب۔ اسلام میں مردوں کو دائرہ رکھنے کا تاکیدی حکم ہے اور یہی وجہ سے ضروری ہے۔
اول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائرہ رکھنے کو ان اعمال میں سے شمار کیا ہے جو تمام انبیاء کے رام علیہم السلام کی سنت ہیں، پس جس چیز کی پابندی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک خدا کے سارے نبیوں نے کی ہو ایک مسلمان کیلئے اس کی پیروی جس درجے ضروری ہو سکتی ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

دوم۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائرہ بڑھانے اور لبیں تراشنے کو فطرت فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دائرہ تراشنا خلاف فطرت عمل ہے ایک مسلمان کیلئے فطرت صحیح کے مطابق عمل کرنا اور خلاف فطرت سے

گریز کرنا جس قدر ضروری ہو سکتا ہے وہ واضح ہے۔

سوم۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اس کا تاکیدی حکم فرمایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاکیدی احکام کا ضروری ہوتا سب کو معلوم ہے۔

چہارم۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم فرماتے ہوئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ مشکوں کی خلافت کرو اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ محسوسیوں کی خلافت کرو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی داڑھی تراشنا بد دین قوموں کا شعار تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان گمراہ قوموں کی خلاف فطرت تقلید کرنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ شاہ ایران کے سفیر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی مسخ شدہ شکل دیکھ کر اٹھا رفتہ فطرت کے طور پر فرمایا یہ کیا شکل بنارکی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں ہمارے خدا (شاہ ایران) نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے مجھے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔

پنجم۔ چونکہ داڑھی رکھنا انبیاء علیهم السلام کی سنت اور صحیح فطرت انسانی ہے، اس لئے یہ مردانہ چہرے کی زینت ہے اور داڑھی تراشنا گویا مردانہ حسن و جمال کو مٹی میں ملانا ہے، شاید اس پر یہ کہا جائے کہ آج کل تو ریش تراشی (داڑھی منڈانے) کو موجب زینت سمجھا جاتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی معاشرے میں بڑی اور گندی رسم کا رواج ہو جائے تو عام لوگ محض تقلید اس پر عمل کئے جاتے ہیں اور اس کی قباحت کی طرف نظر نہیں جاتی۔ ورنہ اس کا تجربہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ وہ ریش تراشیدہ چہرے کو آئینے میں دیکھ لے اور پھر داڑھی رکھ کر بھی آئینہ دیکھ لے، خود اس کا وجود ان فیصلہ کرے گا کہ داڑھی موٹنے سے اس کی شکل مسخر رہ جاتی ہے۔

ششم۔ اہل تجربہ کا کہنا ہے کہ مردوں کے بال اور عورتوں کے سر کے بال منہ کی فاضل رطوبتوں کو جذب کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جس کی داڑھی گھنی اور بھری ہوئی ہو۔ اس کے مسوڑ ہے اور دانت مضبوط ہوں گے۔ نسبت اس شخص کے جس کی داڑھی بلکی ہوا ورنہ یہی وجہ ہے مغرب میں چونکہ مرد داڑھی صاف رکھتے ہیں اور ان کی عورتیں سر کے بال کٹوائی ہیں اس لئے وہ مسوڑ ہوں اور دانتوں کی بیماریوں میں عام طور پر بتلا ہیں۔ وہ اچھے سے اچھے تو تحفہ پیش استعمال کرتے ہیں مگر گندہ و نمی کا مرض نہیں جاتا۔

صدر مملکت کو وفد نے داڑھی رکھنے کی دعوت کیوں دی؟

سوال۔ اقراء کے اسلامی صفحے کے ایک مضمون میں پڑھا کہ علمائے کرام کا ایک وفد صدر پاکستان سے ملا اور اس وفد نے صدر پاکستان کو ایک اسلامی شعار داڑھی رکھنے کی تلقین کی۔ اس سلسلے میں درج ذیل اشکالات ذہن میں آتے ہیں براہ کرم جواب مرحت فرمائیں۔

سوال ۱۔ کیا داڑھی ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے کہ اس کیلئے اتنے مصارف اٹھا کر صدر سے ملاقات کی جائے اور انہیں اس کی دعوت دی جائے؟

سوال ۲۔ میں نے تو سنا ہے کہ داڑھی رکھنا شخص سنت ہے اس کو رکھیں تو ثواب ہو گا اور نہ رکھیں تو کوئی گناہ نہیں، کیا یہ درست ہے؟

سوال ۳۔ مندرجہ بالا معلومات کے مطابق اس کام کیلئے ہزاروں روپ کا خرچ اسراف نہیں؟
 سوال ۴۔ پھر یہ بھی ممکن ہے کہ داڑھی نہ رکھنے کی صورت میں وہ ہر ایک سے ہر ایک بات کر سکتا ہے اور اس سے مخاطب پر اثر بھی ہو گا مگر داڑھی رکھنے کی صورت میں تو وہ سکہ بند نہ ہی گزوہ کافروں ہو گا جس سے یقیناً اس کی بات کا وہ مقام نہیں رہے گا۔ کیا اس غرض سے اگر کوئی شخص داڑھی نہ رکھے تو آنحضرت کے خیال میں اس کو اجازت ہونی چاہئے؟ از راہ کرم میرے ان سوالات کا جواب دے کر مجھے اور میرے جیسے دوسرے مسلمانوں کے خدشات دور فرمائیں۔ اس لئے کہ اگر واقعی یہ ایسا ہی اہم اسلامی شعار ہے تو اس سے کسی مسلمان کو محروم نہیں ہونا چاہئے۔

جواب ۱۔ داڑھی کے اہم ترین اسلامی شعارات نے میں تو شبہ نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ”اپنی وضع قطع میں مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھی بڑھاؤ اور موچھیں کتراؤ“ (بخاری) اگر فوج کا کمانڈر رانچیف کسی خاص وردی کو اپنی فوج کا امتیازی نشان قرار دے تو فوج کے سپاہی کیلئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ اب سوچئے کہ جس چیز کو امت کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کا امتیازی نشان قرار دیا ہوا اس کی مخالفت کسی امتی کیلئے کب روایہ ہو سکتی ہے؟ اور جو اس بات کے جانے کے باوجود اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ امتی کہلانے کا کیا منہ رکھتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس فعل بد (داڑھی منڈانے) سے ایسی نفرت تھی کہ جب کسری شاہ ایران کے سفیر بارگاہ عالیٰ میں حاضر ہوئے تو ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور موچھیں بڑھی ہوئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی شکل و وضع سے کراہت آئی اور نہایت ناگوار لمحے میں فرمایا تھا پری ہلاکت ہو! تمہیں ایسی بھوٹدی اور مکروہ شکل بنانے کا کس نے کہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں ہمارے رب یعنی کسری نے اس کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور موچھیں کتروانے کا حکم فرمایا ہے۔ (البدایہ والہایہ ج ۲۶۹)

اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی کثاناً مجوسیوں کے رب کا حکم ہے اور داڑھی بڑھاناً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا حکم ہے۔ غور فرمائیے جہاں مجوسیوں کے رب کا حکم ایک طرف ہوا اور دوسری طرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کا حکم ہوا ایک مسلمان کو کس کے حکم کی تعییں کرنی چاہئے۔

جواب ۲۔ یہ آپ کو کسی نے غلط بتایا ہے کہ داڑھی رکھنا حکم سنت اور کار ثواب ہے اور نہ رکھنے کا کوئی گناہ نہیں، تمام فقہائے امت کے نزدیک ایک مشت داڑھی بڑھاناً واجب ہے، جیسا کہ وتر کی نماز واجب ہے اور داڑھی منڈاناً

اور ایک مشت سے کم کرنا بالا جماع حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

جواب ۳۔ مسلمانوں کی کسی مقدار اور لائق احترام شخصیت کو (جبیا کہ صدر محترم ہیں) کسی امر واجب کی دعوت دینا اور اس پر خرچ کرنا قطعاً اسرا ف اور فضول خرچی نہیں تبلیغی جماعت کے سابق امام حضرت مولا نا محمد یوسف دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ بات سنی ہے کہ کسی شخص نے ان سے عرض کیا کہ آپ اتنے مصارف اٹھا کر جماعتیں امریکا بھیجتے ہیں، کیا یہ اسرا ف نہیں؟ جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ساری دنیا کے خزانے خرچ کر کے امریکہ والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت سکھانے میں کامیاب ہو جاؤں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا استا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بندہ خدا یہ جذبہ رکھتا ہے کہ ہمارے اعلیٰ حکام کے چہرے پر اسلام اور سنت کا نور ہوا اور وہ اس کیلئے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے خرچ کر دیتا ہے تو ان شاء اللہ اس کا یہ خرچ قیامت کے دن انفاق فی سبیل اللہ کی مدد میں شمار ہو گا ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ۔

ج ۴۔ آپ کا چوتھا سوال تو بالکل ہی مہمل اور احساس کتری کا ہشکار ہے، کاش! آپ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد یاد ہوتا۔ نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام یعنی ہم وہ قوم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت دی۔

مسلمانوں کی ذلت و پسمندگی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شیطان نے ان کے کان میں پھونک دیا ہے کہ اگر تم نے اسلام کے فلاں مسئلے پر عمل کیا تو فلاں مصلحت فوت ہو جائے گی اس ترقی یافتہ دور میں لوگ تمہیں کیا کہیں گے؟ حالانکہ مسلمان کی عزت اسلام کے احکام پر عمل کرنے میں ہے اور اسلام کے احکام کو چھوڑنے میں ان کی ذلت و رسوانی کا راز مضمرا ہے۔ قرآن کریم میں ہے اور عزت اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسول کیلئے اور اہل ایمان کیلئے لیکن متفق اس بات کو نہیں جانتے۔ مسلمانوں کا جو حاکم خدا اور رسول کے احکام کا پابند ہو غیر مسلم بھی اسے عزت و احترام سے دیکھتے ہیں اور وہ پوری خود اعتمادی کے ساتھ گفتگو کر سکتا ہے۔ پھر تائید غیری اور نصرت خداوندی

اس کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ بعض بڑے بڑے عیسائی اور سکھ اعلیٰ تین عہدوں پر فائز ہوتے ہوئے بھی داڑھی رکھتے ہیں؛ جس کا چھا اثر ہوتا ہے۔

داڑھی منڈوانے کو حرام کہنا کیسا ہے؟

سوال۔ ایک حالیہ اشاعت میں مسلمانوں کا انتیازی نشان کے عنوان سے ایک سائل کے داڑھی سے متعلق سوالات کے جواب دیے گئے تھے اس سلسلے میں کچھ سوالات میرے ذہن میں ہیں؛ جن کے جوابات دے کر شکریہ کا موقع دیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ اس کا جواب اخبار میں دیں تاکہ جن لوگوں نے یہ مضمون پڑھا ہو وہ مزید مطمئن ہو سکیں۔

قرآن میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے، اس کے علاوہ جس نے بھی کسی حلال کو حرام کو حلال کیا اس نے اللہ پر جھوٹ گمرا (الخل: ۸۷، المائدہ: ۱۱۶ وغیرہ) اس کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے کہ اللہ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال نہ کرایا وہ حلال ہے اور جو حرام نہ کرایا وہ حرام ہے اور جن چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا وہ معاف ہیں۔ لہذا اللہ کی اس فیاضی کو قبول کرو کیونکہ اللہ سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ نے سورہ مریم کی آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں) کسی چیز کو حرام و حلال قرار دینے میں فتحاۓ امت کا رونیہ جو تمہارا اس کے متعلق امام شافعی رحمہ اللہ کتاب الام میں قاضی ابو یوسف سے روایت کرتے ہیں۔

میں نے بہت سے اہل علم مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ فتویٰ دینا پسند نہیں کرتے اور کسی چیز کو حلال و حرام کہنے کے بجائے کتاب اللہ میں جو کچھ ہے اس کو بلا تفسیر بیان کرنے پر اتفاقاً کرتے ہیں۔ اہن سائب رحمہ اللہ جو ممتاز تابی ہیں کہتے ہیں کہ اس بات سے پچوک تہمارا حال اس شخص کا سا ہو جائے جو کہتا ہے کہ اللہ نے فلاں چیز حلال کی ہے یا اسے پسند ہے اور اللہ قیامت کے دن فرمائے گانے میں نے اس کو حلال کیا تھا اور نہ

مجھے پسند تھی۔ اسی طرح تمہارا حال اس شخص کا سا بھی نہ ہو جائے جو کہتا ہے کہ فلاں چیز اللہ نے حرام کر دی ہے لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے میں نہ نہ اسے حرام کیا تھا اور نہ اس سے روکا تھا۔ ابرا ہمیں تھی رحمہ اللہ سے جو کہ کوفہ کے متاز فقهاء تابعین میں سے ہیں، منقول ہے کہ جب ان کے اصحاب فتویٰ دیتے تو یہ مکروہ ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں کے الفاظ استعمال کرتے، کیونکہ کسی چیز پر حلت و حرم کا حکم لگانے سے زیادہ غیر ذمہ دار اشیاء اور کیا ہو سکتی ہے؟ (حوالہ اسلام میں حلال و حرام)

علامہ ابن تیمیہ سے منقول ہے کہ سلف صالحین حرام کا اطلاق اسی چیز پر کرتے تھے جس کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہوتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سوالوں کے جواب میں فرماتے میں اسے مکروہ خیال کرتا ہوں، اچھا نہیں سمجھتا یا یہ پسندیدہ نہیں ہے۔ (حوالہ ایضا)

مندرجہ بالا اللہ کے حکم، حدیث اور فقہاء کے طرز عمل سے واضح ہے کہ وہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار نہیں دیتے تھے جب تک کہ وہ واضح نہ ہو کیونکہ حلال و حرام کرنے کا اختیار صرف خدا کو ہے پھر کس طرح فقہاء کا قول کسی چیز کے حرام و حلال میں سند ہو؟ وہ کسی چیز کو مکروہ کہہ سکتے ہیں، کراہت کا اظہار کر سکتے ہیں، ناجائز کہہ سکتے ہیں، حلال و حرام کا فتویٰ تو نہیں لگا سکتے؟

ایک اور حدیث ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآل وسلم نے الگلیوں کو چائے اور رکابی کو صاف کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کس انگلی یا نوا لے میں برکت ہے تو کیا کھانے کے بعد انگلی کو نہ چائے نہ والا اور رکابی کو نہ صاف کرنے والا جرام کا مرتب ہے؟ کیونکہ یہاں تو صریحاً حکم ہے۔ اسی طرح کی اور حدیث پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن ان میں سے کسی کے متعلق حرام کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، جس طرح شدت سے داڑھی کے ایک مشت سے کم ہونے پر لگایا جاتا ہے۔ (حال انکہ نہ ہی خدا نے اور نہ ہی خدا کے رسول نے یہ مقدار مقرر کی ہے)

جواب۔ فقہائے امت کے نزدیک ایک مشت کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے

اور منڈوانا یا ایک مشت سے کم کٹانا حرام ہے۔ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔
وَمَا الْأَخْذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونُ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ
وَمُخْنَثُ الرِّجَالِ فِلْمٌ يَسْبِحُهُ أَحَدٌ اس سے دو سطر قبل ہے:

يَحْمِلُ الْإِعْفَافَ عَلَى اعْفَافِهَا مِنْ أَنْ يَأْخُذَ غَالِبَاهَا أَوْ كَلَاهَا كَمَا هُوَ فَعْلُ
الْمَجْوَسِ الْأَعْاجِمِ مِنْ حَلْقِ لِحَاظِمِ كَمَا يَشَاهِدُ فِي الْهَنْدُودِ (تَعْقِيرُ حَسَنٍ ۷۷)

ترجمہ۔ اور داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مشت سے ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ
اور بھروسے قسم کے مرد کرتے ہیں سواں کو کسی نے بھی حلال اور مباح نہیں لکھا اور پوری
داڑھی صاف کر دینا ہندوستان کے یہودیوں اور عجم کے جو سیوں کا کام ہے۔

یہی مضمون شامی طبع جدید ۱۳۸۲ ص ۲۲ اور شیخ عبدالحق

محمد دہلوی رحمہ اللہ کی فارسی شرح ملکوۃ حج اص ۲۲۸ میں بھی ہے۔ فقہائے امت
کے اس اجماع اور متفقہ فیصلے کے بعد یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ دڑھی رکھنے کا حکم کس
درجے کا ہے؟ اور اس کے کٹانے یا منڈانے کی ممانعت کس درجے کی ہے؟ بلاشبہ کسی
چیز کو حرام کہنے میں بڑی احتیاط سے کام لینا چاہئے، لیکن جو چیزیں بالا جماع حرام
ہوں ان کو جائز کہنے میں بھی کچھ کم احتیاط کی ضرورت نہیں۔ کسی حلابی کو حرام کہنا بری
بات ہے تو اجماعی حرام کو حلال کرنے کی کوشش بھی کچھ اچھی بات نہیں۔

یہ تو آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ حلال و حرام کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ
تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کرنے اور حرام کو حلال کرنے کا حق بھی کو حاصل نہیں۔
آپ کا یہ ارشاد بھی بجا ہے کہ سلف صالحین فتویٰ دینے میں بڑی احتیاط فرماتے تھے اور
کرفنا بھی چاہئے اور آپ کا یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہر حکم ایک ایک درجے کا نہیں ہوتا، حکم کبھی
استحباب کے درجے میں بھی ہوتا ہے بلکہ کبھی جواز کے درجے میں بھی جیسا کہ فرمایا
ہے وَإِذَا حَلَّتُمُ الْفَاضْطَادُوا إِنَّ آیَتَ كَرِيمَةَ میں شکار کرنے کا حکم محض جواز کے
درجے میں ہے۔ اسی طرح کسی پیروں کی ممانعت کبھی تحریم کیلئے ہوتی ہے۔ کبھی کراہت

تحریکی کے طور پر، بھی کراہت تنزیہی کے طور پر اور کبھی محض ارشادی ہوتی ہے۔
 اس امر کا تعین کرنا کہ کون سا حکم کس درجے کا ہے؟ اور کون ہی ممانعت کس درجے کی
 ہے؟ یہ حضرات فقہائے امت کا کام ہے، میرا اور آپ کا کام نہیں اور یہ چیز چونکہ اجتہاد سے
 تعلق رکھتی ہے اس لئے بعض امور میں حضرات فقہائے امت کے درمیان اختلاف بھی
 پیدا ہو جاتا ہے کہ ایک امام ایک چیز کو جائز کہتا ہے تو دوسرا ناجائز ایک واجب کہتا ہے تو دوسرا
 سنت، لیکن داڑھی کے مسئلے میں فقہائے امت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

موخھیں پیچی سے کاشا سنت

اور استرے سے صاف کرنا جائز ہے

سوال۔ داڑھی کے متعلق شرعی احکامات کیا ہیں؟ غالباً یہ سنت ہے، اصل مسئلہ
 داڑھی کی نوعیت اور وضع قطع کا ہے۔ عام مشاہدے میں تو طرز طرز، وضع وضع کی
 داڑھیاں دیکھنے میں آتی ہیں، بعض حضرات بہت گھنی سر سید نما رکھتے ہیں، بعض صرف
 ٹھوڑی پر رکھتے ہیں اور دوائیں باسیں رخاروں کے بال تشوادیتے ہیں، عرب ممالک
 میں اس کا عام رواج ہے۔ بعض داڑھی کے ساتھ ساتھ موخھیں بھی رکھتے ہیں، بعض
 استرے سے موخھیں منڈوادیتے ہیں، مہربانی فرمائی کروضاحت کریں کہ حقیقیتے
 کے مطابق اصل احکامات کیا ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں کچھ حدود اور قیود
 ہوں گی اور باقی انفرادی اختیار کو غل ہو گا۔ اگر ایسا ہے تو وہ کیا حدود ہیں جن کی پابندی
 لازمی ہے؟ ٹھوڑی پر دوائیں باسیں رخاروں پر کتنے بال ہونے چاہیں؟ سائز میں
 کتنی لمبی ہوں؟ موخھیں رکھنا، تشوانیا استرے سے منڈوانا کون سا صحیح طریقہ ہے؟ کیا
 گردن کی پچھلی طرف زخرے کے نیچے سے بال صاف کر سکتے ہیں وضاحت فرمائیں۔
 جواب۔ حدیث پاک میں داڑھی بڑھانے اور موخھوں کو صاف کرانے کا حکم ہے۔
 حقیقی نہ ہب میں داڑھی بڑھانے کی کم از کم حدیث ہے کہ داڑھی مشی میں پکڑ کر جزو اندھا کو

کاٹ سکتے ہیں اس سے زیادہ کامنا جائز نہیں، گویا داڑھی کم از کم ایک مٹھی ہونی چاہئے۔
موچھوں کا حکم یہ ہے کہ پیشی سے باریک کترانا تو سنت ہے اور استرے سے
صاف کرانا بعض کے نزدیک درست ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ ہے اور لبیوں کے
برابر سے موچھیں کاٹ دی جائیں تب بھی جائز ہے۔

موچھوں کا سکھوں کی طرح بڑھانا حرام ہے اور تراشنا ضروری ہے، تراشنے کی دو
صورتیں ہیں، ایک یہ کہ پوری موچھوں کو صاف کر دیا جائے اور دوسرا بات یہ ہے کہ
لب کے پاس سے اتنا تراش دیا جائے کہ لب کی سرخی ظاہر ہو جائے۔

داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ ہر حال

میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے

سوال۔ کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ بغیر داڑھی کے کوئی شخص مسجد میں اذان نہیں
دے سکتا اور نہ ہی وہ امامت کر سکتا ہے اور کچھ لوگ اس بات کے حق میں نہیں۔ زیادہ
تر کوشش کر کے نماز باجماعت پڑھتا ہوں، اس لئے میں نے رمضان میں جب موقع ملا
اذانیں بھی دیں لیکن چار روز پہلے میں مغرب کی اذان دینے والا تھا کہ کچھ لوگوں نے
مجھے اس وجہ سے اذان نہیں دینے دی کہ میری داڑھی نہیں ہے۔ اب اہم مسئلہ یہ ہے
کہ کیا کوئی بغیر داڑھی کے اذان دے سکتا ہے یا کرنے نہیں اور ہمارے مذہب اسلام میں
جو کہ ایک مکمل دین ہے اس بارے میں کیا کہا گیا ہے؟ اور داڑھی کی ہمارے مذہب
میں کیا اہمیت ہے؟ کیا داڑھی ہر مسلمان پر فرض ہے؟ کیا داڑھی کے بغیر کوئی عبادت
قبول نہیں ہوگی؟ اور داڑھی کتنی بڑی ہونی چاہئے؟

جواب۔ داڑھی رکھنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کترانا
(جب ایک مشت سے کم ہو) حرام ہے اور ایسا کرنے والا فاسق اور گنگہگار ہے۔
فاسق کی اذان و امامت مکروہ تحریکی ہے۔ داڑھی کی شرعی مقدار واجب ایک مشت

ہے۔ رہایہ کہ اس کی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر اتنی بات تو بالکل ظاہر ہے کہ جو شخص یعنی عبادت کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی تافرمانی کر رہا ہو، اس کا قبولیت کی توقع رکھنا کیسا ہے؟ داڑھی منڈانے کا گناہ ایسا ہے کہ سوتے جا گتے ہر حال میں آدمی کے ساتھ رہتا ہے۔

شادی کرنا زیادہ اہم ہے یا داڑھی رکھنا

سوال۔ میں ایک غیر شادی شدہ نوجوان ہوں، اب میری شادی کا پروگرام طے ہو رہا ہے، دو بچہوں پر صرف داڑھی کی وجہ سے انکار کیا گیا اور تیسری جگہ بھی یہی شرط رکھی گئی ہے۔ اس طرح میرے لئے ایک پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ مجرد کی حیثیت سے میں ہمیشہ زندگی برسنیں کر سکتا اور گناہ کا ارتکاب ممکن ہے۔ عالی جناب سے گزارش ہے تحریر فرمائیں کہ داڑھی اور شادی کرنے کی دین اسلام میں کیا فضیلت ہے؟ دونوں میں کون سا عمل زیادہ اہم سمجھا جائے گا؟ ازراہ کرم اس سلسلے میں میری حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے مجھے مفید مشورہ دے دیا جائے۔ نیز میرے والدین کا مشورہ یہ ہے کہ شادی کرنے کے بعد آپ داڑھی پھر رکھ سکتے ہیں۔ مگر شادی آج کے دور میں ناممکن تو نہیں مگر مشکل ضرور ہے کیونکہ شادی کا تعلق عمر سے ہے۔

جواب۔ داڑھی اور شادی دونوں کی اہمیت اپنی جگہ ہے داڑھی تمام انبیاءؐ کرام علیہم السلام کی متفقہ سنت، مردانہ فطرت اور شعار اسلام ہے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ و غصب کا اظہار فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے اور منڈانا یا ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے شادی کیلئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں وہ ایک سنت نبوی اور شعار اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ آپؐ کو شادی کیلئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان لوگوں کو تجدید ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔

حجام کیلئے شیو بنانا اور غیر شرعی بال بنانا

سوال۔ میں پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں، ایک دن ظہر کی نماز پڑھ کر وضو کر کے سو گیا، خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے ظالم! تم قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے؟ کہ تم پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کا نئے ہو (یعنی شیو بنانا) میں حجام کا کام کرتا ہوں، آپ ہمربانی فرمائے جواب دیں کہ میں کیا کروں؟ کیا اس کا کام کو چھوڑ دوں؟

جواب۔ آپ کا خواب بہت مبارک ہے، داڑھی موٹڈنا حرام ہے اور حرام پیشے کو اختیار کرنا کسی مسلمان کے شایان شان نہیں۔ آپ بال اتنا نے کا کام ضرور کرتے رہیں مگر داڑھی موٹڈنے اور غیر شرعی بال بنانے سے انکار کر دیا کریں۔

کیا داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے

جبکہ داڑھی سنت ہے؟

سوال۔ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء کے روز نامہ جنگ (روز جمعہ) میں آپ نے اپنے کامل آپ کے مسائل میں محترم سید امیاز علی شاہ صاحب کے ایک سوال کا جواب دیا ہے جو انہوں نے داڑھی کا مذاق اڑانے والے کے بارے میں کیا تھا۔ آپ کے جواب سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ داڑھی کا مذاق اڑانے والا مرتد ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جبکہ داڑھی رکھنا سنت اور سنت کا مذاق اڑانے یا انکار کرنے والا اسلام سے خارج یا مرتد نہیں ہوتا مگر گناہ ہگار ہو جاتا ہے جبکہ فرض کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس سے میراث شاید ہگز نہیں کہ داڑھی کا انکار یا مذاق کیا جائے (نعوذ باللہ) یہ سخت گناہ کا کام ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ شریعت کی روشنی میں صحیح فتویٰ جاری کیا جائے۔

جواب۔ داڑھی رکھنا صرف سنت نہیں بلکہ واجب ہے اور اس کا منڈانا یا تراش

حرام اور گناہ کیمیرہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی کسی بات پر عمل نہ کرنا تو گناہ ہے لیکن دین کی کسی بات کا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا صرف گناہ نہیں بلکہ کفر و ارتاد ہے اور اس سے آدمی واقعتاً وائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی سنت کا مذاق اڑانا یا اس کو برآ سمجھنا اور نفرت کی نگاہ سے دیکھنا دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تفییص اور آپ کا مذاق اڑانا ہے۔ کیا کوئی نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تفییص کرنے اور آپ کا مذاق اڑانے کے بعد بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوؤہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی مبارک سنت کا مذاق اڑانے کی جرأت کر سکتا ہے؟ اور کوئی بدجنت اس کی جرأت کرہی بیٹھے تو اس کا ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! بھی نہیں! ایمان تو مانے اور تسلیم کرنے کا نام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چھوٹی سے چھوٹی سنت کا بھی مذاق اڑانے یا اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھئے، کیا اس نے ایمان و تسلیم کا مظاہرہ کیا یا شیطان کی طرح کبر و نحوت اور کفر و عناد کا یہ نکتہ قرآن کریم، احادیث شریف اور اکابر امتحان کے ارشادات سے بالکل واضح ہے کہ کسی سنت کا مذاق اڑانے نے والا مسلمان نہیں، کافر و مرتد ہے۔ آنخباں نے جو فرمایا کہ سنت کا مذاق اڑانے سے آدمی صرف گنگہار ہوتا ہے اور فرض کا مذاق اڑانے سے کافر و مرتد ہو جاتا ہے یہ اصول صحیح نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ دین کی کسی بات کا مذاق لڑانا کفر و ارتاد ہے۔

واڑھی..... مسلمانوں کے شخص کا اظہار

سوال۔ جمعہ کی اشاعت میں ایک مضمون نظر سے گزرا، مضمون نگار اپنے اس مضمون میں نہ صرف بہت زیادہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ ایک ایسی الزام تراشی کے مرتكب ہوئے ہیں جس کا تصور بھی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔

صاحب مضمون نے اپنے مضمون میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرد اور عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے دنوں کی نفیات، جذبات اور چہروں میں نمایاں فرق رکھا ہے مرد کے چہرے پر عورت کے چہرے کے برکس مردانہ و جاہت کیلئے داڑھی تخلیق فرمائی ہے بلکہ سجائی ہے مگر افسوس کہ آج ایمان کے دعوے داروں نے اللہ تعالیٰ کی اس بہترین تخلیق کا انکار کیا، بلکہ دشمنی کی فطرت انسانی کو رد کر دیا، اسے اپنے چہروں سے کاٹ کر پھینک دیا، اس بات کی پہچان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی ہے، مگر بس ایک چیز بے کار پیدا کی ہے اور وہ مرد کے چہرے پر داڑھی (معاذ اللہ) میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی بھی مسلمان اس بات پر ایمان نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے داڑھی بے کار پیدا کی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی الزام تراثی ہے جو وہ تمام مسلمانوں پر کر رہے ہیں۔ اس سے آگے چل کر موصوف نے صحیح مسلم اور مخلوق کی احادیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بھی بیان کی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان مردوں پر لعنت ہو جو عورتوں کی مشاہدہ کریں اور ان عورتوں پر لعنت ہو جو مردوں کی مشاہدہ کریں۔ اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ داڑھی نہ رکھنے والوں کو عیسائیوں کے چہرے سے محبت، ہندوؤں کے چہروں سے محبت، مرد ہو کر زنانے چہروں سے محبت اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے نفرت (معاذ اللہ) تمام انبیاء کے چہروں سے نفرت، صحابہ رضی اللہ عنہم کے چہروں سے نفرت (معاذ اللہ) یہ ہے ایمان یہ ہے اطاعت و فرمانبرداری رسول مُندر جہ بالآخر یہ میں تو مضمون نگار نے ایک ایسی بات کی ہے، ایک ایسا الزام لگایا ہے جس کا تصور کسی ایسے مسلمان سے بھی نہیں کیا جاسکتا جو صرف اپنے نام کا مسلمان ہو اور اس نے آج تک کوئی عمل بھی مسلمانوں جیسا نہ کیا ہو لیکن پھر بھی اس کے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چہرہ مبارک سے اتنی شدید گہری محبت ہوتی ہے کہ جس کا تصور بھی

شاید نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان اپنے دل میں انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کا تصور توڑہ میں لا ہی نہیں سکتا۔ تاریخ اسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ ناموس رسالت پر جان دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنا سرتک کٹا دینے والے عامی مسلمان تھے۔ آخر میں میں صاحب مسمون سے درخواست کروں گا کہ خدار! آخرت کی جوابد ہی کو پیش نظر کھیں اور عام مسلمانوں پر ان باتوں کا الزام نہ لگائیں جس کا تصور بھی وہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے معاشرے میں جو میں کہوں گا کہ نوے فیصد غیر اسلامی معاشرہ ہے بے انتہا سنتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے لیکن ان سنتوں پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ معاذ اللہ عام مسلمان یہ گناہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نفرت یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت کی بنیاد پر کر رہا ہے بلکہ یہ گناہ وہ یقیناً گناہ کا احساس رکھتے ہوئے معاشرے کی خرابی کی بنا پر کر رہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ گناہ اس سے غیر شعوری طور پر سرزد ہو رہا ہے۔ جب دوسرے گناہوں میں ملوث ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت کر رہا ہے تو داڑھی نہ رکھنے کا یہ مطلب کہاں سے ہے کہ اسے معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت ہے؟ خدا کے واسطے! ایسی تحریروں سے اجتناب کریں جس میں الزام تراشی کے سوا کچھ نہ ہو، ایسے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں جس سے لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کا مطلب نکالیں، ایسی ہی تحریروں سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں اور الزام تراشی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

جواب۔ آپ کا یہ کہنا صحیح ہے کہ گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی اللہ تعالیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتا ہے، لیکن محبت دل میں چھپی ہوئی چیز ہے اور اس کا اظہار آدمی کی حرکات سے ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو معلوم ہے کہ داڑھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور اس کے تراشے پر یہاں تک غیظ و غضب کا اظہار فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھ جانے کا حکم فرمایا اور یہ کہ میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۶۹)

اس بنا پر تمام فقہائے امت نے واڑھی منڈوانے کو حرام اور گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ جو مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تاکیدی حکم کے خلاف نصاریٰ اور مجوہیوں کی مشاہدہ کرتا ہے، اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے؟ واڑھی منڈوانا عورتوں کے ساتھ مشاہدہ ہے اور عورتوں کی مشاہدہ کرنے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے کیا کوئی مسلمان جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت ہو وہ اس ملعون کام کو کرے گا؟ یہ تو آپ نے صحیح فرمایا کہ بعض مسلمان غیر شوری طور پر معاشرے کی خرابی کی وجہ سے اس گناہ کے مرتكب ہوتے ہیں، لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں جو واڑھی سے نفرت کرتے ہیں، اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ واڑھی منڈاً، ورنہ لڑکی نہیں دیں گے اور بہت سے والدین اپنے نوجوان لڑکوں کو اس گناہ پر مجبور کرتے ہیں، کیا ان کے بارے میں یہی کہا جائے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے؟ میں ان کے دل میں چھپی ہوئی محبت کا انکار نہیں کرتا، لیکن ان کا طرز عمل محبت کی نفی کرتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضد اور عناد کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت نصیب فرمائے۔

عبادت کی قبولیت

سوال۔ کیا واڑھی نہ رکھنے اور کٹوانے والوں کی عبادت قبول ہوگی؟

جواب۔ یہ تو قبول کرنے والا ہی جانتا ہے لیکن جو شخص عین عبادت میں بھی خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی علامت منہ پر لئے ہوئے ہو اسے نہ اس پر نہ امت ہوئہ وہ اس سے قوبہ کرے اس کی عبادت قبول ہونی چاہئے یا نہیں؟ اس کا فتویٰ اپنی عقل خداداد

سے پوچھئے: مثلاً جو شخص حج کے دوران بھی اس گناہ سے توبہ نہ کرے اور نہ حج کے بعد اس سے باز آئے، کیا خیال ہے کہ اس کا حج، حج مبرور ہو گا؟ جبکہ حج مبرور نام ہی اس حج کا ہے جو خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے پاک ہو۔

معمولی داڑھی کا کٹانا

سوال: میری ٹھوڑی پر داڑھی تھوڑی سی ہے اور دونوں کلے صاف ہیں، دونوں کانوں کے سامنے چار چھ بال ہیں، قلم کٹا کر ان کو بھی کٹا سکتے ہیں کہ نہیں؟
جواب: نہیں۔ (امداد الفتاویٰ حج ۲۲۳ ص ۲۲۲)

یک مشت سے کم داڑھی کا حکم

سوال: جناب مولوی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے ”ایے شخص کے پیچے جو داڑھی منڈ اتا یا اتنی کتر و اتا ہے کہ دیکھنے میں داڑھی والا معلوم نہیں ہوتا نماز مکروہ ہے۔ یک مشت سے اگر قدڑے کم ہو تو مکروہ نہیں، یک مشت ناپنے میں تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے“ کیا یہ جواب صحیح ہے؟

جواب: اشتہار واجب الاطہمار میں جو فتویٰ میرے نام سے چھپا ہے چونکہ اس کی نقل میرے پاس نہیں ہے اس لیے میں یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ میرا لکھا ہوا ہے یا نہیں، بہرحال اس مسئلے میں میرا خیال یہ ہے کہ داڑھی منڈ اتا یا منڈی ہوئی کے قریب قریب کتر و اتا مکروہ تحریکی یا حرام ہے کیونکہ امر ”اعْفُوا اللَّهُ“ کے خلاف ہے اور یک مشت رکھنا مسنون ہے، اس مقدار سے زائد کو کتر و ادینا جائز ہے یک مشت کی مقدار احادیث سے ثابت ہے اور وہ احادیث ظنی ہیں اس لیے اس مقدار کو فرض یا واجب قرار دینا مشکل ہے کہ اس کے خلاف کو حق کہہ دیا جائے۔ یک مشت کی مقدار کو میں مسنون کہتا ہوں اور اس کے خلاف کو مکروہ بھی کہتا ہوں مگر یک مشت سے اتنی کمی کہ وہ دور سے تمیز نہ ہو سکے، میرے خیال میں مکروہ اور ناجائز ہونے کے باوجود اس قابل نہیں کہ اس کو موجب

فقط اور مکروہ تحریکی قرار دیا جائے ہاں مکروہ تنزیہ کی اور خلاف سنت کہہ سکتے ہیں جو عبارتیں فقہاء کی نقل کی جاتی ہیں ان میں یکمشت سے کمی کی ان صورتوں کا حکم بیان کیا جاتا ہے جو بین اور متغیر طور پر کمی ہیں اور جن کو "عورتوں کے ساتھ مشابہت" کے تحت میں داخل کیا جاسکتا ہے وہ لعنت کے تحت میں آئیں گی یہ بات میری اور ہر سمجھدار شخص کی سمجھتے باہر ہے کہ جس شخص کے چہرے پر داڑھی ہے اور ایک مشت سے بقدر ۸/۱۰ انچ کے کم ہے اس کو کوئی شخص عورتوں کے مشابہ قرار دے کر ملعون قرار دے سکے۔

یہ ظاہر ہے کہ حدیث سے داڑھی بڑھانے کا حکم ثابت ہوتا ہے لیکن یہ بھی ظرفی ہے کہ اعفاء سے غیر محدود بڑھانا مراد نہیں کیونکہ یکمشت سے زائد کتر وانا بالاتفاق جائز ہے بلکہ زیادہ لمبا ہو جانے کو فقہاء نے مکروہ اور خفت عقل کی دلیل قرار دیا ہے تو جب غیر محدود بڑھانا مراد نہیں ہے تو کس قدر بڑھانا لازم ہے اس کے لیے تحدید صرف قبضے والی روایت سے ہو سکتی ہے لیکن وہ (ظرفی) ہے اس مرتبہ میں نہیں کہ اسکو تحدید یا اعفاء کے لیے دلیل بنایا جائے کیونکہ فعلی روایتیں ہیں جن کا مفاد یہ ہو سکتا کہ ایک قبضے تک رکھ کر زیادہ کوٹوانا ثابت ہے لیکن ایک تہذیہ (مشت بھر) فرض ہے یا مسنون یا مستحب اس کا فیصلہ ان حدیثوں سے نہیں ہو سکتا، اس لیے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ ایک تہذیہ (مشت بھر) کی حد کو مسنون قرار دیا جائے اور حلق یا قطع فاحش کو عجیبوں یا عورتوں کے ساتھ مشابہت ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریکی کہا جائے اور قطع یہir غیر متغیر کو خلاف سنت یا مکروہ تنزیہ کیا جائے۔ یہ حضرت مفتی صاحبؒ کی تحقیق ہے جس کا دیگر محققین کی تحقیق کے مطابق ہوتا ضروری نہیں "مئع الاغایات المحتی ج جس ۳۳۴)

ایک مشت سے زائد داڑھی کتر وانا جائز ہے

سوال: داڑھی کا قصر کس قدر جائز ہے؟

جواب: مقدار تہذیہ (مشت بھر) یعنی ایک مشتی سے زائد ہو جائے اس وقت کتر وانا جائز ہے "اور ایک مشتی سے پہلے کتر وانا جائز نہیں" (مئع) (المحتی ج جس ۳۳۴)

رمضان وغیر رمضان میں داڑھی منڈانا

سوال: ایک شخص رمضان میں داڑھی رکھ کر بعد رمضان منڈا دیتا ہے کہتا ہے؟ کہ رمضان میں گناہ سے بچنے کے لیے نہیں منڈا تا، اس کا یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: داڑھی منڈا ایک فعل حرام ہے جس سے یہ شخص ماہ رمضان میں بچا رہا، اب اگر بعد رمضان یہ شنیع حرکت کرے گا تو ایک فعل حرام کا بعد از رمضان مرتبک ہو گا اور گنہگار ہو گا، خود موٹہ دے تو فعل حرام کا مرتبک ہو گا، اسی طرح تائی سے منڈا دئے تو وہ موٹہ نے والا بھی گنہگار ہو گا۔ ”رمضان ہو یا غیر رمضان داڑھی موٹہ نایا موٹہ انا حرام ہے“ (مَعْ) (فتاویٰ رحمہ اللہ علیہ ح ۲۱۸ ص ۲۱۸)

داڑھی کو اوپر چڑھانا

سوال: بھوڑی پر داڑھی کو اوپر چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں۔ ”قوم سکھ کا شعار ہے“ (مَعْ) (فتاویٰ عبدالحیی م ۵۰۸)

مجاہدین کو داڑھی منڈانا

سوال: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم کیوں داڑھی منڈاتے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مجاہدین ہیں، تو کیا مجاہدین کے لیے کسی مصلحت کی وجہ سے داڑھی منڈانے کی اجازت ہے؟ اگر ہے تو کس حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: انہیں سے پوچھو کر داڑھی منڈانے کی اجازت مجاہدین کے لیے کس دلیل سے ثابت ہے، حدیث شریف میں تو داڑھی منڈانے کی ممانعت عام ہے پھر مجاہدین کو کس دلیل سے مستثنی کرتے ہیں۔ ”کیا واقعًا لوگ اسلامی مجاہدین ہیں؟“ (مَعْ) (فتاویٰ محمودیہ ح ۵ ص ۲۲۷)

ملازمت کی خاطر داڑھی منڈانا

سوال: میرا ایک دوست محدود احمد ہے اس کو داڑھی کا بہت شوق ہے مگر چونکہ انگریزی فوج میں ملازم ہے اس کو داڑھی رکھنے کا حکم نہیں، الہادہ جانتا چاہتا ہے کہ شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر بال انگریزی ہوں اور کتر وادیں تو کیا حکم ہے؟ ملازم قیص پتوں سے ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر سر پر ٹوپی نہ ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ان سورنس کرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حق تعالیٰ آپ کو اور آپ کے دوست کو عافیت سے رکھے اپنی مرضیات پر عمل کی توفیق دئے داڑھی رکھنا اور اس کا بڑھانا شرعاً واجب ہے ایک مشت سے پہلے کشانا جائز نہیں، انگریزی بال رکھنا مناسب نہیں، جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے تو صورت و شکل، وضع قطع بھی اسلامی چاہیے۔

ایک سکھ نے فوج میں ملازمت کی اور شرط رکھی کہ داڑھی نہ کٹاؤں گا، اس کی درخواست منظور ہوئی، آپ کے دوست بھی اس کی کوشش کر لیں، قیص اور پتوں سے بھی نماز درست ہو جائے گی جبکہ سب ارکان صحیح طریقہ پر ادا ہو جائیں، سر پر ٹوپی رکھنا مستحب ہے بلاؤ پی بھی نماز ہو جائے گی ان سورنس جائز نہیں لیکن اگر قانون ملازمت کی وجہ سے مجبوری ہو تو ایسا آدمی بھی شرعاً معذور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۲ ص ۳۵۲)

داڑھی اگانے کی نیت سے استرا پھیرنا

سوال: میری داڑھی نکلی ہے مگر درمیان میں بعض جگہ بالکل بال نہیں ہیں، اس لیے بد نہ معلوم ہوتا ہے اگر خالی جگہ پر استرا پھیرا جائے تو بال نکل آتے ہیں، اس نیت سے موضع ریش پر استرا پھیرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: موضع ریش کا بعض حصہ بال سے خالی ہو تو بال نکل جائیں لوریش بھر آئے اس غرض سے خالی جگہ پر بطور علاج استرا پھرلنے میں مضافات نہیں لیکن اگر موضع ریش پر جھوٹے اور متفرق بال ہوں تو بڑھانے اور ملا نے کی غرض سے ان بالوں کو موٹھا درست نہ ہو گا۔ (لتولی تنبیہ)

دارہ می کشانے سے مسلمان رہتا ہے یا نہیں؟

سوال: اگر دارہ می نہ کھلی جائے تو کیا مسلمان کا اسلام خطرہ میں پڑ جاتا ہے اور اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے؟

جواب: یہ سوال اس نوعیت کا ہے جیسے کوئی پوچھے کہ اگر انسان کی ناک کٹوادی جائے تو کیا انسانیت خطرے میں پڑ جاتی ہے؟ اور وہ انسانیت کے دائرے سے نکل جاتا ہے یا آدمی کا ہاتھ پاؤں کاٹنے سے کیا اس کی جان جاتی رہتی ہے اور وہ مردہ ہو جاتا ہے تو جواب یہ ہو گا کہ نہیں، ناک یا ہاتھ پاؤں کٹانے سے انسانیت کے دائرے سے تو نہیں لکھتا یا مردہ ہو جانا ضروری نہیں، بے ناک اور بے ہاتھ پاؤں کے بھی زندہ تورہ سکتا ہے مگر ناقص اور عیبی، اسی طرح دارہ می منڈانے والا اسلام کے دائرے سے تو نہیں لکھتا مگر اسلام کے لحاظ سے ایسا مسلمان ہے جیسا انسانیت کے لحاظ سے ناک یا ہاتھ پاؤں کٹا ہوا انسان، یعنی نافرمان اور فاسق مسلمان، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو دارہ می بڑھاؤ، موچھیں کترداو، اس حکم کے ماتحت دارہ می رکھنا واجب ہے۔ ”ایک مٹھی سے کم کرنا جائز نہیں“ (موع) (فتاویٰ الحنفی ۱۷۸ ص ۱۹۸)

عورت کے دارہ می موچھ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: عورت کے لیے دارہ می موچھ کے بال نکل آئیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: منڈا سکتی ہے بلکہ عورت کو دارہ می کے بال صاف کرادیا مستحب ہے۔

”تاکہ مرد معلوم نہ ہو، عورت کی عمر خواہ کتنی ہو چکی ہو“ (موع) (فتاویٰ رضیہ ۲۷۲ ص ۲۷۷)

دارہ می موچھ علامت بلوغ نہیں

سوال: لڑکا کتنے سال پر بالغ ہوتا ہے اور موئے زیر ناف اور دارہ می موچھ آناعلامت بلوغ ہے یا نہیں؟

جواب: داڑھی مونچھ مونے زیرناف علامت بلوغ نہیں بلکہ ازوال احتلام احباب
علامت بلوغ ہیں؟ اگر یہ علامت ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال پورے ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جائے گا۔ ”سال قمری معتبر ہے جو ششی سال سے وہ دن کم ہوتا ہے“ (ممع) (ندی گودی)

خضاب لگانا کیسا ہے؟

سوال: خضاب لگانا کیسا ہے؟ اور اس میں سرخ و غیر سرخ کی کیا تفصیل ہے؟

جواب: خضاب سرخ یا سبز، زرد بالاتفاق جائز بلکہ مستحب ہے سیاہ خضاب جہاد میں
ہبیت دشمن کیلئے جائز ہے اور محض زینت کیلئے مختلف فیہ ہے عامہ مشائخ کا قول کراہت کا
ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے جائز رکھا ہے لیکن راجح نہ کرتا ہے۔ (امداد الفتاوی)

داڑھی کو بننا کر سنوار کر رکھنا چاہئے

فقیر الحصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

داڑھی کو بننا کر سنوار کر رکھنا چاہئے۔

محبوب حقیق اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہے۔

یہ واجب شری ہے۔ اس لئے اس کا احترام واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کے جبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک ہے۔

اسلام کا شعار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دوی ہوئی زینت ہے۔

مردانہ شعار ہے۔ عوام کیلئے داڑھی رکھنے کی ترغیب و تشویق ہے۔

اضافہ از جامع۔ حضرت اقدس کی داڑھی مبارک بہت خوبصورت و جاذب نظر ہے

حتیٰ کہ پچھے بھی دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں ایک بار متعلقین میں سے ایک صاحب کے

کسن پچھے نے اپنے البا سے کہا کہ ابو! آپ کی داڑھی تو بس ایسی ہے، حضرت اقدس کی

داڑھی دیکھنے کیسی خوبصورت اور شودار ہے۔ ٹورنٹو میں جب حضرت اقدس کے بیان ہوئے

تو ایک شخص نے آکر بتایا کہ آپ کی داڑھی دیکھ کر مجھے داڑھی رکھنے کی بحث ہوئی ہے۔ جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ روزانہ اس شیطانی کام پر کتنے اہتمام سے کم از کم پندرہ میں منٹ صرف کرتے ہیں اور پھر بار بار منہ پر ساتھ پھیر کر آئینے میں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ یہ شیطان کے بندے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے داڑھی رکھنے کی توفیق عطا فرمائی انہیں اس سے سبق سیکھنا چاہئے کہ وہ داڑھی کی حفاظت، صفائی اور زینت کیلئے روزانہ کتنا وقت دیتے ہیں۔ جو لوگ اس بارے میں غفلت کا شکار ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ کیا قیامت میں پوچھنہ ہوگی کہ اتنی مبارک چیز کی حفاظت و تزیین کیلئے کبھی یہ فتنے میں پانچ منٹ بھی نکالنے کی توفیق نہ ہوئی۔

موچھوں کو تراشنے سے متعلق احکام

داڑھی رکھنے کے ساتھ ساتھ موچھوں کو تراشنا بھی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اکابرین علماء نے موچھوں کو موٹنے سے منع فرمایا ہے یعنی بالکل منادینا، موچھوں کو تراشنے کے بارے میں فرمایا موچھیں اتنی کاثلی جائیں کہ اوپر کے ہونٹ کا کنارہ ظاہر ہو جائے ایک قول ہے کہ اتنی تراشی جائیں کہ وہ بھنوؤں کی مانند بن جائیں۔ موچھوں کو تراشنے کے بارے میں ابو امامہؒ کی روایت ہے کہ

اخراج احمد ص ۲۶۳ ج ۵ عن ابی امامۃ قال قلنا یا رسول الله ان اهل الكتاب یقصون عثانيهم و یوفرون سباليهم قال فقال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصوا سباليکم و وفرو اعثانیکم و خالفوا اهل الكتاب کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل کتاب داڑھیوں کو کائنے اور موچھوں کو چھوڑتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم لوگ موچھیں کاٹو اور داڑھیاں چھوڑو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ اس روایت میں اسر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ داڑھیوں کا کائن اور موچھیں بڑھانا اہل کتاب کا طریقہ اور ان کے ساتھ مشابہت ہے۔

عن ابن عباس قال لما فتح رسول الله صلى الله عليه وآلہ وسلم مکہ قال ان الله ورسوله حرم شرب الخمر وثمنها قال وقصوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تمشوا فی الاسواق الا وعليکم الا زرانه ليس منا من عمل سنة غيرنا رواه الطبرانی فی الاوسط (مجموع الرسائل ۱۶۸ ج ۵)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو قریما کہ اللہ تعالیٰ نے شراب پینے اور اس کی قیمت کو حرام کیا ہے اور فرمایا کہ موچھوں کو کافٹا اور داڑھیوں کو چھوڑ دا اور بغیر تہیند کے بازاروں میں نہ چلا کرو اور جو ہمارے غیر کے طریقے پر عمل کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خالفو المشرکین وفروا اللحی واحفوا الشوارب (متفق علیہ)
یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرکوں کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور موچھیں کتراؤ۔
نیز صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا
جتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:-

جزو الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجبوس (مسلم ثریف ج ۹ ص ۱۳۹)
”دیکھنے موچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ مجبوسیوں کی مخالفت کرو۔“

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدینی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ان روایات کے مثل اور بہت سی روایتیں کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجبوس اور مشرکین اس زمانے میں داڑھی منڈاتے تھے اور موچھیں بڑھاتے تھے۔ جیسا کہ آج عیسائی قوم کرنہ ہے۔

موچھھ تراشا

موچھوں کے بارے میں حدیثوں میں پانچ لفظ وارد ہوئے ہیں

(الف) جزو الشوارب (موچھیں کاٹو)

(ب) قص الشارب۔ (موچھ کترنا)

(ج) احفوا الشوارب۔ (موچھیں پست کرو)

(د) انهکوا الشوارب۔ (موچھوں کو اچھی طرح پست کرو)

(ه) اخذ الشارب۔ (موچھ لینا)

موچھیں نہ کٹانے والا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی امت میں سے نہیں

”عن زید بن ارقم رضی الله عنہ ان رسول الله صلی الله علیہ

وآلہ وسلم قال من لم يأخذ من شاربه فليس منا“

”زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص موچھیں نہ کٹائے وہ میری امت سے نہیں ہے۔“

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ جو شخص موچھیں نہ کٹائے وہ ہماری امت میں شامل نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ داڑھی کا بھی یہی حکم ہے جو نہ کرو ہوا۔ یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی مبارک بڑھاؤ۔ موچھیں کٹاؤ، جو موچھیں نہ کٹاؤ کر امت محمدیہ (جماعت محمدیہ) سے خارج ہو رہا ہے بالکل اسی طرح ہی داڑھی نہ بڑھا کر بھی اس امت سے خارج ہو رہا ہے۔

پس یہ ان لوگوں کے لئے سخت سے سخت وعید ہے جو شخص انسانی خواہش یا شیطانی بہکاوے کی وجہ سے داڑھی منڈاتے ہیں۔

اور اس کی وجہ سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اپنی امت سے خارج ہونے کا اعلان فرمائے ہیں۔ کیا کوئی موسیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذرا بھی تعلق ہے اس دھمکی کو برداشت کر سکتا ہے ہرگز نہیں! اور سرکار دو

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو داڑھی منڈانے کے گناہ سے اس طرح نفرت تھی کہ جب شاہ ایران کے قاصد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو ان کی داڑھیاں موٹھی ہوئی تھیں اور موجھیں بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھیں۔ بس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف نظر کرنا (دیکھنا) بھی گوارہ نہیں فرمایا اور اپنا منہ (پورا چہرہ مبارک) پھیر لیا اور فرمایا تمہاری ہلاکت ہو کم کوس نے یہ شکل بگاڑنے کا حکم دیا ہے وہ بولے کہ ہمارے رب کسری نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے رب نے تو مجھے داڑھی بڑھانے اور موجھیں کٹوانے کا حکم فرمایا ہے جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور مجوہیوں کے رب کے حکم کی پیروی کرتے ہیں ان کو ہزار بار سوچتا چاہیے کہ وہ قیامت کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے اور اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنی شکل بگاڑنے کی وجہ سے میری امت سے خارج ہو تو پھر شفاعت کی امید کس سے رکھیں گے۔

اے مسلمانو! سچو سچو ہزار بار سوچو ایک ہی سہارا تھا وہ بھی چھوٹ گیا تو پھر کیا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ موجھیں بڑھانا اور اسی طرح داڑھی منڈانا یا کترانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی گناہ کبیرہ پر ہی ایسی وعید فرماسکتے ہیں کہ ایسا کرنے والا امیری امت یا جماعت سے خارج ہے۔



محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا تقاضہ

حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔
”حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

”من احبنی فقد اطاعنی و من اطاعنی کان معنی فی الجنة“
جس نے مجھ سے محبت کی بے شک اس نے میری اتباع کی اور
جس نے میری اتباع کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔
اس سے معلوم ہوا کہ محبت کا شرہ لازمی اطاعت ہے۔ اگر
اطاعت اور اتباع سنت نہیں ہے تو دعویٰ محبت باطل ہے نیز
عاشقِ دعویٰ نہیں کرتا عاشق تو عمل کرتا ہے۔

عشق کی اولین منزل ترک دعویٰ یعنی فنایتِ محض ہے اور جو
مدئی بنا ہوا ہے تو مدئی اپنی بقاء کا قائل ہے اس میں فنایت
کہاں؟ اس لئے اگر کوئی عاشق رسول ہے تو اس کی ملامت یہ
ہے کہ دعویٰ نہ ہو کہ میں عاشق رسول ہوں بلکہ نادم ہو کہ جتنا
عشق کرنا چاہئے تھا وہ نہیں کرسکا۔.... (جواہر حکمت)

دارٹھی

رکھنے والوں کے

ایمان افروز واقعات

سنن کے مذاق سے کفر کا اندیشہ ہے

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں۔

کوئی سنن ایسی نہیں ہے جس کو چھوٹا سمجھ کر اس کی تحقیر کی جائے۔ دیکھئے فرض کریں کہ اگر کسی شخص کو کسی سنن پر عمل کرنے کی توفیق نہیں ہو رہی ہے تو کم از کم اس شخص کو بہتر سمجھے جس کو اس سنن پر عمل کرنے کی توفیق ہو رہی ہے۔ لیکن اس سنن کا مذاق اڑانا، اس کی تحقیر کرنا، اس کو برقرار دینا۔ اس پر آوازیں کتنا۔ ان افعال سے اس شخص پر کفر کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اونی سے اونی سنن کے بارے میں بھی کبھی تحقیر اور تذلیل کا کلمہ زبان سے نہیں نکالنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے آمین

(اصلی خطبات)

مجھے داڑھی کی توفیق کیسے نصیب ہوئی؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت الحاج محمد شریف صاحب رحمہ اللہ نے اپنی سرگزشت حیات خود تحریر فرمائی جو ایمان افروز بھی ہے نے زندگی کو کس طرح سنوارا اور اصلاح پذیر بھی شیخ کی صحبت اس کی مکمل تفصیل ہے۔ یہ مقبول عام کتاب ”اصلاح دل“ کے نام سے شائع شدہ ہے جس کے مطالعہ سے ہزاروں افراد کی زندگیوں میں خونگوار اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ ذیل میں حضرت کی مذکورہ سوانح سے داڑھی کے متعلق پرا شروعات لکھے جاتے ہیں۔ (مرجب)

جون ۱۹۲۹ء میں موجودہ الہیہ سلمہ سے میرا عقد نکاح ہوا۔ (حضرت نے یہ عقد ہانی پہلی الہیہ کی وفات کے بعد کیا تھا) (ناقل) اس وقت اسکی عمر پندرہ، رسولہ برنس کی تھی اور میں اپنی زندگی کے اٹھائیں سال مکمل کرنے کو تھا۔ حضرت اقدسؐ سے تعلق بیعت پیدا کرنے کے لئے درخواست کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ وجہ ظاہر تھی کہ میں پاریش نہ تھا تو کس منہ سے اتنی بڑی چیز کی درخواست کرتا؟ داڑھی رکھنے کا ارادہ بھی کرتا تو شیطان دل میں یہ وسوسہ ڈالتا کہ تیری بیوی کیا خیال کرے گی کہ کس بوڑھے سے پالا پڑا میں نفس و شیطان کے ان وساوس سے مغلوب ہو جاتا..... گھر میں لفافے منگوار کئے تھے اللہ کا فضل شامل حال ہوا چشمی کا دن تھا، مولا ناشیر صاحب (مرحوم) اپنے گاؤں گئے ہوئے تھے۔ سکول کی ڈاک میں رسالہ ”مسیح“ آیا۔ میں نے پڑھا تو اس میں نیبرے ہی حال کے مطابق مضمون تھا۔ حضرت ”کے مضمون کا حاصل یہ تھا کہ بعض لوگ بزرگوں سے اپنا

تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں مگر خیال کرتے ہیں کہ پہلے پاک صاف ہو لیں پھر اپنے آپ کو پور کریں گے۔ حضرت نے طریقت و سلوک کے اس بڑے "سنگ راہ" کو عجیب مثال سے سمجھایا تھا۔ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کے ہاتھوں میں تو پاخانہ بھرا ہوا اور دریا کے کنارے کھڑا ہوا یہ خیال کرے کہ پہلے ہاتھ پاک کر لوں پھر دریا میں ہاتھ ڈالوں۔ فرمایا، ہاتھ پاک کرنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہاتھ دریا میں ڈال دیئے جائیں، پاک ہو جائیں گے اور دریا بھی پاک رہے گا۔ اس مضمون کا دل پر گہرا اثر ہوا۔ سارا مضمون ہی گویا میرے حال کے مطابق تھا۔

رکاوٹ کا دور ہونا

ای روز نماز مغرب کے بعد الہیہ کے پاس بیٹھا تھا، انہا ماجر استایا اور پوچھا کہ "خدا کی بندی مجھے بتا اگر میں داڑھی رکھ لوں تو تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا؟" الہیہ بھی ماشاء اللہ بہت سمجھدار واقع ہوئیں۔ کہنے لگیں آپ یہ بتائیں کہ داڑھی منڈ وانا ثواب ہے یا گناہ؟ میں نے کہا منڈ وانا سخت گناہ ہے اور رکھنا بہت بڑا ثواب۔ الہیہ نے جواب دیا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں آپ کو یہ کہوں گی آپ گناہ کا کام کریں مجھے داڑھی منڈے اچھے نہیں ہے۔ آپ داڑھی رکھیں مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہ ہو گا بلکہ خوشی ہو گی۔

بیعت کی درخواست

اب موافق مرتفع ہو گئے دل کو حوصلہ دے کر لفافے لئے اور رات ہی کو حضرت اقدس کی خدمت میں تعلیم کے لئے درخواست لکھی۔

۸ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ کی شب تھی۔ میرا یہ چھٹا خط تھا جس کا مضمون یہ تھا "حضرت والا! اس ناچیز کی زندگی کا بہترین حصہ دنیوی اور انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں گذر گیا تقریباً چھ سال تک ایک آریہ سکول میں بھی پڑھتا پڑھاتا رہا۔ دینی تعلیم سے محروم رہا۔ تھوڑے عرصہ سے ایک بندے کی صحبت میسر ہوئی ہے۔ اسی وقت سے

حضرت والا کی مختلف تصانیف اور مواعظ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے روز بروز دینی شوق برداشتا گیا، حرام اور حلال میں تمیز ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی دھن گئی۔ یوں تو یہ ناچیز عرصہ سے حضرت والا سے تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ایک ہفتہ حضرت والا کی صحبت میں بھی رہ چکا ہے اور خطوط کے ذریعے حضرت والا سے ضروری سائل بھی دریافت کرتا رہا ہے اور حضرت والا رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔ لیکن باقاعدہ تعلیم کے لئے درخواست نہ کر سکا اور حضرت والا کی توجہ خاص سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ یہ ناچیز بیعت کے لئے درخواست کرتا لیکن چونکہ شروع ہی میں حضرت والا اس چیز کو پسند نہیں فرماتے اس لئے یہ عرض کرنا خلاف ادب سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ادب وہی ہے جو حضرت پسند فرمائیں ہے حضرت والا یہ ناچیز نہایت ہی نکما ہے۔ مگر توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضرت والا کی دعاوں کی برکت سے یہ ناچیز رضائے مولا حاصل کرنے سے محروم نہ رہے گا۔ حضرت والا! اس ناچیز کو تعلیم فرمائیں۔ میرا مقصود اس تعلیم سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنا ہے۔ اور حضرت والا سے اللہ تعالیٰ کے احکام دریافت کرنا ہے جن سے رضائے مولا حاصل ہوتی ہے۔

شیطان کا حملہ

فرط جذبات میں خط تو لکھ دیا۔ رات کا وقت تھا، سو گیا میرے سوتے ہی سارے یہ جذبات بھی سو گئے اور صبح تک سارا جوش و جذبہ کافور ہو گیا۔ نفس اپنے محلہ میں کامیاب رہا۔ صبح بیدار ہوا تو نفس نے پھر ”عظ کہنا“ شروع کیا کہ اس کے معنی تو یہ ہوئے کہ داڑھی رکھنا پڑے گی۔ ایسی بھی کوئی مجبوری ہے عمر پڑی ہے پھر رکھ لینا۔ تمیک ہے یہ بہت محبوب سنت ہے۔ عملی کوتا ہی ہے اللہ سے معافی مانگ لینا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض نفس اپنی تدبیر میں کامیاب رہا اور میں نفس سے مغلوب ہو گیا میں نے خط کو لیٹر بکس میں ڈالنے کے بجائے گھر کے بکس (سوٹ کیس) میں رکھ دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا گیا۔ گوخط حوالہ ڈاک نہ کر سکا تھا اور حضرت کی خدمت عالیہ

میں عریضہ نہ پہنچا گر گھر میں پڑے خط کے مضمون اور قلب و دماغ کے درمیان ہلکا سا ربط ضرور باقی تھا۔ نفس و عقل کی کشاکش جاری تھی اسی دوران وسی روز کے بعد حضرت کے مواعظ کا ایک اور رسالہ بذریعہ ڈاک پہنچا۔ اس وعظ میں بھی ”خود سپردگی“ کے بارے میں ساحل دریا پر کھڑے ناپاک ہاتھوں والے آدمی کے قصہ کا تذکرہ تھا۔ جو اس انتظار میں تھا کہ اول ہاتھ پاک کروں پھر دریا میں ہاتھ ڈالوں۔

پہلا قدم

اسی مضمون کو پڑھا پھر پہلے کا سا جوش عود کر آیا۔ سوچا کہ نہ جانے پھر نفس کوئی نہیں تدیر کوئی نہیں راہ دکھلادے، سوت کیس سے لفافہ نکلا اور ۸ تاریخ کے ساتھ ایک کا ہندسہ بڑھا کر ۱۸ اجہادی الشائیہ کر دیا اور لفافہ پر ڈاک کر دیا۔

گو خود سپردگی کا پہلا قدم تو اٹھ چکا تھا۔ تاہم ابھی دل کے اندر چور موجود تھا کہ حضرت کوئی پہلے ہی خط سے ماننے والے تھوڑا ہی ہیں۔ ابھی تو جانے کتنے اور عریضے تحریر کرنے ہوں گے۔

درخواست کی قبولیت

اتفاق یہ کہ چوتھے ہی روز عین اسی وقت جب میں داڑھی منڈوار ہاتھا حضرت اقدسؐ کی طرف سے جواب آگیا۔ داڑھی منڈوا کر لفافہ کھولا اور حضرت اقدسؐ کا جواب پڑھا۔ عقل دنگ رہ گئی جیرانی ہوئی بے پایاں محبت کے جذبات موجز ن تھے۔ حضرت اقدسؐ نے قبول فرمایا تھا اور تحریر فرمایا ”جزاک اللہ، میں حاضر ہوں۔ رسالہ تبلیغ دین کا مطالعہ کر کے اس میں جو عیوب، نفس کے لکھے ہیں، ان میں سے ایک ایک کا علاج پوچھتے رہو اور مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھو۔“

بیعت کا اثر

اس احسان عظیم کے آگے دل و نگاہ جھک گئے اور شرم آئی کہ تعلق پیدا نہ ہوتا تو اور بات تھی پیدا کر کے تو زنا تو غصب ڈھانا ہے۔ جس کا خسارہ ظاہر ہے کہ مجھے ہی

ہوتا اور ”خسر الدنيا والآخرة“ کا مصدق اق بنتا، لیکن اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہوا، اور حضرت کی بے پناہ محبت نے ہر طرف سے گھیر لیا داڑھی جوکل تک رکھنا مشکل تھی آج وہ میرے لئے نہ صرف آسان ہو گئی بلکہ اس کے منڈوانے کا تصور تک نکل گیا۔ حق ہے اطاعت بلا محبت نہیں ہوتی۔ جب بھی محبت دل میں جگد پکڑ گئی تو اطاعت آسان ہو گئی میں داڑھی والا بن گیا اور حضرت کا ارشاد گرامی صحیح ثابت ہوا کہ ”جیسے بھی ہوا پہ آپ کو پرد کر دو اسی طرح اصلاح ہو گئی“، (اخوذ از اصلاح دل)

بزرگوں کا حکیمانہ طرزِ نصیحت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی قدس سرہ کی حکایت ہے کہ آپ سے کسی نے ایک رئیس خان صاحب کی شکایت کی کہ یہ نمازوں پڑھتے۔ مولانا نے ان سے پوچھا کہ خان صاحب نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ کہا، حضرت! آپ سے کیا پرده۔ بات یہ ہے کہ ”میں داڑھی چڑھانے کا عادی ہوں۔ یہ شوق مجھ سے نہیں چھوٹتا اور نماز کے لئے پائچ وقت وضو کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے بار بار داڑھی کا اتنا راچھ دھانا مشکل ہے۔ اس لئے میں نماز نہیں پڑھ سکتا۔“ مولانا نے فرمایا کہ بس آپ کو یہی عذر ہے۔ کہا ہاں۔ فرمایا ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ آپ بے وضو ہی نماز پڑھ لیا کریں۔ مگر نماز کون چھوڑیں۔ خان صاحب نے کہا حضرت بے وضو کے نماز پڑھنے سے تو یوں سنائے کہ آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ فرمایا۔ تم کافرنہ ہو گئے تم بے فکر ہو اور بے وضو ہی پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ خان صاحب بے وضو ہی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ مگر اندر سے دل نہ مانا۔ آخر نماز چھوڑ کر وضو کیا اور وضو سے نماز پڑھی۔ پھر ایک دو روز تک توہر وضو کے بعد داڑھی چڑھا لیا کرتے۔ اس کے بعد یہ بھی چھوڑ دیا اور اچھے خاصے پکے نمازی ہو گئے۔ دیکھئے مولانا نے کسے عجیب طرز سے نصیحت کی۔ کہ مخاطب کو ذرا بھی تو خش نہ ہوا۔ (التوہی بالحق ج ۱۳)

دائرہ کی برکت

حضرت مولانا عبدالمالک صاحب نقشبندی قدس سرہ کے پاس تین فوجی آئے۔
حضرت عشاء کی نماز کے بعد اپنی نشست پر تشریف فرماتھے۔ تینوں حاضر خدمت ہوئے
جن میں سے ایک دائرہ کی والے اور دو بغیر دائرہ کے تھے وہ تینوں پٹھان تھے۔ حضرت
نے مسئلہ سمجھانے کے لئے ابتداء مذاق لطیف کے طور پر فرمایا کہ۔

”پٹھان ہو کے عورتیں بن رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ جماعت کی صفوں میں کوئی صفت میں
کھڑے ہو گے۔ مردو ہو نہیں کیونکہ دائرہ ہے نہیں مرد کی نشانی دائرہ ہے۔ عورت بھی نہیں
کیونکہ عورت کے سر پر چوٹی ہوتی ہے لہذا تم غصتی ہو گئے۔ اب تیسری صفت کی تیاری کرنا۔“
اس پر وہ فوجی بولے کہ حضرت! وہاں فوج میں سختی ہوتی ہے درخواست دینی
پڑتی ہے۔ آپ دعا فرمائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ دائرہ چھوڑ دیں گے اس پر
حضرت نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ فرمانے لگے کہ۔

”نواب بہاول پور کو فوجی افسر (اعلیٰ) کی ضرورت تھی تو انگریز کی فوج سے افراعیلی
کے منصب کے لئے آدمی لانے کو غالباً کراچی تشریف لے گئے اور انگریز افسر سے کہا
کہ مجھے نہایت بہادر اور سنجیدہ آدمی فوج کی مکان کے لئے چاہئے انگریز افسر نے فوج
کے بڑے بڑے آفیسر جو کہ ان کے معتمد تھے نواب صاحب کے سامنے پیش کر دیئے
لیکن ان میں سے نواب صاحب کو کوئی پسند نہ آیا۔ آخر خود فوج کا معاونہ کیا تو ایک سپاہی
جو کہ انگریز کی نظروں میں نہایت بیکار تھا اس کو پسند فرمایا۔ انگریز نے کہا صاحب! یہ اس
مقام کا مال نہیں ہے ان کے سوابڑے افسر موجود ہیں۔ آپ جس کو چاہیں لے جائیں۔
اس کو چھوڑ دیں لیکن نواب صاحب نے فرمایا کہ نہیں مجھے بھی چاہئے۔“

حضرت قبلہ نے فرمایا کہ:

”میری ملاقات اس سپاہی سے ہوئی جب کہ وہ نواب صاحب کی فوج کا کمانڈر

بنا اور میری ملاقات کو احمد پور شرقي آگیا۔ با توں با توں میں اس عہدے کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ انگریز افسر نے مجھے کہا کہ داڑھی منڈ وادیا فوج سے نکل جاؤ میں نے خدا کے ساتھ وعدہ کیا کہ اے اللہ! میں فوج سے نکل جاؤں گا لیکن داڑھی نہیں منڈ واؤں گا۔ جس پر اللہ نے مجھے یہ ترقی دی اور سپاہی سے مجھے کماٹر بنا دیا۔“

حضرت نے فرمایا کہ ”دیکھا اس نے ہست کی اور اتباع سنت کی استقامت دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی۔ آپ بھی اگر اس طریقے سے کام کر لیں تو بعد نہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور کسی درخواست کی ضرورت نہ پڑے گی۔“

یہ بات سن کر ان فوجیوں نے وعدہ کیا کہ ”ان شاء اللہ تعالیٰ اب ہم داڑھی چھوڑ کر مردینیں گے۔“ حضرت نے ان کیلئے استقامت کی دعا فرمائی اور گھر تشریف لے گئے۔ (حجیات مدبی)

داڑھی رکھنے پر نقد انعام

ہمارے ملک میں چند روز ہوئے ایک تبلیغ جماعت آئی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان نے یہ واقعہ اس طرح سنایا:-

لاہور سے ایک بارات کراچی گئی۔ ابھی نکاح مسنون منعقد نہ ہوا تھا۔ کسی طرح ہونے والی دہن کی نظر دلہا پر پڑ گئی۔ اس نے دیکھا کہ دلہا میاں تو داڑھی والا ہے۔ دہن کو شدید دھچکا لگا۔ اس نے اپنی والدہ وغیرہ سے بات کی۔ چنانچہ دہن والوں نے دلہا کے والد پر زور ڈالا کہ یہ شادی صرف اسی صورت میں منعقد ہو گی جب دلہا اپنی داڑھی صاف کر لے۔ دلہا کے والد نے دلہا سے بات کی۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس کے والد نے بالآخر دلہا سے کہا ”طرفین کی عزت“ کا معاملہ ہے۔ فی الحال داڑھی صاف کروالو۔ نکاح کے بعد بے شک رکھ لیتا دلہا نے پھر انکار کر دیا لیکن اس کا باپ اس کے چیچھے ہی پڑ گیا۔ تک آ کر دلہا نے کہا کہ اچھا میں حمام کے پاس جا کر اس معاملہ میں ”کوشش“ کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ اکیلا ہی شادی کی تقریب سے علیحدہ ہو گیا اور غائب ہو گیا۔ وہ سیدھا کراچی ریلوے اسٹیشن

گیا اور لاہور کا ملکت لے کر کراچی سے روانہ ہو گیا۔ وہ لاہور پہنچ کر پریشان پھر تارہ کے کرے تو کیا کرے۔ سوچنے لگا کہ اگر گھر گیا تو دہن کے بغیر گھر جانے پر گھر والے گت بناتے رہا کریں گے۔ چنانچہ وہ ایک مسجد میں قیام پذیر ہو گیا۔ رات کو خواب میں ایک نیک دل سیٹھ صاحب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں سیٹھ صاحب سے فرمایا کہ لاہور کی فلاں مسجد میں ہمارا ایک مہمان نوجوان ٹھہرا ہوا ہے۔ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا جائے۔ سیٹھ صاحب کے لئے اس سے بڑی سعادت بھلا اور کیا ہو سکتی تھی۔ صحیح اٹھ کروہ اس مسجد میں گئے۔ نوجوان کو وہاں تلاش کیا۔ لیکن مطلوبہ نوجوان ان کو نہ ملا۔ تلاش بسیار کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ لپٹی ہوئی صاف میں کوئی شخص چھپا ہوا ہے۔ سردیوں کے دن تھے۔ وہ نوجوان سردی سے بچنے کے لئے صاف کے اندر گھسا ہوا تھا۔ سیٹھ صاحب اس نوجوان کو اپنے گھر لے آئے۔ اس کو غسل کرایا۔ کپڑے پہنائے اور اپنا خواب سنایا۔ تھوڑی دیر بعد سیٹھ صاحب نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے منعقد کرایا اور تختے میں کوئی کارا اور دیگر جائیداد بھی دی۔ وہ نوجوان اپنی دہن کو لے کر اپنے گھر آ گیا۔

ادھر کراچی کی شادی تقریب میں دلہما کی گمکشی کی خبر پھیل گئی۔ لڑکی والوں کی بڑی سکی ہوئی اور لڑکے والے بھی ”بے نسل و مراد“ واپس لاہور سدھا رے۔ انہوں نے دیکھا کہ دہن تو وہاں پہلے سے موجود ہے بڑے حیران ہوئے۔ نوجوان نے ان کو سارا واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ سن کر کئی مردوں پر خوبیگوار اثر ہوا اور ان میں سے چند ایک خوش نصیب حضرات نے داڑھی کو اپنے چہروں پر سجالیا۔

تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں تو صورت لے کے آیا ہوں

(بخاری الحیرا است ۲۰۰۳)

دائرہ رکھنے پر ایک انگریز کا قابل رشک قول

حضرت مولانا سعید احمد صاحب پان پوری استاذ الحدیث دارالعلوم یونیورسٹی خیر فرماتے ہیں ”ایک انگریز اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد مسلمان ہو گیا اور اسلام قبول کرتے ہی اس نے دائرہ منڈافی چھوڑ دی کچھ لوگ اس سے کہنے لگے کہ ” دائیرہ رکھنا اسلام میں کچھ ضروری نہیں ہے آپ نے خواہ تجوہ دائرہ منڈافی چھوڑ دی ”۔ اس نو مسلم انگریز نے جواب دیا کہ میں ” ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیرہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور جب میں نے ان کی اطاعت قبول کر لی تو اب ان کا حکم بجالا نامیر افرض ہے کسی کے ماتحت کا یہ کام نہیں کہ افسر بالا کے احکام میں سے کسی کو ضروری اور کسی کو غیر ضروری قرار دے ۔“ ایک مشت کے برابر دائیرہ رکھنا واجب ہے اور اس سے کم کرانا یا منڈوانا تمام کی ائمہ کے نزدیک حرام ہے۔ کفار و شرکیں کے ساتھ مشاہدہ اور حضور علیہ السلام کی ایذاء وہی کا سبب ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

کینیڈا کے نوجوان کے دل میں دائیرہ کی قدر

ایک ہمارے کراچی کا نوجوان کینیڈا میں پیدا ہوا یہاں پروان چڑھا یہاں کی غذا کھائی یہ بہت مالدار تھا میں اس کی یہاں رہی بابا اپ اس کو لے کر کراچی آیا۔ ایک دن جا رہا تھا کہ ہمارا کوئی ساتھی اس سے ملائی محبت و پیار سے کہنے لگا۔ آپ مسجد میں آئیے اور ہماری بات سنیں تو وہ ساتھ چلا گیا اور بات سنی بات دل کو لگی تو اس نے سمجھا کہ ہر مسلمان تبلیغ والا ہے تو کہا میں کیا تبلیغ کروں گا؟ مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا؟ انہوں نے کہا کہ نماز کا پتہ ہے نا، بس اپنے دوستوں سے کہو کہ نماز پڑھو نماز پڑھو اس کو اللہ نے قبول کیا۔ چلتے چلتے چار مہینے گئے جب چار مہینے بعد دائیرہ رکھ کر گھر میں آیا تو بابا نے گھر سے نکال دیا۔ ایک سال تک گھر میں آئے نہیں دیا، پھر مت کر کے بابا کو راضی کر کے گھر میں آیا۔

اس باب نے بھی اسے کہا کہ بینا تو نے اس عمر میں داڑھی رکھی، تمہیں کون بڑی دے گا؟
اس نے کہا میں نے جس نبی کی سنت کو اختیار کیا ہے اس کو اللہ نے بڑی خوبصورت بیویاں دی تھیں، مجھے بھی اللہ دے گا۔ اس کی عمر پندرہ سو لہ سال کی تھی۔

ہندو کی داڑھی پر مسلمان کو شرمندگی

حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے چھوٹے بھائی مولانا مشی اکبر علی صاحب مرحوم کے پاس ایک سب اسپکٹر اور ایک ہندو تحصیلدار ملے کے لئے آئے۔ سب اسپکٹر کلین شیو تھا اور ہندو تحصیلدار کی محضی داڑھی تھی۔ گھر میں سے مسلمان کیلئے پان بن کر آیا تو نوکر نے غلطی سے ہندو کی داڑھی دیکھ کر اسے مسلمان سمجھا اور اس کے سامنے پان پیش کیا۔ مسلمان سب اسپکٹر یہ دیکھ کر بہت شرمندہ ہوئے اور مولانا اکبر علی صاحب نے انہیں غیرت دلانے کیلئے بہت ڈانتا۔

بہر حال داڑھی مسلمان کی ظاہری نمائی ہے، جس سے مسلمان ہونے کا علم ہو سکتا ہے۔ باقی زمانے کے رسم و رواج تو روز بدلتے ہیں آج سے کچھ عرصہ قبل مرد کی عزت موچھوں سے سمجھی جاتی تھی، جتنی بڑی اس کی موچھ ہوتی، اتنی بھی اس کی قدر ہوتی اور آج کل تو داڑھی موچھ بالکل صاف کرنے کا رواج اور فیشن ہے کہ چہرے پر بالکل بال کا نشاں بھی نظر نہ آئے۔ بقول اکبرالہ آبادی

آب و چہرے کی ساری فیشوں نے پونچھلی قط لولی میں داڑھی اور دوسرا میں موچھلی

داڑھی اور نوکری

آہ افسوس! بہت سے لوگ جن میں بکثرت حاجی و نمازی اور عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلانے والے نعت خواں حضرات جو مختلف حیلوں بہانوں سے داڑھی منڈانے اور کترانے کے گناہ بکیرہ کے مرتكب ہیں، جبکہ کئی لوگ ماحول و ملازمت کے بہانے داڑھی منڈاتے اور کتراتے اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جی نوکری کا سوال ہے

ہمارے ماحول و محکمے میں داڑھی نہیں رکھنے دیتے، حالانکہ یہ ان کے جذبہ ایمان کی کمزوری اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعلق میں کمی کا سبب ہے۔ ایمان مضبوط اور جذبہ صادق ہو تو کوئی اتنی بڑی قربانی نہیں اور حمت خداوندی بھی دشکری فرماتی ہے۔

چنانچہ گوجرانوالہ کے صوفی محمد حبیب گھڑی ساز جب کار و باری سلسلے میں کویت گئے تو انہیں ایک دکان پر ملازمت کا موقع ملا اور مالکان نے یہ شرط عائد کی کہ آپ کو یہاں ملازمت کیلئے داڑھی منڈانا ہوگی اور انگریزی لباس پہننا ہو گا۔ صوفی صاحب نے فرمایا ”مجھے آپ کی دونوں شرطیں منظور نہیں۔“ انہوں نے صوفی صاحب کی استقامت دیکھ کر کہا ”اچھا پھر ایک شرط ہی مان جاؤ۔“

صوفی صاحب نے کہا ”داڑھی تو میں ہرگز نہیں منڈا سکتا، لیکن لباس اس صورت میں تبدیل کر سکتا ہوں کہ پاکستانی لباس کے بجائے عربی لباس پہن لوں گا لیکن انگریزی لباس نہیں پہن سکتا۔“ چنانچہ ان لوگوں نے اسے تسلیم کر لیا اور صوفی صاحب کو ملازم رکھ لیا۔ کچھ عرصے بعد شریعت و سنت پر استقامت کی برکت سے صوفی صاحب کے حالات ایسے سازگار ہوئے کہ انہوں نے اپنی دکان شروع کر دی اور ماشاء اللہ اچھا بھلا کار و بار شروع ہو گیا۔ حق ہے:

اگر ہو جذبہ صادق تو اکثر ہم نے دیکھا ہے وہ خود ہی کرم فرمادیتے ہیں تپانیں کرتے

ایک نائی کو داڑھی موٹنے سے انکار پر انعام

اللہ تعالیٰ جن سعادت مندوں کو توفیق عطا فرماتا ہے وہ باوجود ضرورت مند ہونے کے داڑھی موٹنے سے بڑی صفائی سے الکار کر دیتے ہیں۔ مجھے اپنے دوستوں میں سے کئی دوستوں سے سایقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں، مگر داڑھی نہ موٹنے کا جو عہد کیا تھا اس کو خوب بھایا۔

امبھی چند سال کا قصہ ہے کہ ایک صاحب پشنہ بھار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حق کیلئے جارہے تھے جو ہر دو قدم پر دور کر کت نفل پڑھتے تھے۔ ان کے

بہت سے اعزہ ڈپی کلکٹر منصف اور تنحی وغیرہ جیسے اوپنچے اوپنچے عہدے پر فائز تھے۔ یہ لوگ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے اور جب کسی ایسی جگہ پر جہاں ریل کی سہولت ہو جانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔

وہ حاجی صاحب جب سہار نپور پہنچے تو میرے مخلص دوست حضرت القدس رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خان کے یہاں قیام ہوا۔ غالباً آگرہ کے ایک ڈپی صاحب ان سے ملاقات کیلئے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچا اور جماعت کیلئے نائی کو بلایا۔ اس نے بہت بہتر جماعت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے لیکن جب داڑھی موٹنے کا وقت آیا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے عمر بھرنہیں کیا۔ میزبان نے کچھ اشارہ بھی کیا، مگر مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی اس پر دیا تھا۔ (از مولا ناز کریا نور الشمرقدہ)

داڑھی کے موقف پر ڈینے والے

ڈاکٹر نصیر الدین احمد صاحب نے فرمایا: کافی عرصہ پہلے ایک دوست پروفیسر محبوب الرحمن صاحب کہا کرتے تھے کہ وہ داڑھی کے بغیر قبر میں جانا پسند نہیں کرتے۔ چند سال ہوئے ان کو حج کی سعادت نصیب ہوئی تو داڑھی بھی چہرے پر حج گئی۔ ان شاء اللہ جلد ہی سنت کے عین مطابق بھی حج جانے کی قوی توقع ہے۔ مولانا عبدالقدور آزاد (سابق خطیب شاہی مسجد لاہور) سے چند متشرع ایئر فورس کے زیر تربیت پائلوٹوں نے دینی مسئلہ پوچھا کہ ان کے افسران ان کی داڑھی کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں۔ مولانا آزاد نے جواب دیا۔ ”آپ کے افسران غلط موقف پر ڈالے ہوئے ہیں، آپ اپنے صحیح موقف پر کیوں نہیں ڈالے رہتے۔ آپ شاہین جب پاک ایئر فورس کے جنگی چہاز اڑاتے ہیں تو کئی میل اللہ تعالیٰ کے عرش کے قریب تر ہوتے ہیں، آپ کو تو اللہ تعالیٰ کے احکام پر دوسروں کی نسبت زیادہ احسن طریقے پر چلانا چاہیے۔“ فروری ۲۰۰۳ء میں جامعہ الرشید احسن آباد کراچی میں پی آئی اے کے ایک

بہت سینٹر پائلٹ کیپٹن محمد ارشد صاحب سے کئی مرتبہ میری نشست و برخواست رہی۔ رہنمائی منٹ کے بعد وہ الرشید ٹریسٹ سے مکمل طور پر وابستہ ہو گئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتالایا کہ مفتی اعظم رشید احمدؒ سے متاثر ہو کر انہوں نے چہرہ داڑھی مبارک سے سجا لیا۔ ان کے افسران نے بتیرا حکم دیا کہ اگر پی آئی اے کی نوکری کرنی ہے تو داڑھی کٹواؤ۔ کافی بحث و تکرار کے بعد کیپٹن صاحب نے بھگ آ کر فرمایا: ”میری یہ گردن تو کٹ سکتی ہے مگر داڑھی ہرگز نہیں کٹ سکتی۔“ کیپٹن صاحب ہم سے مارچ ۲۰۰۳ء میں ہمیشہ کیلئے اچانک جدا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس سے نوازیں۔ (آمین)

بیس ہزار کی داڑھی خریدنے کی خواہش

قیس بن سعد کی داڑھی نہیں تھی تو انصار کہنے لگے کہ (انعم السید قیس ولکن لا لحیتہ فوالله لو کانت اللحیة تشتري بالدارہم لا شترینا له لحیة ليکمل رجلا) قیس بہترین سردار ہے ہر اعتبار سے، لیکن اس کی داڑھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر داڑھی بکتی ہوتی تو ہم اس کو دراہم سے خرید کر دیتے تاکہ وہ مکمل رجل (مرد) بن جاتا۔“

اور احف. بن قیس کے متعلق ابن قیم کے بعض لوگوں نے بھی کہا تھا کہ ”وددت انا اشتربنا للاحنف لحیة بعشرين الفا“ میرا بھی چاہتا ہے کہ ہم احف کیلئے اگر بیس ہزار کی بھی داڑھی ملے تو خرید لیں۔ اور قاضی شریع کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا (وددت لو ان لی لحیة بعشرة آلاف درهم) ”میں چاہتا ہوں کہ کاش مجھے دس ہزار دراہم کی بھی داڑھی مل جائے۔“

لیکن تعجب ہے آج کے مسلمان پر جو اس میں روپے خرچ کرتے ہیں کہ ہماری داڑھی نظر ہی نہ آئے اور اس زیور و تاج کو محدود کرنے کیلئے دولت بر باد کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تکریم اور تنظیم کی علامت ہے۔ جیسا کہ قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں۔ (من عظمت لحیتہ جلت معرفته) (قوۃ القلوب للملکی ۹/۴) ”جس شخص کی داڑھی بڑی ہوگی اس کی معرفت چمکتی رہے گی۔“

دارا مصی مونڈ نے پر ملک بدر کر دیا

حافظ عمار الدین ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے کہ ۶۷۱ء میں دمشق میں قلندر یہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے دارا مصیاں منڈوا میں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک وہ اس کافر نامہ شعار سے توبہ نہ کر لیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۷۸)

دارا مصی میں مرداگی اور کلین شیو میں نسوانیت

حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ایک شخص کے ہاں مہمان ہوئے۔ آپ نے میزبان کے بچے کو پیار کرنے کیلئے کپڑا تو وہ چلانے لگا۔ میزبان نے مزاہ کہا ”شاہ صاحب، کیا بات ہے بچے دارا مصی والوں سے بہت ڈرتے ہیں؟“ آپ نے فرمایا، بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہوتا ہے۔ اس لئے اسے دارا مصی منڈوں میں ماں کی شاہت محسوس ہوتی ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور دارا مصی والوں میں مرداگی کو نمایاں دیکھ کر وہ متوضش ہو جاتا ہے اور ورنے لگتا ہے۔

دارا مصی پر بحث کرنیوالے شخص کو دنдан شکن جواب

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے سامنے ایک شخص نے دوران بحث یہ کہا کہ دارا مصی رکھنا خلاف فطرت ہے۔ سید صاحب نے پوچھا۔ کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے چہرے پر دارا مصی نہیں ہوتی، لہذا دارا مصی منڈوانی چاہیے۔ آپ نے فرمایا پھر تو تم اپنے دانت بھی توڑا لو، کیونکہ یہ بھی خلاف فطرت ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے منہ میں دانت کہاں ہوتے ہیں۔ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ سید صاحب نے خوب دنдан شکن جواب دیا۔

اللہ تعالیٰ دارِ حسی وائلے بوڑھے مسلمان سے شرما تا ہے
 حضرت سید بن احمد جو امام بخاریؓ کے شیخ ہیں، انتقال کے بعد ان کی پیش ہوئی
 توحیت تعالیٰ نے سوال فرمایا کہ: اے بدحال بوڑھے فلاں دن یہ کیا فلاں دن یہ کیا۔
 یہ خاموش تھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر سوال ہوا کہ جواب کیوں نہیں دیتا؟
 عرض کیا! کہ اے اللہ کیا جواب دوئیں سب صحیح ہے، مگر میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔
 سوال ہوا، کیا سوچ رہے ہو؟

عرض کیا۔ اے اللہ میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا:
 ان الله يُسقى من ذي الشَّيْهِ (سلم)

یعنی اللہ تعالیٰ بوڑھے مسلمان سے شرما تا ہے اور میں معاملہ اس کے برکت دیکھدہ ہوں۔
 فرمایا کہ تم نے صحیح سناؤ و صحیح پڑھا۔ جاؤ آج صرف بوڑھے ہونے کی وجہ سے تم
 پر رحمت کی جاتی ہے اور تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ (کتاب امثال عبرت صفحہ ۳۲۲)

ویکھئے جوانی کے مختلف واقعات ایک طرف مگر فقط بڑھاپے کا الحج جس میں انسان
 کے سر کے بال اور دارِ حسی سفید ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت انسان کی بخشش کا سامان بن گئی۔
 ثابت ہوا کہ جوانی میں جوانی کو اسلام کی طرف لا گالینا، اپنے چہرے پر دارِ حسی
 سجالینا، اپنی حالت کو اس خالق کی مرضی کے مطابق بنالینا اور اپنے دل سے شیطان کو
 مٹالینا، بدرجہ اعلیٰ مقام نجات دلا دیتا ہے۔

ایک وقت تھا کہ دارِ حسی اکھیر نے والے کی گواہی قبول نہ تھی

حضرت عمر بن عبدالعزیز امویؓ نے ایک شخص کی شہادت حکم اس وجہ سے رد کر دی
 کہ اس کے فیکین (نچلے ہونٹ کے نیچے کے دونوں طرف کے تھوڑے سے بال)
 اکھرے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس کی پوری دارِ حسی موجود تھی۔ (احیاء العلوم الملغی و قوت القلوب)
 احیاء العلوم کی شرح ”اتحادف السادة المتقین“ میں اس واقعہ کی تشریع میں لکھا

ہے کہ ”آپ نے اس کی شہادت اس لئے رد کر دی کہ اس نے فلکیں آکھیں نے کی بدعت پر عمل کیا جو بزمائے سلف نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کی شہادت رد کر کے اس کو تنبیہ کی۔“ (از مولانا ناصر الرحمن۔ اتحاف، صفحہ ۲۲۳ طبع مصر)

واڑھی کی مقبولیت پر ایک خواب

تفسیر روح البیان میں ایک عجیب واقعہ اس موقع پر لکھا گیا ہے:
 حکی ان رجلاً جاء الى الاستاذ ابی اسحاق فقال رأیت البارحة في المنام ان لحيتك من صعنة بالجو اهرن والیواقیت: فقال صدقـت، فانی البارحة مسحت لحيتی، تحت قدم والدتی قبل ان نامت فهذا من ذاک ”ایک آدمی استاذ ابو اسحاق کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ گذشتہ شب میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ آپ کی واڑھی جو ہرات اور یا قوتیں سے مرصع ہے، انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھ کہا اس لئے کہ کل میں نے اپنی واڑھی والدہ کے سونے سے پہلے ان کے پاؤں سے طی تھی، میرا اپنی واڑھی کو اپنی والدہ کے قدموں سے ملنا ہی ان جو ہرات والیواقیت کا سبب بنا ہے۔“

مسنون جمامت کرنے والے ایک جام کا انٹرو یو

کچھ عرصہ قبل ہفتہ روزہ ضرب مومن نے ایک ایسے جام کا انٹرو یو شائع کیا جس نے مسنون جمامت کا تھیہ کیا۔ یہ ایمان افروز انٹرو یو تمام مسلمانوں اور خاص طور پر جمامت پیش افراد کیلئے ایک بہترین مثال ہے۔ (مرتب)

ضرب مومن: آپ اپنا تعارف کرائیں گے؟

فضل: میرا نام محمد افضل ہے۔ میں یہاں گو جرانوالہ صادق آباد روڈ علاقہ مسلم ٹاؤن گرجا کھکارہائی ہوں۔ عام نوجوانوں کی طرح گناہوں اور غلطیوں میں جوان ہو، مگر دل میں تنہ تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھے راستے پر لاۓ اور گناہ کرتا تھا، مگر گناہ کو گناہ سمجھتا

قا اور اب مجھے گناہوں میں لذت نہیں آتی تھی۔ میں گناہوں سے اکتاچا تھا اس لئے زندگی کو دوسرا رخ دیا جو دنیا میں آنے کا مقصد ہے اور اس میںطمینان اور سکون پایا۔

ضرب مومن: آپ کی ذات اور آپ کے کاروبار میں جو تبدیلی نظر آ رہی ہے یہ کیسے آئی اور کسی واعظ کے وعظ سے یا کسی تحریر وغیرہ سے۔

فضل: یہ بات مجھے بھی سمجھنیں آئی۔ جہاں تک سننے سنانے کا تعلق ہے تو شاہہت جاتا تھا مگر عمل نہ تھا۔ لیں یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہوا کہ اس طرح ذہن کو پھیرو دیا۔

ضرب مومن: آپ نے داڑھی کب رکھی؟ اور کاروبار میں تبدیلی کب لائے؟

فضل: ڈھائی سال سے عوامی ہمیز ڈریسر کے نام سے کام کر رہا ہوں، مگر ۶ ماہ سے شیو کرنا بند کر دیا ہے اور جس دن سے شیو کرنا بند کیا اسی دن سے خود بھی داڑھی رکھ لی، اس کے بعد سے نہیں کٹا۔

ضرب مومن: آپ نے تبدیلی کا آغاز کس عمل سے ظاہر کیا؟

فضل: سب سے پہلے میں نے اپنے کاروبار میں اس تبدیلی کا آغاز کیا کہ دکان پر لکھ کر لگا دیا کہ ”یہاں شیو نہیں کی جاتی“ اور ساتھ ہی داڑھی رکھ لی۔

ضرب مومن: ابتداء کاروبار سے کرنے کی کوئی خاص وجہ؟

فضل: کاروبار جب حلال کا ہو گا تو اور کام بھی حلال اور جائز کروں گا۔ جب

تک میرے اندر حرام رہے گا میں حرام کام ہی کروں گا۔ اس لئے سب سے پہلے کاروبار بدل لاؤ پھر آہستہ آپنی ذات کو بدلا شروع کیا۔

ضرب مومن: آپ کے گاہوں نے اعتراض کیا یا دوست احباب نے سابقہ زندگی کی طرف واپس لانے کی کوشش کی ہو؟

فضل: بعض نے جہالت کی وجہ سے اور بعض نے بحث کے موڈ میں اعتراض کیا اور بعض نے سابقہ زندگی کا طعنہ دیا مگر میرا ایک ہی جواب تھا کہ ہم مسلمان ہیں، پہلے جو بھی تھے اب مسلمانوں کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور یہ سمجھ لو کہ داڑھی ایک

لائسن کے طور پر ہے جس کے چہرے پر داڑھی نہیں اس کے پاس مسلمانوں کا شعار نہیں۔ وہ یہود و نصاریٰ کی مشاہدت کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے اپنے چہرے پر سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تاج رکھو البتہ احباب نے کوشش کو بے سود سمجھا، انہیں علم تھا کہ جس کام پر لگتا ہے مخلص ہو کر لگتا ہے۔

ضرب مومن: آپ کی اس نیک کام پر کسی نے حوصلہ افزائی بھی کی؟

فضل: بہت سارے لوگوں نے حوصلہ افزائی کی اور کئی لوگ دور دور سے جل کر آئے حوصلہ افزائی کیلئے۔ جیسے آپ ہیں، اسی طرح بہت سے احباب نے حوصلہ افزائی فرمائی۔

ضرب مومن: آپ کا کار و بار پہلے وسیع تھا اب مختصر ہوا تو آمدنی میں کی واقع ہوئی ہوگی؟

فضل: آمدنی کا جہاں تک تعلق ہے، واقعی آمدنی بہت زیادہ تھی، مگر اس میں برکت نہ تھی، جو کہ تھا دکان کھا جاتی تھی۔ گاہک کھا جاتا تھا یا فضول خرچ ہو جاتی تھی۔

جب سے یہ تبدیلی کی ہے ایک پیسہ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق بھی زیادہ دیا اور برکت بھی زیادہ دی۔ **ضرب مومن:** تبدیلی سے کوئی پریشانی آئی ہو؟

فضل: الحمد للہ، اللہ کا احسان ہے، کار و بار اچھا ہے، کار و بار اسی طرح صحیح چل رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی پریشانی نہیں آئی۔

ضرب مومن: اس تبدیلی پر گھروں کے کیا تاثرات ہیں؟ آمدنی کی کمی پر ان کا کوئی رد عمل؟ **فضل:** اللہ کا احسان ہے، ہمارا گھر انہ دیندار گھر انہ ہے، دین کو سمجھتے ہیں،

زندگی کا مقصد جانتے ہیں تو اس تبدیلی سے پورا گھر انہ بہت خوش ہوا ہے۔ پہلے سب گھروں لے مجھ سے اتنے نگ کتھے کہ شاید ہی اتنے کسی اور سے نگ ہوں، مجھے کہتے تھے تو کوئی انوکھا ہے، وہ بہت خوش ہوئے کہ پسیے دے یا نہ دے ہمارا چہ تو صحیح ہو گیا۔ آج کے حالات میں بچہ گھر خرچ دیتا ہے تو صحیح ہے، ورنہ صحیح بھی غلط ہوتا ہے۔

ضرب مومن: آپ کی شادی ہو گئی ہے؟

فضل: ایک جگہ بات چلی، انہوں نے داڑھی کی وجہ سے انکار کر دیا، مگر تعجب کی

بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لڑکی میرے بھائی کو دی ہوئی ہے جو داڑھی والے ہیں، مگر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرا اس سے بہتر سب بنائے گا۔ ان شاء اللہ ضرب مومن: آپ کی دکان میں ڈیک رکھا ہوا ہے اس میں کوئی کیسٹیں چلتی ہیں؟ (اس سوال کا جواب دینے کے بجائے بھائی افضل نے ڈیک چلا یا تو مولا نا طارق جیل صاحب کی کیسٹ چل رہی تھی)۔

افضل: میں اس اثر ویو کے ذریعے اپنے ہم پیشہ لوگوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اپنے کاروبار میں حلال اور جائز طریقہ اختیار کریں، حرام سے اجتناب کریں اور یہ خوف نہ کریں کہ آمد فی کم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صرف بالکنگ میں وہ آمد فی عطاء فرمائے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہو اور حلال میں بہت برکت ہوتی ہے، حرام کی آمد فی حلال سے کئی گناہ زیادہ ہو تو اس حلال سے جو ظاہراً کم ہے برابر نہیں ہو سکتی۔ لہذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے کاروبار اور اپنی زندگیوں میں تبدیلی لاؤ۔ ضرب مومن: بھائی افضل صاحب! آپ کو اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

جارج چشم اور اس کا محبوب

شاہ برتانیہ جارج چشم سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے داڑھی کیوں رکھی ہے؟ جارج چشم نے جواب دیا۔ میں نے داڑھی اس شخص کے چہرے پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ پیار اور محبوب ہے۔ یعنی میرا بابا ایڈورڈ ہفتم۔ اسی لئے میں نے داڑھی رکھی ہے۔ کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

اے کاش! مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے محبوب آقا نامہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اداویں سے اتنی ہی محبت ہوتی جتنا جارج چشم کو ایڈورڈ ہفتم سے تھی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا اتنا ہی پاس ہوتا جتنا سکھوں کو اپنے دسویں گروگو بند سکھتی کے حکم کا تھا۔

روضۃ الطہر پر حاضری

روضۃ الطہر پر حاضری ایک مسلمان کیلئے سعادت عظیٰ ہے کہ حسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار پر حاضری دیں۔ اس حاضری سے بعض حضرات کو تو اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے۔ اور وہ سابقہ گناہ آلوذندگی سے تائب ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشق بن جاتے ہیں۔ مجھے بی آئی اے کے ایک ملازم نے بتایا کہ میں واڑھی منڈا تا تھا اور سگریٹ پینے کا بھی عادی تھا، نمازوں اور دین کے دیگر احکامات کا پابند نہیں تھا، مجھے اللہ تعالیٰ نے روضۃ الطہر پر حاضری کی سعادت نصیب فرمائی، روضہ کی جالیوں کے قریب جانے سے پہلے ہی دل میں ایک خیال آیا کہ اے سرکش! اس با غیانہ شکل و صورت میں دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو رہا ہے تجھے شرم نہیں آتی! بس یہ خیال آنا تھا کہ اللہ کا ڈر غالب آیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور دل میں عزم کر لیا کہ آئندہ واڑھی نہیں موٹ واؤں گا اور شریعت کی مکمل پابندی کروں گا۔ اس کے بعد میں لباس تبدیل کر کے دوبارہ حاضر ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ شرعاً فرمایا کہ بعد میں زندگی یکسر بدلتی گئی، شکل و صورت شریعت کے مطابق ہو گئی، بیوی اور بچیاں شرعی پر دے کی پابندی کے ساتھ نماز روزہ اور دیگر احکام کی بھی پابند ہو گئیں۔ میں نے خود ان صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کی موت بہت اچھی حالت میں ہوئی۔

چند بُری عادتیں

عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔

بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ بیٹھے بیٹھے اپنی واڑھی کو منہ سے کترتے رہتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں میں واڑھی کے بالوں کو ہاتھوں سے توڑنے کی

عادت ہوتی ہے۔ ایک صاحب سے میں نے پوچھا کہ آپ کی داڑھی کم کیسے ہو گئی؟ تو کہنے لگے: مجھے داڑھی کے بالوں کو ہاتھ سے توڑنے کی بیماری ہے اس وجہ سے داڑھی کم ہو گئی۔ بعض لوگ داڑھی کو پیچھے کی طرف یعنی زخرہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ خدا کے جہنم کے پیچھے کرتے ہیں کہ کہیں شادی ہونے میں مشکل پیش نہ آجائے۔ امرے میان شادی اللہ کے اختیار میں ہے۔

داڑھی رکھنے کی برکت کا واقعہ

ایک انجینئر کا لندن کی لڑکی سے رشتہ ہونے لگا۔ لڑکی نے کہا کہ ابا میں اس کو دیکھنا چاہتی ہوں تو لڑکی نے کہا: میں اس مولوی سے شادی نہیں کروں گی۔ انجینئر صاحب بڑے ماپوس ہوئے۔ مگر اللہ سے ماپوس نہیں ہوئے۔ چھ میینے بعد ہنسنے ہوئے آئے اور کہا کہ لندن والی لڑکی نے تو انکار کر دیا۔ مگر اب میری حافظ قرآن لڑکی سے شادی ہو گئی الحمد للہ میں بہت خوش ہوں۔

حکیمانہ طرز کا خوشگوار نتیجہ

ایک بزرگ کے بیٹے داڑھی منڈاتے تھے مگر آج ان کا ہر بیٹا داڑھی رکھے ہوئے ہے۔ کسی نے کہا: حضرت آپ ان کو داڑھی کا کیوں نہیں کہتے؟ فرمایا: کہ یہ میری داڑھی ان کو داڑھی رکھنے کی تقریر نہیں کر رہی کہ بابا نے داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ پھر ایک وقت آیا کہ اس صبر اور دعاوں کی برکت سے بعد میں اس اولاد نے داڑھی رکھ لی۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرید تین سال حضرت کے پاس آتا رہا اور داڑھی بھی منڈا تھا رہا۔ تین سال کے بعد وہ اچانک غائب ہو گیا۔ پھر تین میسیں بعد آیا اور کہا کہ میں غائب اسی لئے ہوا کہ داڑھی بڑی ہو جائے تا کہ میرا بھروسے یہ کر خوش ہو جائے تو حضرت نے بعد میں میرے کان میں کہا کہ تین برس تک میں نے ان کو داڑھی کا نہیں کہا۔ کیونکہ شروع

میں کہتا تو کچے توے پر روٹی ڈالتا تو روٹی پکنے کی بجائے آتا بھی خراب ہو جاتا۔ لہذا
میں اللہ تعالیٰ سے تین سال تک روتار ہا اور میری دعا قبول ہوئی۔
آہ نہ جائے گی میری رائیگاں۔ تجھ سے ہے فریاد اے رب جہاں

اتباع سنت کی برکت کا پُر اثر واقعہ

خواجہ عزیز احسن مجدوب صاحب انگریزوں کے زمانہ کے ڈپی ٹکلٹر تھے انگریز
افسر آیا۔ ہندوستان اس نے ائمیا کے تمام صوبوں کے ڈپی ٹکلٹروں کو جمع کیا۔ یعنی ہر شہر
کے گورنر کو جمع کیا۔ سب گورنر پہنچ گئے۔ انگریز افسر ہاں میں کرسی پر شاہانہ انداز میں بیٹھا
ہوا تھا۔ کریاں کم تھیں کچھ ڈپی ٹکلٹر بیٹھے ہوئے تھے کچھ کھڑے ہوئے تھے۔ جب
خواجہ صاحب پہنچ تو انگریز افسران کو دیکھ کر فوراً کھڑا ہو گیا۔ ایسا لگا کہ اس کو کرنٹ لگ گیا
ہو۔ پھر اس نے کہا ان کیلئے کرسی لاو۔ چنانچہ خواجہ صاحب کرتا پاجامہ پر فور چھڑہ
خوبصورت نورانی داڑھی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئے تو دوسرا شہروں کے ڈپی ٹکلٹر
مارے حد کے انگریز افسر سے کہنے لگے۔ دو باشیں آج حیران کن ہیں۔

1۔ آپ کسی کیلئے نہیں کھڑے ہوئے یا آپ نے تو آپ نکے استقبال کیلئے کھڑے ہو گئے۔

2۔ آپ نے ان کے لئے خاص طور پر کرسی منگولی اس کی کیا وجہ ہے؟ دوست!

یاد رکھو جو اللہ پر فدا ہو جاتا ہے۔ سارا جہاں اس پر مرستا ہے۔

افسر کہنے لگا: پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں کھڑا نہیں ہوا۔ مجھے کسی نے کھڑا
کر دیا۔ ان کے چہرہ کے نور کو دیکھ کر احتراماً کھڑا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ دوسرے سوال
کا جواب یہ ہے کہ میں نے اس کا چہرہ اور لباس دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ شخص اپنے
مالک کا وفادار ہے۔ تمہاری طرح ہمار انتقال نہیں ہے کہ ہم نے داڑھی کاٹی تو تم نے
بھی کٹوادی۔ ہم نے کوٹ ہیئت پہننا تو تم نے بھی پہن لیا اس کا چہرہ اور لباس دیکھو۔
یہ شخص جب اپنے اللہ کا وفادار ہے۔ تو لازماً اس نے گورنر میں بھی وفاداری کی ہو
گی۔ کوئی غلط کام نہ کیا ہو گا اس لئے میں نے اس کو عزت دی تھی۔

دائرہ رکھنے کی عاشقانہ ترغیب

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ دائرہ رکھنے کیلئے بڑھا پا آنے کا انتظار میں ہیں ان کو چاہیے کہ وہ یہ مراقبہ کریں اور سوچیں کہ ایک شخص آپ کے محبوب یا بچے کی شکل سے ملتا جلتا ہو تو آپ کو خوشی ہو گی کہ یہ تو میرے بچے کی شکل کا ہے۔ اللہ تعالیٰ جن بندوں کو اپنے محبوب کی شکل میں دیکھتے ہیں تو اللہ کو اس پر پیار آتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے
آئینہ بنتا ہے رگڑے جب لاکھ کھاتا ہے دل
دوستو! دل بنانے میں تو زندگی لگ جائے گی مگر ظاہری طور پر اللہ والا بننے میں۔
ایک سینڈ لگے گا اگر آپ ابھی ارادہ کرو کہ ہم حضور کی شکل بنائیں گے تو ارادہ ہوا اور مراد
آباد ہجت کیے یعنی مراد پوری ہو گئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو یہی کی حالت میں مرے
گا۔ ویسا ہی اٹھایا جائے گا۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آپ کی دائی
منڈی ہوئی ہو اور رسولؐ کے سامنے حوض کوڑ پر کافروں کی اور اللہ کے نافرمانوں کی شکل
لے کر جائیں اور پھر حضور نے اس وقت منہ پھیر لیا تو دوستو! پھر پچھنہ پوچھو کیسی ذلت
ہو گی؟ اور ہم کہتے ہیں کہ ابھی تو میں جوان ہوں بڑھا پا آنے دو۔ (الشکی خلاش)

دو شاعروں کے واقعات

جگر مراد آبادی

جگر مراد آبادی بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے۔ اتنی شراب
پیتے تھے کہ لوگ مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں۔
پینے کو تو بے حساب پیا لی اب ہے روز حساب کا دھڑکا

بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا۔
 چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا
 سن ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب سے مشورہ کیا
 کہ میں کیسے توبہ کروں۔ حضرت نے فرمایا مولا ناشاہ اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں
 چلو۔ حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں
 کی درخواست کی۔ (۱) یہ کہ میں شراب چھوڑوں۔ (۲) یہ کہ میں داڑھی رکھوں۔
 (۳) یہ کہ میں حج کراؤ۔ (۴) یہ کہ اللہ میری مغفرت فرمادیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ نے تین دعا میں تو دنیا
 میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمائی
 ہو گی۔ چنانچہ داڑھی رکھ لی۔ اللہ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب بھی چھوڑ دی۔
 جب شراب چھوڑی تو یہاڑ ہو گئے ڈاکٹروں کے بورڈ نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں
 ورنہ آپ مر جائیں گے انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا۔
 ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو تو فرمایا کہ اللہ کے غصب کے ساتھ دو
 چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت کے ساتھ میں مر جاؤں۔
 لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے۔ ایک بار میر ثھمیں تاگے
 میں بیٹھے ہوئے تھے اور تاگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا
 سن ہے وہ کافر مسلمان ہو گا
 اور اس کو خبر بھی نہیں تھی کہ یہاڑھی والا ٹوپی والا درستبلیس میں ملبوس جگر صاحب ہیں۔
 شعر کر جگر صاحب دونے گلے واللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے توبے سے پہلے یہ شعر کہلولایا۔

عبد الحق بن جونپوری

یہ بھی مشہور شاعر تھے اور بہت شراب پیتے تھے۔ جب توبہ کی توفیق ہوئی تو
 حضرت تھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہو گئے اور بیعت بھی اس

طرح ہوئے کہ پہلے چند دن خانقاہ میں قیام کیا۔ تھوڑی تھوڑی سی داڑھی آئتی تھی جس دن بیعت ہوتا تھا اس دن داڑھی کو صاف کر کے خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت خانوئی نے فرمایا کہ جب توبہ ہی کرنی تھی تو پھر اس چز کے نور کو کیوں صاف کیا تو عرض کیا حضرت آپ حکیم الامت ہیں میں مریض الامت ہوں اور مریض کو اپنا پورا مرض حکیم کے سامنے پیش کرنا چاہئے تاکہ وہ صحیح نہ تجویز کرے۔ اب وعدہ کرتا ہوں کہ بھی داڑھی نہیں منڈواؤں گا۔ پھر حضرت خانوئی ایک سال بعد جو نپور تشریف لے گئے تو ان کی داڑھی خوب بڑھ چکی تھی تو حضرت نے فرمایا یہ بڑے میاں کون ہیں لوگوں نے بتایا کہ یہ وہی عبدالحفیظ جو نپوری ہیں جو تھانہ بھون بیعت کے لئے گئے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری فرماتے ہیں کہ انکا خاتمه بڑا چھا ہوا۔ موت سے تین دن پہلے ان پر ایسا خوف الہی طاری ہوا کہ تڑپ تڑپ کر ایک دیوار سے دوسری دیوار کی طرف جاتے تھے اور خود ہی رور کر جان دیدی اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا گئے۔

میری کھل کر سیاہ کاری تو دیکھو اور ان کی شان ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمین میں گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
ہوا بیعت حفیظ اشرف علی سے باس غفلت یہ ہوشیاری تو دیکھو
(دین و داش)

داڑھی کے ساتھ اسلاف کا پیار

مولانا محمد جعفر میری: ۱۶۔ ستر کو ڈپی کمشٹ ان بالہ پھانسی گھروں میں تھرلف لائے اور چیف کوٹ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ تم لوگ پھانسی کی اسرا کو بہت محبوب تھے ہوا دل سے شہادت تصور کرتے ہو اس لئے حکمت جنہیں تمہاری پیغمبر یہودیہ مسیحیت کیلئے یاد ہے۔
لہذا تمہاری پھانسی کی یہ سزا بھی دوام ہے پور دنیا کے خود سے بدال دی جاتی ہے۔
اس حکم کے منانے کے ساتھ میں پھانسی گھروں سے دوسرے قیدیوں کے ساتھ

عام پیر کوں میں ملادیا اور جیل خانے کے دستور کے مطابق قبچی سے ہماری داڑھی مونچھ اور سر کے بال وغیرہ تراش کر کے ایک منڈی بھیڑ کی طرح بنا دیا میں نے اس وقت دیکھا کہ مولا نا یجھی علی صاحب اپنی داڑھی کے کترے ہوئے بالوں کو اٹھا کر کہتے تھے: "افسوس نہ کر، تو خدا کی راہ میں پکڑی گئی اور اسی کے واسطے کتری گئی۔" (کالاپانی) اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو کوئی صحابی یا تابعی یا اتفاق تابعین یا امام یا مجتهد یا محدث میں سے ایک بھی ایسا نہیں جس نے داڑھی رکھنے میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہ کی ہو۔ مگر اغیار کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ یہ کیا گیا کہ ان کی داڑھیاں تک نوج لی گئیں۔

مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ کی استقامت

حضرت مولا نا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ جب تسلیم ہند کے بعد وطن کو خیر با دکھہ کر پاکستان تشریف لائے اور کراچی میں مقیم ہوئے تو اس وقت اس شہر میں دینی تعلیم کا صرف ایک ہی ادارہ تھا یعنی مظہر العلوم کھنڈہ ظاہر ہے کہ وہ تمام اہل علم کو اپنے اندر نہیں سمو سکتا تھا۔ اس لئے حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ نے اس وقت بنس روڈ پر واقعہ میڑو پولیس ہائی اسکول میں اسلامیات کے استاد کی حیثیت سے کام شروع کر دیا۔ اسکوں کی انتظامیہ انگریزوں کی پروردہ اور مغربی ذہنیت کی حامل تھی۔ اس نے حضرت مفتی صاحب سے داڑھی منڈوانے کا مطالبہ کیا، ظاہر ہے کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم اس مطالبہ کو تسلیم کرنے والے نہ تھے لیکن انتظامیہ کا اصرار جاری رہا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ انتظامیہ نے داڑھی نہ منڈوانے کی صورت میں ملازمت سے علیحدہ کر دینے کا عزم کر کے مولا نا کو آخری فیصلہ سنادیا۔ حضرت مولا نا مفتی ولی حسن صاحب رحمہ اللہ صاحب عیال تھے۔ اس زمانہ میں کوئی دوسرا ذریعہ معاش بھی نہ تھا۔ فکر مند ہو کر اپنے رفیق حضرت مولا نا نور احمد صاحب (دارالعلوم کراچی کے ناظم اول) کے پاس آئے

اور پریشانی کے عالم میں یہ صورت حال بتائی۔ واقعہ سن کر حضرت مولانا ناصر حومہ کو سخت تکلیف ہوئی اور بڑی غیرت آئی پوچھا آپ کو کیا مشاہرہ دیتے ہیں؟ انہوں نے مشاہرہ بتا دیا۔ حضرت مولانا مرحوم نے ان سے فرمایا آپ ہمارے پاس آجائیں ہم ان سے دگنا مشاہرہ دیں گے۔ مل آپ داڑھی میں اہتمام سے لکھا کر کے تیل لگا کر جائیں اور استغفار پیش کر دیں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب استغفار دے کر دارالعلوم کراچی آگئے اور پاکستان میں اپنی خدمات دینیہ کا وقیع انداز میں آغاز فرمایا۔ (متاع نور از مولانا رشید اشرف صاحب)

گردن کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب فرماتے ہیں نبی کا ایک سپاہی میرے بیان میں آگیا۔ سننے کے بعد جا کر اپنے افسر کو درخواست دی کہ میں داڑھی رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ ستم بھی دیکھئے کہ رحمن کے حکم پر عمل کرنے کے لئے شیطان سے پوچھنا پڑتا ہے۔ فوج کا قانون ہے افسر سے اجازت لئے بغیر کوئی داڑھی نہیں رکھ سکتا۔ افسر نے درخواست نامنظور کی آخر باہم نوجوان نے بلا اجازت ہی داڑھی رکھ لی۔ افسر سے سامنا ہونا ہی تھا کہ دیکھتے ہی بولا یہ کیا کر دیا؟ اب فوراً منڈا کر آؤ اور آ کر مجھے دکھاؤ ورنہ گولی سے اڑا دوں گا۔ اب سپاہی کا جواب بھی سننے۔ اللہ کرے کہ یہ بات دلوں میں اثر جائے اپنے افسر کو رو برو جواب دیتا ہے کہ ”یہ گردن تو کٹ سکتی ہے داڑھی نہیں کٹ سکتی۔ وہی جواب جو ایمان لانے والے جادوگروں نے فرعون کو دیا تھا۔ وہ خود افسر اس جواب کی تاب کہاں لاتا؟ فوب آسے فوجی جیل میں بند کر دیا لیکن قرآن مجید کا اعلان ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ذرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کی راہ خود پیدا فرمادیتے ہیں۔ ایک آدمی کسی طرح اس سے ملنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے حالات دریافت کئے اور مجھے آ کر پورا قصہ سنادیا۔ میں نے ایک فتویٰ لکھا کہ جس افسر نے اس سپاہی کو

جیل میں رکھا ہے اس کا ایمان جاتا رہا وہ پاک مرتد ہو گیا۔ اب دوبارہ اسلام قبول کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح ٹوٹ گیا دوبارہ نکاح کرے اور اس پاپا ہی کو فوری رہا کردے اور مزید اس سے معافی بھی مانگے۔ اگر افسر یہ نہیں کرتا تو حکومت پر فرض ہے کہ اسے عبرتاک طریقے سے سرعام موت کی سزا دے۔ اگر حکومت ایسا اقدام نہیں کرتی تو اس حکومت کو مسلمانوں پر مسلط رہنے کا کوئی حق نہیں ایسکی لادین حکومت کو چاہئے کہ عذاب کی منتظر ہے۔ فتویٰ تو لکھ دیا گمراہ گے پہنچانے کا مسئلہ تھا۔ بظاہر اس کا بھی کوئی حل نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایک شخص کے ذریعے وہ فتویٰ آگے پہنچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے لکھا کہ میں جب بھی یہ فتویٰ کسی افسر کو دکھاتا وہ بھیکی ملی کی طرح بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا رعب ڈال دیا کہ آخر مقدمہ کا چکر ختم ہو گیا۔ جیل سے رہائی مل گئی اور ملازمت بھی بحال ہو گئی اور ساتھ کے ساتھ بد دماغ افسر کا دماغ بھی ٹھیک ہو گیا۔

بیوی داڑھی نہیں رکھنے دیتی

ایک صاحب نے فرمایا کہ مجھے ایک جگہ جمعہ کے وعظ میں داڑھی کے بارے میں کچھ کہنے کی توفیق ہوئی۔ بعض احباب جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہم آئندہ داڑھی نہیں منڈائیں گے۔ ایک شخص ان میں سے ایسا تھا جس کی بیوی اسے داڑھی نہیں رکھنے دیتی تھی۔ کئی مرتبہ داڑھی رکھی لیکن بیوی کے شور مچانے پر کہ بیوی رہے گی یا داڑھی۔ وہ شخص داڑھی منڈا تارہ۔ مولا نے فرمایا کہ وہ شخص چند دن بعد میرے پاس آیا اور کہا کہ بیوی نے پھر وہی رث لگا رکھی ہے میں نے کہا کہ بیوی کو زمزی سے سمجھائیں کہ داڑھی منڈانا گناہ کیرو ہے اس نے جا کر بیوی کو بتایا لیکن کچھ اثر نہ ہوا بیوی نے گھر کا کام وغیرہ کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ وہ شخص پھر آیا کہ پریشان ہوں۔ میں نے کہا پریشان نہ ہوں۔ آپ کے لئے بہت دعا میں کی ہیں اور کر رہا ہوں۔ اس مرتبہ بیوی بھی رہے گی اور

داڑھی بھی۔ لیکن آپ کی کچھ ہمت کی ضرورت ہے۔ اسے جا کر کہہ دیں کہ میں بہت بزدل ہوں کمزور ہوں۔ عذاب قبر۔ جہنم۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے عجیب کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا اور ایسا پاگل نہیں کہ آپ کی وجہ سے جہنم میں کوڈ جاؤں آج کے بعد میں داڑھی نہیں منڈاؤں گا جس کا دل چاہے رہے جس کا دل چاہے جائے۔ وہ شخص گھر گیا اور یوی کو اس قسم کے کلمات کہہ دیئے دوسرے دن آ کر اس نے بتایا کہ الحمد للہ یوی بالکل درست ہو گئی ہے۔

عورتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟

ایک بار خاوند یوی میں تلخ کلامی ہو گئی یوی پکوڑے بنارہی تھی ہاتھ میں کڑچھی تھی۔ جب یوی نے گرم سرونسا میں تو خاوند صاحب نگ آ کر بولے یا تو میں مر جاؤں یا اور آگے کہنا چاہتے تھے کہ تو مر جائے لیکن یوی نے مارنے کو کڑچھی اٹھائی اور کہایا ابھی میں ہی مر جاؤں۔ عجیب بات ہے کہ یہ مرد ہو کر یوی کی مانتا ہے ماں کی نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ نے آپ کو مرد بنایا ہے مرد بنیں ہمت سے کام لیں۔



سنن کی اہمیت

مفتي عظيم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔
 بزرگوں کی کرامتوں میں سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر کون
 کتنا زیادہ چلتا ہے۔ جتنا درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متابعت
 میں زیادہ ہے اتنا ہی درجہ اس کی بزرگی کا ہے۔ رات بھر جاگ کر عبادت
 کرنا اور ہے اور ایک لمحہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایتاء بہت بلند چیز
 ہے۔ فرمایا کہ بیت الخلاء میں جانے کی دعا ہزاروں نفلی عبادتوں سے
 بہتر ہے۔ اس میں نور اور برکت ہی اور ہے۔

صورت فانی سیرت باقی

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔
 دانش مند کا کام یہ ہے کہ وہ صورت کے سنوارنے کے نجایے سیرت کو
 سنوارے اور یہی انسان کی حقیقت ہے اور وہ گئی صورت تو وہ چند روزہ
 بہار ہے بڑھا پا آجائے یا کچھ غم لگ جائے یا کوئی فکر لاحق ہو جائے یا کوئی
 بیماری لگ جائے تو سارا رنگ و روپ زائل ہو جاتا ہے تو صورت در
 حقیقت قابل التفات نہیں۔ بلکہ اصل چیز سیرت ہے۔ (یادگار باتیں)

دارٹھی متعلق اعتراضات اور ان کے جوابات

بلا نیت بھی اتباع سنت پر ثواب ملے گا

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کا ارشاد فرمایا۔ حضن اتباع کی نیت کر لو اور کوئی مقصود پیش نظر نہ رکھو، ان شاء اللہ تمام مقاصد جتنے بھی ہیں سب خود بخود حاصل ہوں گے۔
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر ادا کو حفظ فرمایا ہے اگر کوئی بے خیالی میں بھی اتباع کر لے گا تو بھی اسے ثواب ملے گا۔ مثال کے طور پر اپنے عزیز دوستوں میں ایک مریض ہے، ہم بے تکلفاً نہ اس کو پوچھنے چلے گئے نہ سنت کی نیت کی اور نہ ہی اتباع کی۔
 حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ عمل اتباع کے مطابق ہو گیا، چاہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، ثواب ملے گا۔ (ملفوظات عارفی)

سنتوں پر عمل کا آسان طریقہ

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کا ارشاد فرمایا۔ جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاجمت (رکاوٹ) نہیں کرتا ان پر عمل فوراً شروع کر دیں۔ جیسے کھانے پینے کی سنیں سونے جائے کی سنیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہو گا اور نور سے روح میں قوت پیدا ہو گی اور پھر ان سنتوں پر عمل کی توفیق ہونے لگے گی جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ (یادگار باتیں)

مخالفین داڑھی کے اعتراضات

اور ان کے جوابات

دور حاضر میں مظلوم داڑھی نت نئے فیشن اور مغربی اثرات کے زیر سایہ ہے اور مسلمان جس کیلئے کسی بھی حکم کے بارے میں مسنون ہونے کا علم علیٰ قوت کیلئے کافی ہوتا تھا اب وہی مسلمان اپنے ذہن میں داڑھی جیسے حکم شرعی کے بارے میں طرح طرح کے دوراز کا راعتراض لئے ہوئے ہیں۔ ذیل کی تحریر میں ایسے چند اعتراضات کا شائی جواب دیا گیا ہے اس تحریر کا مطالعہ حسن عمل کی نیت سے ان شاء اللہ کافی اصلاح افروز معلومات پر مشتمل ہے۔

اعتراض

حضرت مولانا عاشق الہی میرٹھی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہر چند کہ داڑھی کے ساتھ بعض تنفس کا منشاء محض دین سے ناواقفیت اور بے تعلقی ہے کہ ایک مسلمان بچ کو اگر کوئی عیسائی متنبی (منہ بولا بیٹا) بنالے اور وہ اسی کے گھر میں پروردش پائے تو ظاہر ہے کہ اس کو اسلام کی ہربات بُری اور مکروہ نظر آئے گی، چونکہ والدین نے آپ کو پوری سمجھ آنے سے پہلے ہی اسکوں میں داخل کر دیا تھا اور وہاں جن سے بھی واسطہ پلا اور عموماً نہ بہت سے تنفس اور اسلام سے بے تعلق تھے اسی لئے کچی لکڑی میں سمیت (زہر) کواڑ کرنے کا موقع مل گیا اور اب سمجھ آنے پر ادھر تو کئی سال کا جما ہوار گک اور ادھر اپنا مسلمان زادہ ہونا

رُنگ اور ادھر اپنا مسلمان زادہ ہونا دونوں میں تزاحم (ٹکراؤ) ہونے لگا تو طرح طرح کی تاویلیں سوچنے لگیں اور یہ کوشش ہوئی کہ اسلام کو اپنے رُنگ کے سانچے میں ڈھال لیں۔ چنانچہ داڑھی کے متعلق آپ کا پہلا اختراع یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملکی اور قومی روانج کے درجہ میں داڑھی رکھی تھی اور اب چونکہ روانج بدل گیا اور داڑھی منڈا نے کاررواج ہو گیا ہے الہذا جیسا دلیں ویسا بھیں اب داڑھی رکھنا عیب ہے۔

جواب اعتراض

میرے عزیز و اتمہارے یہ دونوں دعوے غلط ہیں، کیا تم کو معلوم نہیں کہ جس ملک اور جس قوم میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اس کا روانج یہ تھا کہ بتوں کو پوچھتے تھے جانوروں کو ان کے نام پر قربانی کیا کرتے تھے؟ لیکن کیوں کی ولادت سے عارکھاتے اور ان کو زندہ مٹی میں دفن کر دیا کرتے تھے؟ ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے یہو کے سر پر جو کوئی بھی پہلے کپڑا اڑال دیتا وہ اس کا مالک بن جاتا تھا، برہنہ ہو کر طواف کیا کرتے اور لات و منات و عزیزی و دیوبی اور دیوتاؤں کو معبد و مصرف عالم سمجھتے تھے وغیرہ۔

بھلا غور تو کیجئے کہ نبی دنیا میں قومی روانج کو توڑنے کیلئے آیا کرتا ہے یا ان کی خود پابندی کرنے کیلئے! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قومی روانج کی پابندی کرتے تو تمہیں برس تک آپ نے جو تکلیفیں برداشت کیں وہ کیوں پیش آتیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مباح کاموں میں بھی ان کے روانج کے خلاف کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

تکبیہ بالکفار کی حرمت کا مدار

تکبیہ بالکفار کی حرمت کا مدار ہی اس پر ہے کہ آپ کو زمانہ جاہلیت کے ہر روانج سے بے حد نفرت تھی، یہی تو بڑا سبب تھا کہ ایک دم ساری قوم اور سارے ممالک کے دلوں میں آپ کی عداوت بھڑک اٹھی، اور انہوں نے وہ کیا جو کچھ بھی کرتے بن پڑا، مسلمان ہو کر اسکی بے جوڑ بات کہتے ہو جئے دشمن بھی کہتا ہوا شرمائے۔

عہد نبوت کا ایک واقعہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے پہلے کا قصہ ہے کہ قریش نے بیت اللہ کو از سر تو تعمیر کیا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نو عمر تھے اور اپنے پچھا حضرت عباسؓ کے ساتھ تعمیر بیت اللہ کیلئے جبل ابو قبیس سے پھر اٹھا کر لانے میں شریک تھے، لگنی باندھے ہوئے تھے اور پھر وہ کونڈ ہے پر رکھ کر مطاف میں پہنچا رہے تھے، ملکی روانج تھا کہ حمال و مزدور کا بہمنہ ہوتا کوئی عیب نہیں تھا چنانچہ آج بھی اس کا اثر موجود ہے حضرت عباسؓ کو ترس آیا کہ بھتیجے کا کندھا چل جائے گا اس لئے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لگنی کو اتار کر پیشواد را پنے کندھ ہے پر رکھ لو چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنا چاہا کہ وفعتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرے اور بے ہوش ہو گئے دیکھنے حق تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل از نبوت بزم ان طفویلست بھی ملکی وقوی روانج پر عمل نہ کرنے دیا۔

لگنی تجب خیربات ہے آپ داڑھی جیسی چیز کو جواب داء جوانی تا وفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر قائم رہی یوں فرماتے ہیں کہ ملکی روانج پر عمل تھا، میرے عزیزو! اول تو یہی محقق نہیں کہ تمای اہل عرب داڑھی رکھتے تھے اور اگر رکھتے تھے تو کس مقدار کی رکھتے تھے اور اگر ثابت ہو جائے کہ ہاں اہل عرب کی یہ عادت تھی تو یہ بقیہ اثر تھامت ابرا ہیسی کا کہ نبی کی قوم لگنی ہی بگڑ جائے مگر کچھ نہ کچھ اڑاں میں تعلیم نبوت کا ضرور باقی رہتا ہے چنانچہ بیت اللہ کا احترام اس کا طواف اور حج کی رسم ۹۳ی الحجہ کو عرفات میں جانا، واپسی میں تین دن منی میں مسحہرنا وغیرہ اگرچہ رسول شرکیہ سے مخلوط ہو گیا تھا، مگر اہل عرب میں باقی تھا پس جس طرح حج کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملکی روانج پر عمل کیا تھا اس طرح داڑھی کو نہیں کہہ سکتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملکی روانج پر رکھی تھی ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ داڑھی چونکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت تھی اس لئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس پر عمل فرمایا۔

کیا اب رواج بدل گیا ہے؟

دوسری دعویٰ کہ اب رواج بدل گیا ہے لہذا اس کا اتباع کرنا چاہتا ہوں اس سے بھی زیادہ کمزور اور تعجب خیز ہے جدید رواج سے آپ کی مراد اپنارواج ہے یا ہندو نصاریٰ کا! اگر اپنارواج مراد ہے تو ظاہر ہے کہ وہ یکدم آسمان سے نہیں پٹکا، سب سے پہلے کسی ایک مسلمان نے تھبہ بالمشعر کیں اختیار کیا اور پھر یکے بعد دیگرے دوسرے مسلمان اس کی موافقت کرتے چلے گئے حتیٰ کہ آج پچاس برس میں اس کا اتنا عالم ہو گیا کہ اپنی کثرت دیکھ کر آپ نے اس کا نام رواج رکھ لیا۔

اگر کوئی شخص اسلام کے خلاف چلے اور چند سال میں اس کا جتھہ بڑھ جائے تو کیا آپ اس کو رواج زمانہ کہہ کر پسند کرنے لگیں گے؟ خون کا ایک قطرہ جب ناپاک ہے تو اس کے دریا کو کون عظیم دنیا پاک کہہ دے گا؟

اگر رواج ہی دلیل جواز ہے تو اس وقت مسلمانوں میں سودی قرض لینے کا رواج، قمار اور سُرہ کا رواج، افسون کھانے کا رواج، شراب اور تازی پینے کا رواج، رشوت لینے کا رواج وغیرہ وغیرہ کس کس کو آپ واجب الاتباع قرار دیں گے، طرفہ تماشہ یہ ہے کہ شادی اور غنیٰ کے بہتیں رواج جو مسلمانوں میں صدیوں سے چلے آتے ہیں آپ کے نزدیک بھی معیوب اور واجب الترک ہیں، ان کے متعلق خود آپ کی دلیل یہی ہے کہ یہ سب رسوم و رواج زمانہ ہیں جو مسلمانوں نے ہندوؤں سے اخذ کئے ہیں کوئی شرعی بات نہیں ہے، مگر داڑھی کے متعلق چونکہ وہ براہ راست حکام وقت نصاریٰ سے اخذ کی گئی ہے اس لئے منڈانے کا رواج بھی آپ کے نزدیک دلیل جواز ہے پھر اگر رواج ہی حاکم ہے تو دنیا میں نبی کا آنا ہی عبث ہے۔

آپ کے سارے اجتہاد کا خلاصہ تو یہ ہوا کہ نبی جب دنیا میں آتا ہے تو یہی رواج پر عمل کرتا ہے اور جب دنیا سے جاتا ہے تو رواج کو اپنا قائم مقام بناتا ہے اور امت سے کہہ جاتا ہے کہ جیسا رواج بدلتے ایسے ہی تم بھی بدلتے رہنا، گویا ساری شریعت صرف

ایک فقرہ ہے ”جیسا دلیں ویسا بھیں“ اگر رواج کی حکومت کا یہی اقتدار ہے تو خدا خیر کرنے
اب ایک نیارواج روپ ترقی ہے کہ ہنگی فطری تعلیم ہے لہذا مرد ہو یا عورت جس طرح اس
کے پیش سے پیدائش ہوتی ہے سب کو اسی طرح رہنا اور بدن کے ہر حصہ کو ہوا اور ہوپ کی
قدرتی نعمتوں سے بہرہ یاب کرنا چاہیے دیکھنے اس کے متعلق آپ کا کیا فیصلہ ہو؟
اور اگر آپ کی مراد رواج ہندو و نصاری ہے تو ظاہر ہے کہ ہم امت محمدیہ ہیں
لہذا ہمیں دشمنان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رواج پر چنان تو در کنار بارگاہ
رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے خلاف کرنے کا حکم ہے۔

معترضین کی دوسری دلیل

آپ کی دوسری دلیل الناس علی دین ملوکهم ہے جس کا مطلب آپ
کے نزدیک یہ ہے کہ رعایا کو اپنے حاکم وقت کا دین اختیار کرنا چاہیے یا کم سے کم یہ
رعایا مجبور ہے اپنے بادشاہ کا طریقہ اختیار کرنے پر لہذا اس کے متعلق موافقہ نہ ہوگا۔

جواب

اس دعے میں آپ نے رواج کو چھوڑ کر حکام کو نبی کا منصب دیدیا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی 23 سالہ محنت و مشقت پر پانی پھیر دیا، عزیزان من!
ایسا ہی اصول موضوع ایک اور ہے الانسان عبد الاحسان کہ ”شریف انسان غلام
ہوتا ہے احسان کا“ اور جو شخص بھی اس پر کسی قسم کا احسان کرتا ہے یہ اس سے لچتا اور
اس کی خدمت پر مجبور ہوتا ہے، مگر شریعت نے تو اس قانون طبعی سے یہ نتیجہ نکالا کہ حاکم
کو رشوت لینا حرام ہے، اس لئے کہ جب کسی فریق کا احسان اٹھائے گا تو بتخاضائے
انسانیت اس سے سچے کا، لہذا مقدمہ میں انصاف کا پہلو نظر انداز ہو جائے گا اور ظاہر
ہے کہ فریق مقدمہ اسی غرض سے رشوت دیتا بھی ہے اور یہی نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ
حاکم کو حلاں خود بننا ہو رخلافی مصلحت اس نئے حق میں فیصلہ دینا ہوتا ہے جب تماشہ ہے

کہ عقل تو امور شرعیہ اور قوانین طبیعیہ میں اس طرح تطبیق دیں کہ فریق مقدمہ کا احسان مند ہونے سے چونکہ عدل و انصاف چھوٹا ہے الہذا احسان مند ہونا ہی حرام ہے اور اس کا احسان رشوت ہے اور آپ حضرات سلاطین کے اقتدار موثر کو امور شرعیہ حاکم تجویز کریں۔ ”بہ نیل تقاویٰ راہ از کجاست تائکجا“

میرے عزیزو! یہ فقرہ تو داشمندانہ اور مہذب اشارہ کو حاوی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے دینِ محمدؐ کے شیدائیو! ایسے بد دیوں کو اپنا بادشاہ نہ بنا یو جن کے زیر اثر تمہاری عبدیت حق اور حکومت الہیہ کی اشاعت بر باد ہوتی ہوئی اہم استقلال سے کام لیجھے کہ جان جائے گرایمان نہ جائے اور اگر دونوں باتوں سے عاجز ہو تو ملک خدا ننگ نیست پائے گدا لگ نیست، آخر ہجرت کا امور دینیہ کی فہرست میں شمار کس غرض سے ہے؟ اور تمہارے اسلاف نے مکہ کو باوجود وطن قدیم ہونے کے کیوں چھوڑا تھا؟ اور اگر کچھ بھی نہ ہو سکے تو تقاضہ شرعیہ اور تقاضہ طبیعیہ سے مقابلہ کے وقت وہ بر تاؤ کرو جیسا طاعونی بستی یا ہیضہ کے موسم میں کرتے ہو جبکہ ذاکر کہتا ہے کہ ہوا میں سمیت آگئی ہے اور اس کے کم و بیش اثر سے کوئی باشدہ بھی نہیں فتح سکتا، یعنی چونکہ مرنے سے بھی ڈرتے ہو اور وطن چھوڑنے پر بھی قادر نہیں تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہو اور جتنی بھی طاعون و ہیضہ سے محفوظ رہنے کی تدبیر و ستمی تمہارے امکان میں ہوتی ہے اس کا دقیقہ بھی انہائیں رکھتے، ورنہ الناس علی دین ملوکہ کے اسی مفہوم پر اگر مطمین رہے تو نصرانی بادشاہ آئے گا تو نصرانی بن جانے کو جائز کہو گے اور ہندو کی بادشاہت ہو جائے گی تو ہندو بن جانے کی اجازت دیدو گے۔

معترضین کی تیسری دلیل کا جواب

ایک دلیل آپ حضرات کی یہ ہے کہ ترک اور مصری مسلمان بھی داڑھی منڈاتے ہیں عزیزان میں یہ منصب صرف پیغمبر کا ہے کہ اس کے فعل کو دلیل جواز

ہنایا جائے غیر نبی کو نبی کا منصب دینا خواہ وہ ججازی ہی کیوں نہ ہو؟ با شخصی چوہوں میں صدی کے مسلمانوں کو کسی قوم یا کسی ملک کے باشندوں کا کوئی فعل جلت قرار دینا اصول اسلام کے بالکل خلاف ہے پھر آپ حضرات اگر ترکوں اور مصریوں کے فعل کو جلت بناتے ہیں تو وہ آپ کے فعل کو بحث بناتے اور داڑھی منڈانے کا جواز اسی سے ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند (پاکستان) داڑھی منڈاتے ہیں من ترا حاجی گوئیم تو مرا حاجی بگوئی حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب نکاح کا طریق مسنون والوں سے نکل جائے گا اور زن و شوکا تعلق جنگلی گدھوں کا سا ہو گا۔ دیکھئے ساری دنیا امر شرعی کی تارک بن گئی، شب ہی زنا عز نا ہی رہا جائز و مباح نہ ہوا!

اعمال قلب و جوارح

کبھی آپ بزرگان امت کے اس قسم کے الفاظ کا سہارا لیا کرتے ہیں ”عمل بکوش ہر چہ خواہی پوش“ اور یہ مطلب نکالتے ہیں کہ وضع ولباس میں ہر قسم کی آزادی اور اجازت ہے، مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اعمال کی دو قسمیں ہیں، اعمال قلب اور اعمال جوارح، جس طرح باطن پر اللہ قدوس کی حکومت ہے اسی طرح ظاہر پر بھی اسی کی حکومت ہے اور جس طرح روح و قلب بارگاہ احادیث سے مامورات و منہیات کی فہرست ملی ہے، اسی طرح از سرتاپا ہر عضو کو حلال و حرام کی مستقل فہرست دی گئی ہے کہ قلب ہو یا بدن جو بھی اپنے متعلقہ قانون شرعی کی دفعہ کا خلاف کرے گا وہ مجرم قرار پائے گا پس جس طرح قلب کو حکم ہے کہ مثلاً تو حیدور سالت کی محبت و عظمت اور اخلاقی حمیدہ سے متصف ہو اسی طرح آنکھ کو حکم ہے کہ ناخرم پر نہ پڑے۔ زبان کو حکم ہے کہ کلمۃ الکفر یا گاہی وغش بات نہ نکالے ہاتھ کو حکم ہے کہ کسی کو بلا وجہ نہ مارئے بدن کو حکم ہے کہ مرد ہو تو زیور اور ریشم نہ پہنئے وغیرہ وغیرہ۔ پھر جو چیزیں جائز بھی ہیں ان میں حکم ہے کہ کافر و مشرک کا تجہیز نہ ہونے پائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ

مشرک کا جنازہ بھی سامنے سے گزرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے خواہ اس لئے کرنی نفسم موت کی یاد دہانی ہوتی تھی یا فرشتوں کا احترام کرنا تھا جو مشرک ہو یا مومن ہر جنازہ کے ساتھ ہوتے ہیں، مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ مشرکین کی بھی یہی عادت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑا ہونا چھوڑ دیا، اور صحابہ کو بھی حکم دیا کہ جنازہ دیکھ کر کھڑے نہ ہوا کریں جب اتنی اتنی باتوں میں آپ کو تھبہ بالا غیار گوارانہ تھا تو آپ گلاب و معاشرت اور وضع و بیعت کو عمل ہونے سے خارج کیسے کر سکتے ہیں! ہاں حرمت اور کراہت سے جو چیزیں خالی ہوں اور ان کی تعداد بھی کثیر درکثیر ہے ان میں بے شک آزادی ہے کہ ہر چہ خواہی پوش۔

دائرہ سے حسن میں اضافہ

آپ حضرات یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ دائیرہ سے انسان جنگلی نظر آتا ہے میرا تو آپ کے اس مقولہ کو نقش کرتے ہوئے بھی دل تحریا جاتا ہے کہ یا اللہ آج مدعا ان اسلام کی زبانوں سے تیرے محبوبین (انبیاء کرام) کی ایک لاکھ چوبیں ہزار کی جماعت مقدسہ کو کیا خطاب مل رہا ہے میرے مہذب شہر یو! اگر تم کو وہ لوگ جنگلی نظر آتے ہیں جن کی تحقیق یہ ہے کہ انسان دراصل بند رہا اور مدد ریجی ترقی کرتا ہوا آدمی بناتے یا اس قوم کو جنگلی کا خطاب بخشنے ہو جو آبادی سے فرلاگنوں پرے خس پوش بگلوں میں رہنے سے منوس ہے اور جن کا لباس ہی جنگل کی رہائش کے مناسب وضع کیا گیا تھا کہ تجھے دار ٹوپی ہوتا کہ جنگل کی کھلی دھوپ سے بصارت حفظ و رہے اور بے دامن کے کوٹ اور بھسٹ پتوں ہوں تاکہ جماڑیوں کے کانوں میں الجھ کر پھٹ نہ جائیں اور نصف ساق تک جوتے ہو کہ خاردار گھاٹ سے زخم نہ ہو جائیں تو تھکانے کی بات بھی تھی مگر جو لوگ اپنی اصل میکوڈ ملائکہ حضرت آدم کو بتا کر اپنے کو آدمی کہتے اور ان سردار ان نے آدم کی ای صورت بناتے ہیں جن کو نبی بنا کر جس وقت بستی میں

بھیجا گیا تو مرتبہ دم تک باہر نکلنے کی ممانعت کردی گئی، چنانچہ! اس جماعت کے سردار کی تو قبر بھی بستی میں می اور اب تک بیچ آبادی میں موجود ہے بھلا وہ جنگلی کدھر سے نظر آنے لگے اور اگر کسی کی داڑھی کے بال آپ کو جھاڑ جھنکا ڈی معلوم ہوتے ہیں تو کل کو آپ آنکھ کی پلکوں کو ببول کے کانے فرمایا کہ انسان کو عربستان کا سیکر باتانے لگیں گے، پھر کون آپ سے یہ کہتا ہے کہ آپ بالوں کو گھاس بنائے رکھیں، تیرے دن ان میں تسلی ڈال کر نکھلما کیجئے کہ داڑھی رکھنے والوں کے لئے یہ بھی سنت ہے، پھر دیکھئے کہ سرکی ماںگ اور پیٹ سے بھی زیادہ خوش نہابن جائے گی۔

ایک اور اعتراض کا جواب

آپ یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھی ہے تو سر پر بال اور پٹھے بھی تو رکھے ہیں، پھر آج پٹھے کیوں نہیں رکھتے، حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اوٹ پرسواری کی ہے مگر آج ریل اور موڑوں پر سفر ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کملی اوڑھی ہے، چنانچہ قرآن میں یادیہا المزقل اور یادیہا المدققر یعنی اے کملی پوش ہی کہہ کر پکارا گیا ہے حالانکہ آج کملی کے بد لے الوان اور دوشاں لے اوڑھے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

میرے عزیز و اہر کارے دہرمدے بہتر تھا کہ دونوں کے فرق کو اہل فن اور علماء ہی کے حوالے فرماتے، اور اجتماعی ذمہ داری کا پار اپنے سرہنہ رکھتے، ہر کام کی نوعیت معلوم کرنے کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل اور قول اور استقرار چاروں پر قبیلی نظر دالنے کی ضرورت ہے، قرن اول میں بہترے صحابہؓ سر پر بال نہ رکھتے تھے چنانچہ حضرت علیہما مسیح معلوں تو مشہور ہے کہ ہمیشہ سر کے بال مینڈوا تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عسل جتابت میں ایک بال بھی سوکھا رہ جائے تو آدمی نایا ک رہتا ہے اس لئے مجھے بالوں سے صراحت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان حضرات

کو سرمنڈا تے دیکھتے تھے اور گرانی بھی نہیں لاتے تھے، اس کا نام استقر اری اجازت ہے جو آپ کا ارشاد اکثر احادیث میں منقول ہے ”احلقوہ کلہا اوترا کوہ کلہا“، سارا منڈا اویا سارے سر پر بال رکھو، یعنی ایسا نہ کرو کہ چند یا منڈا لی اور باقی سر پر بال رکھئے، کہ یہ ممنوع ہے اس سے معلوم ہوا کہ بال کمزوانے میں بھی یہ صورت کہ پچھلا حصہ کتر دایا اور سامنے کا چھوڑا جائے علاوہ تکہ بالصاری کے خود بھی ناجائز ہے، غزوہ موتہ میں جس دن آپ کے گم زاد برادر حضرت جعفر شعبہید ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محروم و غمگین ان کے مکان پر تشریف لائے اور بھاونج کو جو کہ اس وقت روٹی پکارہی تھیں یہو ہو جانے کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد یتیم بچوں کو جو باہر کھیل رہے تھے بلوایا، سینہ سے لگایا، اور اس خیال سے کغم زدہ ماں سے بچوں کے بالوں کی تکہداشت نہ ہو سکے گی، حلاق کو بلا کران کے سرمنڈا دیئے یہ عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو بچپنوں کے ساتھ خود کیا۔

جیتے الوداع میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرمبارک کا حلق کرایا، اور موئے مبارک صحابہ پر تقسیم فرمائے وہی بال ہیں جو اب بھی سلاطین کے تبرک خانہ میں اور بعض دیگر خوش نصیبوں کے پاس تبرک بنے چلے آتے ہیں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہے جس کو وادی منی میں لاکھوں صحابہ نے دیکھا، اور معلوم کیا کہ حضرت والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمر بھر سر پر بال رکھنا اور تیل و خوبیوں کا کران کو پرورش کرنا آج کے مبارک دن کی خاطر تھا، کہ اللہ کی نذر کرنے کا وقت آیا چاہتا ہے، مگر راہی کے ایک بال کے متعلق بھی قولی یا فعلی یا استقر اری کوئی ثبوت کسی قسم کا بھی کیا آپ حضرات پیش کر سکتے ہیں؟

ای طرح مرکب (سواری) سے مقصود راستہ قطع کرنا اور اس کو متزل مقصود پر کوچھنچے کا ذریعہ بنانا تھا، چنانچہ صرف اونٹی ہی نہیں بلکہ گھوڑا بغلہ، دراز گوش جو بھی وقت پر ملا سب پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے ہیں، مقوس شاہ اسکندریہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک گھوڑا اپدیا یہ بھیجا تھا جس کا نام ”ڈلڈل“ تھا اور وہ بھی آپ کی سواری میں رہا۔

اسی طرح لرزہ چڑھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمبل بھی اور حاصل کو پیار کے درجہ میں حق تعالیٰ نے مدش اور منزل کے نام سے پکارا اور عام طور پر کرتے بھی پہنچا یمنی تخلط چادر بھی اور بھی بیش قیمت عبا اور بجھہ بھی استعمال فرمایا چونکہ بدن سفر آخرت کیلئے ایک مرکب ہے کہ قطعی منزل کے لئے بقدر ضرورت اس کے گھاس دانہ کی بھی فلکر کرنا پڑتی ہے اس لئے ملبوسات اور ماکولات اور مشروبات میں اگرست ہے تو قلة انتقاء ہے کہ رفع ضرورت کیلئے وقت پرباً سانی جو بھی مل جائے اس کو اختیار کر لیا جائے ان تحسیمات دنیا کو مقصود بالذات نہ بنایا جائے اور خاص سواری یا کسی خاص کھانے یا کپڑے کا اہتمام والترزام نہ کیا جائے۔ چنانچہ کھانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ کا بھی استعمال فرمایا روٹی بھی کھائی، گوشت بھی کھایا، کھجور بھی کھائی، انکور بھی کھائے، پیز، سرکہ، گھنی، غرض ملک میں اللہ کی دی ہوئی نعمتیں جو بھی سہولت اور بلا کسی خاص اہتمام کے مل گئیں وہ کھائیں اور فاقہ بھی کئے۔

ان سب امور پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ ضروریات زندگی میں سنت سادگی..... اور بے اہتمامی ہے نہ کہ کسی خاص چیز کی پابندی، بس لیاں و مرکب اور ماکول و مشروب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس طرح اولتا بدلتا رہتا اور کبھی ملتا تھا اور کبھی نہ ملتا تھا، کیا داڑھی کے متعلق بھی آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ بھی ادلتی بدقیقی تھی؟ اور کبھی ہوئی تھی اور کبھی نہیں، میرے عزیزو! خدا کے واسطے مقلد ہی بننے رہو، مجتہدن بنو۔

ایک اور شبہ کا ازالہ

آپ کا ایک نرالا احتجاد یہ بھی ہے کہ مجاہد و غازی کو داڑھی منڈانا جائز ہے مگر اول تو یہی بھجھ میں نہیں آیا کہ آپ حضرات کس لائن پر جا رہے ہیں، جو مجاہدین کے اجاع کا شوق ہوا، دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس نفس سترہ، غزوات اور حضرات صحابہ کے چھوٹے بڑے ۸۰ سرایا تو احادیث میں منقول ہیں اور یہ موسک، قادسیہ، عراق و مصر کے کارنا میں فتوح الشام والعراق میں مذکور ہیں، مجھے تو پتہ لگا نہیں کہ کسی ایک مجاہد نے

بھی کہیں داڑھی منڈ ائی ہو، قرآن اول کے اسلامی غزوات تو ایسے مسلسل ہوئے ہیں کہ دو جنگوں کے درمیان اتنا وقت ہی نہیں ملا جس میں منڈی ہوئی داڑھی دوبارہ بڑھ کر یکمشت ہو سکے، آپ کے اجتہاد کی بناء پر تو تمام النصار و مہاجرین اور خود سرورد و عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا داڑھی رکھنے کا وقت ہی نہیں ملا۔

میرے عزیزو! موت کے منہ میں جاتے وقت تو مسلمان کو جسم نیک اور ولی بن کر قدم اٹھانا چاہیئے کون سا اسلام ہے کہ غازی بن کرزندہ قتلدرست اپنی یہوی بچوں میں آئیں تو یہوی بچوں کی زنانہ اور امر صورت لے کر آئیں اور شہیدین کراللہ رسولؐ کے پاس جائیں تو مجوہ و مشرکین کی ٹھکل بنا کر جائیں ذرا اسلامی تاریخ کے اوقات پلنٹے ایران و شام و فلسطین و انلس اور مصر و افریقہ کے کوہستان و میان پکار پکار کر کھرد رہے ہیں کہ ان کو فتح کرنے والے اور اسلامی سطوت کے علمبردار صرف وہی مسلمان تھے جن کے چہروں پر داڑھیوں کے سہرے لٹک رہے تھے آج تیرہ سورس کے بعد بھی کسی شہید کی لغش اگر کہیں برآمد ہوتی ہے تو داڑھی کا سہرہ اس کے چہروہ پر موجود تھا ہے کہ ایک بال بھی نہیں گراہاہیہ و سوس کو دشمن داڑھی پکڑ کر بے بس بنادے گا۔

محمدی کچھار کے شیروں کو زیب نہیں دیتا، ذرا بہت چاہیے کافر میں کہ مردِ خدا کی داڑھی پر ہاتھ ڈالے، پھر یہ عجیب بات ہے کہ فقہاء تو لکھتے ہیں جنگ کے وقت دشمن کو مروعہ کرنے اور تو پھر کھوئے کیلئے موچھوں اور ناخنوں کا بڑھانا مستحب ہے، یعنی جہاد کا مقضایہ ہے کہ جن کا ہمیشہ ترشواناً مستحب تھا ان کو بھی بڑھایا جائے اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ علامتِ رجولیت جس کا ہمیشہ اور بالخصوص جنگ کے وقت قائم رکھنا واجب ہے اس کو بھی ترشوادیا جائے تاکہ زخماً سمجھ کر دشمن دلیر ہو جائے اور شینووا پکڑ لے جس کے سامنے داڑھی کی آڑ بھی نہیں رہی۔

داڑھی کے ساتھ بد عملی کا شبہ

آپ یہ بھی فرمادیا کرتے ہیں کہ داڑھی رکھنے والے مکار ہوتے ہیں اور دھوکہ دیئے کیلئے ثقہ صورت بنا کر سامنے آتے ہیں، معلوم ہوا کہ دل آپ کا بھی گواہی دیتا ہے بلکہ بے

اختیار زبان بھی اس کا اقرار کرتی ہے کہ ثقہ ہونے میں داڑھی کو برداشل ہے اور جیسے کسی کے روزہ نماز اور حج سے کوئی دھوکہ کھاتا ہے اسی طرح داڑھی سے بھی دھوکہ کھاتا ہے۔
مگر میرے عزیز وابیتہ تو بتاؤ کہ بیچاری داڑھی کو دھوکہ دینے میں کیا خل، جس شخص میں مکاری اور دھوکہ دہی کا اخلاقی عیب موجود ہے وہ تو داڑھی منڈائے گا تب بھی دھوکہ دے گا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ موجود تھے جو منافقانہ اسلام لائے تھے اور مسلمانوں کو ان سے دھوکہ ہوتا تھا مگر ان کے خداع و مکر کی وجہ سے پہنیں کہا جا سکتا کہ مسلمان دھوکہ باز اور منافق ہوتے ہیں بلکہ یوں کہا جائے گا کہ بعض دھوکہ باز بھی مسلمان بن جایا کرتے ہیں۔

اسی طرح یوں نہ فرمائیے کہ داڑھی والے مکار ہوتے ہیں کہ اس کا اثر عیاذ ا باللہ حضرات انبیاء علیہم السلام تک پہنچتا ہے ہاں یوں فرمائیے کہ بعض دھوکہ باز داڑھی رکھا کرتے ہیں اچھی چیز تو بہر حال اچھی ہے کیسے ہی برے کے پاس کیوں نہ چلی جائے، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اپنے غلام کو نماز کا شیداد یکھا کرتے اس کو آزاد کر دیا کرتے تھے کہ اللہ کی عبادت میں لگنا میری خدمت سے بہتر ہے آقا کی یہ طبیعت دیکھ کر بعض غلاموں نے محض آزاد ہونے کی تمنا میں خوب نمازیں پڑھنا شروع کر دیں اور آزاد ہوتے رہے ایک دوست نے عرض کیا کہ حضرت یہ آپ کو دھوکہ دیتے ہیں اور آپ کی اس طبیعت سے نفع اٹھانے کیلئے محض دکھاوے کی نمازیں پڑھتے ہیں، فرمایا نیک کام میں دھوکہ کھانا ہی ہمیں پیارا ہے۔

لیکن آپ حضرات سے تو یہ عرض ہے کہ وہ مکار ہے تو آپ تو ماشاء اللہ ذکری ہیں، آپ دھوکہ نہ کھائیں اور اس کی چال میں نہ آئیے، مگر بے قصور داڑھی پر تو ازام نہ لگائیں بلکہ دعا کیجئے کہ اس تجہ بالانبیاء کی برکت سے حق تعالیٰ مسلمان بھائی کو اخلاص نصیب فرمائے اور اس کا شادی وہ یہی سمجھ کر مکاری سے باز آجائے کہ میں بد نام کنندہ گھونامان بن رہا ہوں۔

دائرہ اسلامی شناخت

آپ یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ دائرہ اسلام کے شعائر اسلام ہونے کا یہی تو مطلب ہے کہ اس سے دیکھنے والوں کو ہمارا مسلمان ہونا معلوم ہو جائے گا لیکن جب ایک شخص مسلمان ہے تو کسی نے اسے مسلمان سمجھا تو کیا نفع..... اور مسلمان نہ سمجھا تو کیا نقصان؟ میرے عزیزو! اول توباء ہمی شناخت بھی بڑی نعمت ہے دائرہ اسلام سے مسلمان پہچانا جائے گا تو بار بار مسلمان بھائی کی دعا بالفاظ السلام علیکم سے سنے گا، کہ ہر آفت سے سلامت و حفظ رہے گا انہ معلوم کس مسلمان کی اور کس وقت کی دعا قبول ہو جائے اس تعارف سے باہم انبساط کے ساتھ ملنا ہو گا، ایکشنوں کے وقت یہ اخوت در بدر پھرانے سے محفوظ رکھے گی، مشا بہت صورت پیغمبر کی وجہ سے چہرہ پر فرشتوں کی نظریں پیار و محبت کی پڑیں گی، آپ کے بیٹے کا ہم شبیر سامنے آجائے تو دیکھنے آپ کو اس پر لکنا پیار آتا ہے، پچھلے دونوں کی جگہ ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا، بہترے مسلمان بھی ہندو کے دھوکہ میں مسلمانوں کے ہاتھوں پٹ گئے، وجہ صرف یہ تھی کہ دائرہ منڈانے کے سب ظاہری امتیاز نہ رہا تھا، ریل گاڑیوں کا تصادم ہوتا ہے اور اکثر مسلمان غشیں ظاہری علامت نہ ہونے کے سب غسل اور دفن و کفن اور مسلمانوں کی آخری ہمدردی یعنی نماز جنازہ و دعاء مغفرت سے بھی محروم رہ جاتی ہیں، متفاقوں نے بھی مسلمانوں کی سی صورت بنانے سے تحفظ جان و مال کا نفع اٹھایا، اور ہم مسلمان ہو کر یوں کہیں کہ اسلامی صورت سے کیا نفع، مسلمانوں میں باہمی اتفاق کی ضرورت آپ کو بھی تسلیم ہے، لیکن ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو جبکہ پہچانا بھی ضروری نہیں تو اتفاق کس میں ہو۔

شعار کا حقیقی مطلب

دوم شعار کا حقیقی مطلب یہ ہے کہ ہم خود اپنا مسلمان ہونا بھی اسی سے شناخت کریں گے حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی بستی پر

چھاپے مارنے کا قصہ فرماتے تو صحیح کے وقت اذان کی طرف کان لگایا کرتے تھے اگر بستی سے اذان کی آواز آ جاتی تو ملتی فرماتے، ورنہ حملہ کر دیتے تھے اس سے قبل کہ حدیث میں غور فرمائیں اپنے وطن پر نظر ڈالنے کے جس بستی میں ہندوؤں کا زمیندار ہے اور مسلمان کمزور ہیں وہ نمازیں پڑھ سکتے ہیں بلکہ ہندو زمیندار ان کو زمین دیدیتے ہیں کہ چھوڑ رہا ہنا کہ جماعت کرو مگر اذان کی اجازت نہیں دے سکتے، اگر اذان کوئی بھولے سے بھی دیدے تو لھن جاتے اور خون بہہ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو جتنی عداوت اذان کے ساتھ ہے باوجود یہ کہ وہ سنت ہے اتنی نماز سے نہیں حالانکہ وہ فرض ہے، پس اگر کسی ہندو کا امتحان کرنا چاہو کہ اس میں مذہبی تعصب کتنا ہے تو شعراً اسلام یعنی اذان سے کرلو اگر اس کا سننا اس کووارا ہے تو اسلام سے نفرت نہیں اور اگرنا گوار ہے تو معتصب ہے، رحمۃ للعلیین نے بستی کی اذان سے چونکہ محسوس فرمایا کہ بستی والے اسلام سے بغض نہیں رکھتے اور اب اسلام کے قریب آگئے ہیں الہذا حملہ کو روک لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کو اسلام کی دولت بانٹنے کیلئے تشریف لائے تھے نہ کہ خون بھانے کیلئے۔ اسی طرح ایک ہندو جب مسلمان ہوتا ہے تو کفر کی ساری باتیں چھوڑ دیتا ہے لیکن جس وقت گائے کا گوشت اس کے سامنے آتا ہے تو ہاتھ کھینچ لیتا ہے اور نگاہ پھیر لیتا ہے کلمہ خوب پڑھتا ہے مگر گائے کے گوشت کا نام لینے سے بھی کتراتا ہے جب کہتا ہے تو بڑا گوشت کہتا ہے یہ علامت ہے کہ ہندوانی اثر گوئے قلب میں باقی ہے جس وقت حلاوتِ ایمان رج جائے گی تو ترکاری اور گائے کے گوشت میں کوئی فرق باقی نہ رہے گا، اسی بناء پر ہندوستان میں ذبیحہ گاؤ باوجود یہ کہ مباح اور اختیار کے درجہ میں ہے، مگر شعراً اسلام کہا جاتا ہے۔

ان امور میں آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ شعراً میں ایک خاصیت ہے اسلام کے ساتھ تعلق کی، اور یہی ایک چیز ہے جس کو مسلمان اپنے اسلام کی کیت و کیفیت کا معیار بناسکتا ہے۔

ممکن ہے آپ کو یہ شبہ بھی پیش آئے کہ داڑھی منڈانے میں اگر نصاریٰ کا تھبہ ہے تو داڑھی رکھنے میں یہود کا تھبہ ہے۔ اسی لئے عرض ہے کہ اول تو جن اعمال کا ہمیں بارگاہ رسالت سے وجہا حکم ملا ہے اس میں تھبہ کا اعتبار ہی نہیں، کلمہ تو حید منافق بھی پڑھتے تھے بلکہ ہندو بھی اپنے مرنے والے کو ان کہنی کہلاتے ہیں مگر ہمارا کلمہ پڑھنا ان کا تھبہ نہیں ہو سکتا، دوم بزم ان نبویہ یہود کی ایک بڑی جماعت مدینہ میں آباد تھی اور داڑھیاں رکھتی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود داڑھی رکھنے اور صحابہؓ کو رکھانے میں ان کا تھبہ قرآن نہیں دیا، سوم یہود کا داڑھی رکھنا اپنے رسول کی موافقت میں ہے، لہذا ہم نے حضرت کلیم اللہ کا تھبہ کیا ہے نہ کہ ان کی قوم کا چہارم ان کی داڑھی سکھوں کی طرح غیر محدود بڑھتی ہے اور ہمارے نبیؐ کی سنت ہے یکمشت کہ زائد کو کٹوادیا جائے لہذا یہود یوں اور سکھوں کی مشابہت سے پختا چاہئے۔

داڑھی کے سنت ہونے کا مطلب

آپ یہ بھی فرمادیا کرتے ہیں کہ داڑھی سنت ہی تو ہے، فرض نہیں ہے جس کا رکھنا ضروری ہو۔ لہذا اس سے قبل کہ رواۃ ثبوت پیش کروں چند حقائق پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔
 (۱) سنت نام ہے طریقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، مثلاً اذان و نماز و بُجگانہ طریقہ محمدی ہے اور سکھ یا گھنٹہ بجانا طریقہ ہے ہندو و نصاریٰ کی عبادت کا، روزہ رمضان طریقہ محمدی ہے اور برست طریقہ ہندو نوذری الجبہ کو حاضری عرفات طریقہ محمدی ہے اور گنگا کا اشنان طریقہ ہندو ہے، پھر ہر سنت یعنی طریقہ محمدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہتمام کی مقدار ظاہر کرنے کے لئے فقہاء امت نے چار درجے قائم کر دیے ہیں، فرض، واجب، سنت، مستحب۔ جس فعل کا حضرت نے اتنا اہتمام فرمایا کہ بلا ضرورت شدیدہ کبھی ترک ہی نہیں فرمایا اس کا نام فرض یا واجب رکھا، اور جس کا اہتمام اس سے کم ہوا اس کا نام سنت قرار دیا جس عمل میں آپؐ نے اختیار دیا کہ کرو تو ثواب ہے اور نہ کرو تو کچھ حرج نہیں اس کا نام مستحب یا نفل رکھ دیا، مثلاً نماز عشاء میں چار

رکعت فرض ہیں اور دور رکعت سنت اور تین رکعت واجب اور دور رکعت نفل یہ اصطلاح فقہاء ہے مگر سب کے مجموعہ کا نام باصطلاح حدیث سنت ہے، کیونکہ طریقہ محمدی ہے تمام عبادات اور حج و زکوٰۃ و روزہ میں حتیٰ کہ نکاح میں بھی جس کو حضرت نے فرمایا ہے ”النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فليس مني“ میں یہی چار درجے نہیں گے، کہ جس کو زنا میں بتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہواں کو نکاح کرنا فرض ہے اور جس کو ضعیف اندیشہ ہواں کے لئے واجب ہے اور جس کے لئے معنوی خطرہ ہواں کے لئے سنت ہے ورنہ منتخب نفل ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر اہتمام اس سے ظاہر ہے کہ نماز فرض تو غزوہ خندق میں قضا ہوئی مگر داڑھی جس دن سے نکلی تادم آخر منڈانا تو درکنار کبھی یکمشت سے کم کتر وائی بھی نہیں گئی۔

اس لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا منڈانا یا کتر وانا کہ یکمشت سے کم ہو جائے حرام ہے اور اس کا مرتب فاسن اور مردوں ایشادہ ہے فقہی اصطلاح کے سنت کے ترک پر یہ حکم مرتب نہیں ہوتا، پس داڑھی کو سنت کہنا محض اس اعتبار سے ہے کہ اس کا ثبوت رکعت بُجروظہر کی طرح فعلِ رسول اور حدیث سے ہوا ہے، اس حقیقت کے اکشاف کے لئے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

”وَكَذَّا شَهِنَ آنَ بِقَدْرِ قُبْصَهِ (مُشَتْ بَهْر) واجب! است‘ وآنکہ آزا سنت گویند بمعنی طریقہ مسلوکہ در دین است یا بجهت آنکہ ثبوت آں سنت است‘ چنان کہ نمازِ عید را سنت گفتہ اند“ (اویہ المدعات میں ۲۸۸، ج ۱)

آپ نے دیکھا کہ عیدین کی نماز کو سنت کہا جاتا ہے، حالانکہ واجب ہے، کیونکہ سنت بمعنی طریقہ محمدی میں اور وجوب میں منافات نہیں ہے، یہ ایک عجیب بات ہے کہ عید کی نماز کا اہتمام تو فرض سے بھی زیادہ ہے کہ جس نے تمام سال نماز نہیں پڑھی وہ بھی نمازِ عید نہ چھوڑے گا، مگر داڑھی کی یہ کیفیت ہے کہ نفل کی برابر بھی اس کی وقعت نہیں، بلکہ بُری گست ہے حالانکہ دونوں ہی سنت ہیں، اور دونوں ہی واجب ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الاضحیٰ کو ”سنۃ ابیکم ابوہیم“ فرمایا کہ یہ

سنت ہے تمہارے باپ ابراہیم کی حالانکہ صاحب نصاب پر واجب ہے مگر آپ کے نزدیک سنت داڑھی گویا اضحیہ ہے کہ روزانہ صبح ہوتے ہی اس پر چھری چلانی جائے۔

داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

(۲) داڑھی صرف سنت محمد یا اور طریق اسلام ہی نہیں بلکہ ایک لاکھ چوپیں ہزار

پیغمبروں کی سنت ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ”من سنن المرسلین“

گرجاؤں میں آج بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جو بھی تصویر یا مورقی رکھی ہوئی ہے اس میں داڑھی موجود ہے اور ان کا مذہبی گروہ جن کو ب شب اور پادری کہا جاتا ہے اکثر بھی داڑھیاں رکھے نظر آتا ہے۔ موسائیٰ قوم یعنی یہودی تو سب کو معلوم ہے کہ سکھوں کی طرح داڑھی کو جان اور ایمان کے برابر سمجھتے ہیں، سیدنا ہارون علیہ السلام کی پیغمبری داڑھی خود قرآن مجید میں مذکور ہے، اہل عرب کے داڑھی رکھنے کی عادت جس کو آپ قومی روایج فرماتے ہیں، حج کی طرح ملت ابراہیمی کا بقیہ اثر ہونا پہلے واضح ہو چکا ہے جس سے حضرت خلیل اللہ وذیع اللہ کے طریقہ پر روشنی پڑتی ہے۔ میں نے مصر کے فرعون کی چند نعشیں جو سحر سے محفوظ اور سیدنا موسیٰ سے بہت قبل کی ہیں، پھر ہم خود دیکھی ہیں اور ان کے منہ پر داڑھیاں ہیں اور اگر مانا جائے کہ بحکم ”وَ إِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَّا فِيهَا نَذِيرٌ“ ندوستان میں بھی اللہ کے پیغمبر ضرور آئے ہوں گے تو ان کے داڑھیاں ہونے کا ثبوت ہندو مت کے پچاری اور پرانے پنڈت دے رہے ہیں کہ وہ بھی داڑھیاں رکھتے ہیں۔

ان مشاہدات کی روشنی میں یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی نبی کی امت کیوں نہ ہواں کے جن افراد میں بھی کسی درجہ کی مذہبیت اور اپنے نبی کی تعلیم سے تعلق باقی ہے ان کی داڑھیاں بھی باقی ہیں اور جنہوں نے بھی داڑھی منڈائی ہے اس وقت منڈائی ہے جبکہ ان کے دلوں میں دہریت نے اٹ کیا، اور نبی کی محبت سے صاف اور کورا بنا دیا ہے۔

داراً حسّی صحابہ رضی اللہ عنہم کی بھی سنت ہے

(۳) داراً حسّی صرف سنتِ محمد یہ بھی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہؓ حضرات النصار و مہاجرین کی سنت ہے، کہ ان حضرات میں کہا رگناہ اور مستحق حدود شرعیہ جرائم کا وقوع بزمانہ محمدی متعدد جگہ ملے گا مگر داراً حسّی منڈنے یا یکمشت سے کم کترے جانے کا ثبوت نہ شہری میں ملے گا نہ دیہاتی میں اور نہ ہر وقت کے حاضر باش میں ملے گا، نہ صرف ایک مرتبہ آنے والے میں، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ کہا رگناہ کا ارشٹاک باوجود تعلق اسلام کے ولی سے بھی ممکن ہے لہذا تعلیمِ محمدیؐ کی عملی تکمیل کا محل یہ حضرات ہے، تاکہ آنے والی امت یہ نہ کہہ سکے کہ رجم و جلد سنگدلی ہے جس کو بشر انجام نہیں دے سکتا، مگر داراً حسّی کامنڈا اسلام کی محبت کے منافی ہے لہذا اس کی سزا و تلافی کی تعلیم بھی ضروری نہ ہوئی، غزوہ بدرو احمد میں کثیر صحابہ شہید ہوئے، وہمنوں نے ان کی نعشوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا، ان کے ناک کان کاٹ لئے، سینے چاک کر کے لکھیے نکالے، ان کا ہار بنا کر عورتوں نے پہننا سب کچھ ہوا، مگر ان کی داراً حسیوں کو حق تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی محفوظ رکھا، مشرکین مکہ کو اسلام اور اسلامی صورت ہی سے اصل عداوت تھی، مگر کسی کے قلب میں اس کا وسوسہ نہ آنے دیا کہ ناک کان کے ساتھ ان کی داراً حسیاں بھی موؤذن لو اور ان کو جو می صورت بنادو۔

داراً حسّی تمام اولیاء کرام کا طریقہ ہے

(۴) داراً حسّی صرف سنتِ صحابہ ہی نہیں بلکہ سنتِ جمیع اولیاء ہے کہ تیرہ سو برس کے اندر ایک ولی بھی ایسا نہیں ہوا جسے حق تعالیٰ نے داراً حسّی عطا نہ فرمائی ہو اور اس نے منڈ وائی یا کتر وائی ہو اور اب بھی دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اول تو ولی سے ایسا ہونے ہی کیوں لگا! لیکن اگر خدا نخواستہ ایسا ہو کہ وہ داراً حسّی منڈائے تو تیقیناً اس کی

ولایت فور اسلب اور داڑھی کے ساتھ اس کے تہامی وصول و برکات کا اضافا یا ہو جائے گا، پس اگر کسی کو امتحان کرنا ہو تو جو شخص عبادات اور اذکار و اشغال کا پابند ہوتے ہوئے اس خطاء کا مرٹکب ہو رہا ہو وہ داڑھی رکھ لے اور پھر دیکھئے کہ اس کے شجیر طاعت میں کتنی جلد اور کتنے زیادہ پھول اور پھل آتے ہیں۔

دارھی مرد انگلی کی علامت ہے

(۵) مرد کو حق تعالیٰ نے عورت پر شرف کلی بخشنا ہے کہ حضرت آدم کا پتلہ ہی تھا جس کے متعلق ارشاد ہے و نفحت فیہ من روحی اور وہی ہیں جن کو ملائکہ سے سجدہ کرایا گیا۔ حضرت حواء چونکہ ان کے انس کے لئے اور ان کی خاطر پیدا کی گئی تھیں اس لئے وہ انعام و احترام کی مسخر نہ ہوئیں، اس بناء پر حضرات انبیاءؑ کو جو کہ خلاصہ عالم ہیں جہاں تہامی خوبیوں سے نواز گیا وہیں رجولیت سے بھی نواز گیا، کہ سیدنا آدم سے لے کر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جو بھی نبی بن کر دنیا میں آیا وہ مرد آیا، بھی کسی عورت کو تاریخ نبوت حضرت مريمؓ، حضرت سارةؓ، حضرت هاجرؓ، حضرت آسیؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ، رضی اللہ عنہن کو تو کیا حضرت حواء علیہ السلام کو بھی نہیں پہنایا گیا، جو بجز ابوالبشر کے تہامی انبیاءؓ کی جدہ محترمہ تھیں اور رجولیت کا ظاہری شمرہ جو ہر وقت ہر شخص کو نظر آئے صرف داڑھی ہے کہ عورت اور خصی اور عنین جو رجولیت سے محروم ہے وہ داڑھی سے محروم ہے لہذا حضرات انبیاءؓ نے اس شرف خدا داد کو اتنا ان اور شکر گزاری کے ساتھ لیا، کہ اس کے شمرہ خاصہ کی عمر بھر قدر فرمائی اور اس کو منڈوا کریا کرنا اور کفران نعمت نہ کر سکے۔

ایک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں میلے اور بہت معمولی کپڑے پہنے ہوئے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم نادار ہو؟ عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہؐ مجھے حق تعالیٰ نے سیم وزرا اور باغات و مزارع ہر قسم کی دولت عطا فرمائی ہے ارشاد فرمایا فلیک اثر نعمتہ علیک پھر انعام خداوندی کا ارش بھی تو تم پر خود ادار ہونا چاہیے مطلب یہ تھا کہ خوش حال کو بدحال کی سی صورت بنا نا اللہ کی دی ہوئی

نعت کو چھپانا داخل کفران ہے۔ بھلا کیسے ممکن ہے کہ جو حضرات مالدار پر انعامات الہیہ کے اظہار کو فریضہ شکر سمجھیں وہ نعت رجولیت کے اظہار یعنی داڑھی قائم رکھنے کو فرض نہ سمجھیں، یہی وجہ ہے کہ حج میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجائشان کا تقاضہ تھا کہ جان اپنے محبوب کی نذر کریں چونکہ حق تعالیٰ نے جان کی خفالت مامور فرمادی تھی اور اونٹ مینڈھے کو جان کا بدل قرار دیا تھا، اس لئے ایک دونبیں بلکہ سوانح قربان کئے جو سات سو نفر کی طرف سے کفایت کر سکتے تھے اور بدن کی ایک انگلی بھی نہیں کافی، اسی طرح داڑھی کا حفوظ رکھنا چونکہ فرض تھا اس لئے اس کے بدله فرقی مبارک کے ہزار ہا باہل قربان کر دیئے مگر داڑھی کے ایک بال کے پاس بھی استرے یا پیچھی کوئی نہیں آنے دیا کہ کفران نعت حرام اور بمعتمداء ”وَلَئِنْ كَفَرُتُمْ إِنْ عَذَابِي لَشَدِيدٌ“ موجب عذاب اہلی ہے۔

(۲) مادہ رجولیت کے ساتھ داڑھی کا اتنا اخصاص کہ خصی و عنین بھی داڑھی سے محروم ہے نیز یہ کہ کوئی نبی بھی ایسا نہیں ہوا کہ جس کی گنجان اور کھنی داڑھی نہ ہو اس کی بین علامت ہے کہ جسمانی تولید کی طرح روحانی تولید کا مدار بھی رجولیت اور مظہر رجولیت ہی پر ہے، خصی و عنین ہر چند کہ اکثر احکام میں مردم شمار کیا گیا ہے مردوں سے مخالفت کر سکتا ہے، نماز میں مردوں کا امام بن سکتا ہے، مرے گا تو مرد ہی اسے قتل دیں گے، مردانہ ہی کفن اس کو پہنانا یا جائے گا، باپ کی میراث میں دو ہر ا حصہ پائے گا، مگر باس ہمسنا مرد کہلاتا ہے، محض اس لئے کہ تو الدو تناسل کا اہل نہیں۔

ای طرح ان سے مشابہت کرنے والا بے داڑھی کا مرد کتنا ہی عالم و عامل کیوں نہ ہو مگر اپنے علم و عمل کو متعدد نہیں کر سکتا، اور ایسے عالم کے جو داڑھی منڈا تا ہو آئندہ سلسلہ تعلیم و تربیت ہرگز نہیں چل سکتا، یہی سبب ہے کہ عورت کیسی ہی صاحب نسبت کیوں نہ بن جائے مگر مسند ارشاد پر بیٹھنے اور بیعت لینے یا سلوک طے کرانے کی اہل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ تعداد یہ روحانیت مخصوص ہے داڑھی والوں یعنی مردوں کے ساتھ پس میں اپنے علمی برادران یعنی طلبہ کو خصوصی نصیحت کرتا ہوں کہ اس طاعونی بلا کا اثر آپ پر بھی ہو چلا ہے خدا کے واسطے اپنی رجولیت کو قائم رکھئے درجہ

برکاتِ علمیہ سے محروم رہو گے اور کتنے ہی بڑے مولوی کیوں نہ بن جائیے شاگردوں کو مولوی نہ بنا سکو گے، عورتوں کا مردوں کے ساتھ تشبہ شریعت نے اسی لئے حرام کیا ہے کہ جو نعمت خدا نے نہیں دی اس کی صورت دکھانا کذب و ترفع ہے اور دی ہوئی نعمت کا چھپانا کفران ہے، اور داڑھی کا منڈانا بھی تشبہ ہے اور داڑھی کا منڈا صرف عورتوں کا تشبہ نہیں بلکہ مردوں کا بھی تشبہ ہے خصی و عنین کا بھی تشبہ ہے۔ آتش پرستوں کا بھی تشبہ ہے اور اس وقت کے نصاریٰ و ہنود کا بھی تشبہ ہے۔

اگر داڑھی صرف سنت ہی ہوتا....

(۷) اچھا میں تسلیم کئے لیتا ہوں کہ فقیہ اصطلاح کے موافق داڑھی رکھنا سنت ہے، فرض و ضروری نہیں، مگر میرے عزیزو! اول تو زرا غور کرو کہ فرض ہی کے ساتھ تمہارا کیا برداشت ہے؟ جو اس کے سنت ہونے کا اعذر ہے، کاش فرض ہی کو فرض کا دیتے تو سنت کی عظمت بھی دل میں بیٹھ جاتی۔

دوم آپ کو ترک عمل اور قطع عمل کا فرق معلوم نہیں، سنت بلکہ نفل کا بھی یہی حکم ہے کہ شروع کرنے سے قبل تو اختیار ہے چاہے کرو یا نہ کرو، لیکن جب افتتاح ہو گیا تو اب جب تک وہ عمل اپنی حد شرعی تک نہ پہنچ جائے اس کا قطع کرنا حرام ہے، نفل نماز کی نیت باندھ لجھئے اگر دور کھت پوری ہونے سے ایک لمحہ پہلے بھی قطع کیجئے گا تو قضاء پڑھنی واجب ہو گی، نفل روزہ رکھ لجھئے بھلا غروب آفتاب سے ایک منٹ قبل افطار تو کیجئے قضاء رکھنا واجب ہو گا، جمود عیدین کا خطبہ سننا پہلے تو سنت تھا، مگر جب شروع ہو گیا تو اب آپ پر اس کا سنتا اور تاختم شریک رہنا واجب ہے۔ پس اگر داڑھی سنت ہے تو اس کو نہ لکھنے دیجئے اور ایسی دوا کھا لجھئے جس سے داڑھی نہ لکھے، اس میں صرف ترک سنت ہو گا، لیکن جب بزرہ آغاز ہو گیا تو اب نیکشست ہونے سے ذرا قبل بھی آپ اس کو کتر وائیں گے تو ترک واجب کے مرتكب ہوں گے اور توبہ کر کے پھر اسی معین یعنی نیکشست مقدار پر اس کا پہنچانا واجب ہو گا، لہذا جب نکلے گی اور آپ اسے قطع کراتے

رہیں گے مسلسل ترک واجب کے مرتكب ہو کر گناہوں کا بوجھ بڑھاتے رہیں گے۔
 (۸) اس پر بھی غور فرمائیے کہ سنت محافظ اور مکمل ہوا کرتی ہے فرائض کی مشائط پر
 سے قبل کی چار سنتیں اس لئے ہیں کہ ان سے استعداد پیدا ہو جائے فرائض ادا کرنے کی
 اور بعد کی دو سنتیں اس لئے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے میں جو کوتاہی و کمی رہ گئی ہو ان
 سے اس کی تلافی و تکمیل ہو جائے، پس سنتوں سے بے نیازی وہ کرے جس کو عویٰ ہو کہ
 فریضہ خداوندی کا پورا حق ادا کر چکا، اور جب یہ دعویٰ سردار انہیاء بھی نہ کر سکے اور اسی
 لئے خود اپنی سنت کے پابند ہے تو امتی کو کب زیبا ہے کہ سنت کی ضرورت نہ سمجھے۔

ایہ طرح نکاح سنت ہے مگر مخالف عفت ہے اور بچانے والا ہے زنا سے (جو کہ
 گناہ کبیرہ ہے) ہفتہ میں ایک مرتبہ گورستان جانا سنت ہے مگر ظاہر ہے کہ موت کی یاد
 دہانی اور دنیا سے دل افسردگی کا ذریعہ ہے جو کہ تمامی عبادتوں کی روح ہے اس لئے سنت
 کو معنوی نہ سمجھو دیکھو سنت سے بے رغبی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "النکاح
 من سنتی فمن رغب عن سنتی فليس منی" ارشاد فرمایا کہ اپنی بیزاری و بے
 تعلقی کا اظہار کیا ہے اور ظاہر ہے کہ تعلقی محمدی کا سایہ محافظت اٹھ جانے کے بعد
 مسلمان ایسا ہے جیسے سلح شمنوں کے نزفہ میں پھنسا ہوا بے ڈھال و تلوار کا انسان، کہ
 ایمان کا سلامت لے جانا بھی مشکل ہے، اگر تم سے کسی خطاء پر باپ یوں کہے کہ جاؤ، ہم
 سے کوئی واسطہ نہیں، تو اندازہ کرو کتنی زبردست حکمی ہے۔ داڑھی کے سنت ہونے کا
 مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بشریت اور جویلت کی طرح داڑھی سنت اضطراری ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صورت انسانیہ عطا فرمائی گئی اور مرد بنایا گیا اور داڑھی
 بخشی گئی، پس مسلمان مرد کو حق تعالیٰ نے ان اموری غیر اختیاریہ میں اپنے محبوب کی
 موافقت بخشی، کہ گدھا گھوڑا یا عورت نہ بنایا، اور بے داڑھی کا نہ رکھا، جیسا کہ اپنی بے
 شمار مخلوق کو ان وہی نعمتوں سے محروم رکھا ہے تو گویا اس پر مزید نعمتوں کی بارش برسادی
 کیونکہ صورت بشریہ کے علاوہ کوئی دوسری صورت یا انوشت یا بے رلیش ہونا اگر عند اللہ
 زیادہ محبوب اور افضل ہوتا تو اللہ کا محبوب اسی بیت و شکل میں پیدا کیا جاتا، پس جس

طرح مهدی آخر الزمان کے لئے فخر ہے تمامی مجددین امت پر کہ اپنے نام میں اپنے والدین کے نام میں اور صورت و شکل میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر اختیاری موافقت سے نوازے جائیں گے یا کم از کم جس طرح ان حجاج کو خوشی ہوتی ہے جن کے قیام عرفات کا دن اللہ کے محض لطف و کرم سے جمعہ کو آپڑا ہو کہ حج محمدی کی غیر اختیاری موافقت ہو جانے کے سبب وہ اس کو حج اکبری کہتے پھرتے اور جامہ میں پھولے نہیں سما تے ہیں اس سے زیادہ تم کو اس کی خوشی ہونا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے ذقنو درخسار پر داڑھی نکال کر سنتِ محمد یہی کی اخطراری موافقت کا شرف بخشنا، آپ گلگشہ کی کرسی پر بیٹھے ہوں اور کوئی مجرم آپ کے سامنے پیش ہو جس کی صورت و شکل آپ کے فرزند سے ملتی ہو تو آپ دیکھیں کہ اس کے ساتھ کیا محبت پیدا ہوتی ہے، اور اس غیر اختیاری موافقت کے سبب سزا کا حکم بدلنے میں قانونی کتنی کنجائیں نکلتی ہیں۔

(۱۰) ایک مطلب داڑھی کے سنت ہونے کا یہ بھی ہے کہ اس کا ایک مشت رکھنا سنت ہے اور اس سے زائد بڑھانا خلاف سنت، چنانچہ امام محمدؐ نے کتاب الآثار میں لکھا ہے: **والسنة فيها القبضة وهو ان يقبض الرجل لحية فما زاد منها على قبضة قطعة داڑھی میں سنت اس کا ایک مشت رکھنا ہے کہ داڑھی مٹھی میں لے لے اور جوز انکد ہو وہ کاٹ دے۔**

آپ حضرات نے دوسرا رخ لے کر یہ مطلب سمجھ لیا کہ یہ مشت رکھنا سنت ہے، اور اس سے کم کرنا خواہ کتر و اکر ہو یا منڈ و اکر وہ خلاف سنت ہے، حالانکہ وہ ترک واجب اور حرام قطعی ہے۔ ہشام بن الکفی کا واقعہ ہے، وہ کہتے ہیں میں نے یاد کیا تو ایسی چیز کو جسے کوئی یاد نہ کر سکا، اور بھولا تو ایسی چیز کو جسے کوئی بھولا نہیں، قرآن مجید تو یاد کیا تین دن میں اور ایک روز مٹھی میں پکڑ کر داڑھی کو کاشنے بیٹھا تو قیچی بجائے نیچے کے اوپر چلا دی۔

مدوح تو بھول کر رخ بدل گئے تھے مگر آپ نے مقدار سنت میں قصدا رخ بدل دیا۔ (از رسالہ داڑھی کی قدر و قیمت)

دارٹھی

منڈانا... جرم عظیم

اسلامی زندگی کیسے بنے گی؟

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔
اگر ہم چاہتے ہیں کہ محبت و عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا
ہواں کیلئے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے اور جب
اللہ کے پیارے سے محبت کرو گے تو اللہ کی نظر میں تمہاری کیا
حیثیت ہو جائیگی، ہمارے آپکے سارے دن کی زندگی کے اعمال
اتباع شریعت کے تحت ہو جائیں گے۔

ہماری آپ کی معرفت یہی ہے کہ صبح سے شام تک کی زندگی کو
دیکھ لیں، حقوق اللہ، حقوق العباد، حقوق نفس یہ کس طرح ادا
ہوتے ہیں، یہ جو کچھ بھی سنت کے مطابق ہو گا، ہمارا وہی عمل مقبول
ہو گا، پھر وہی بات ہے یہ انداز زندگی کس طرح حاصل ہو؛
برخلاف اس کے آج کل کے معاشرہ میں ہمارا ایمان خطرہ میں
ہے، گھر گھر شیلوڑیں، تصاویریں گانے بجائے، میز کری پر کھانا،
محرم نامحرم کا اختلاط غیر مذہبی تعلیم و تدین لڑکے لڑکیوں کے بے
پردہ لباس کھلا ہوا بدن اس میں کون سی ادا اسلامی زندگی کی ہے،
تم جب پانچ سات افراد پر اسلامی حکومت قائم نہیں کر سکتے
اور بلند و بانگ دعوے پر جوش نفرے لگا کر سارے ملک میں
اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے کہاں جا رہے ہو، پہلے اپنی
زندگی کو تو اسلامی بنا لو۔ (خطبات عارفی)

اقوام عالم میں داڑھی منڈانے کی تاریخ

نقیہ اعصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لہیانی نوی رحمہ اللہ اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں جن گناہوں کے نتیجے میں حضرت لوٹ علیہ السلام کی قوم کو اللہ نے تباہ و بر باد کیا ان میں سے ایک کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے کہ وہ لڑکوں سے بدلی کرتے تھے دوسرے بعض گناہوں کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ داڑھی منڈاتے تھے ٹھنے ڈھانکتے تھے گانے بجائتے تھے اور بہت سی برا یوں کاشکار تھے داڑھی کیوں کٹاتے تھے؟ اس کی وجہ یہ کہ ان لوگوں میں لواط (اغلام بازی) کا مرض عام تھا ان میں جو لوگ یہ کام کرتے تھے وہ داڑھی موٹڈ کر رکھتے تھے تاکہ اوپا ش مردوں کا میلان ان کی طرف باقی رہے کسی کتاب میں نظر سے گزر رہے کہ ایک امرد کی صورت بنا کر شیطان کسی باغ میں گھس آیا اور چوری کرنے لگا باغ کے مالک نے پکڑ لیا منت سماجت پر چھوڑ دیا وسرے دن پھر آ کر چوری کی اور پکڑے جانے پر منت سماجت کر کے چھوٹ گیا غرض بلا ناغہ چوری شروع کر دی باغ کا مالک بھی تنگ آ گیا کہ اس سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے؟ آخر شیطان نے خود یہ تجویز رکھی کہ اگر باغ بچانا چاہتے ہو اور یہ خواہش رکھتے ہو کہ یہاں آنا چھوڑ دوں تو اس کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ مجھ سے بدلی کرو یہ انوکھی شرط سن کر مالک ہکا بکارہ گیا شیطان چکسہ دیتا رہا آخرا سے آمادگی ظاہر کرنا پڑی تو جو لوگ شیطان کی یہ سنت ادا کرنا چاہتے ہیں انہیں داڑھی منڈانہ پڑتی ہے۔ (اللہ کے باغی مسلمان)

عہد نبوت کا ایک عبرتاک واقعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسری بادشاہ کے دو قاصد آئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور دیکھنا تک گوارانہ فرمایا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں داڑھی منڈائے کا حکم کس نے دیا؟ وہ بولے ہمارے رب کسری نے۔ (عجمی لوگ اپنے بادشاہ کو رب کہتے تھے) حضور اکرم نے فرمایا ”مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور موچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے“۔ (البدایۃ والنایۃ وغیرہ)

داڑھی منڈوں کا رب کون ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ۔ اب جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ کہنے کو تو مسلمان ہی ہیں مگر تھائی میں بیٹھ کر زاغور کریں اور دل کی گہرائیوں سے سوچیں کہ اپنارشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں۔ آتش پرست موسیوں نے کہا کہ ہمارا رب کسری ہے جس نے داڑھی منڈائے اور موچھیں بڑھانے کا حکم دیا ہے اب داڑھی منڈے ذرا النصف سے بتائیں کہ ان کا رب اللہ ہے یا کسری۔ کسری اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا۔ جس ملعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک چاک کر دیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو جواب دیا کہ وہ میرا غلام ہو کر مجھے خط لکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو فرمایا مزق اللہ ملکہ (بخاری)

کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو یونہی نکڑے نکلے کر دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حرف بہ حرف سچا ثابت ہوا اس ملعون کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا اور خود تخت تشریف ہو گیا۔ وہ بھی ۲ ماہ سے زائد زندہ نہ رہ سکا۔ تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ چار سال کے اندر در دس بادشاہ تبدیل ہوئے آخر چند سال بعد یہ ملک مسلمانوں کے زیر نکیں آگیا اور صدیوں پرانی اس شہنشاہیت کا نام و نشان مت گیا۔ داڑھی منڈے اس ملعون کا انجام سامنے رکھ کر سوچیں کہ اپنارشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں۔ اپنارب کس کو تسلیم کر رہے ہیں؟

دائرہ مندوں کے لئے قیامت میں پریشانی

حدیث میں ہے کہ قیامت کے روز جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو حوض کو شرپ پانی پلا رہے ہوں گے ایک قوم حوض کو شرپ آنا چاہے گی لیکن فرشتے انہیں روک دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے یہ تو میری امت کے لوگ ہیں ان کو آنے دو لیکن فرشتے عرض کریں گے کہ یہ ”ظاہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے امتنظر آرہے ہیں مگر یہ بدعتی ہیں اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ ”جن لوگوں نے میرے بعد میرالایا ہوا دین تبدیل کر دیا انہیں دور ہٹاؤ۔ دور ہٹاؤ فرشتے ہٹادیں گے۔“ دائرہ منڈے ابھی سے سوچ لیں کہ خدا نخواست ان کی شکل دیکھ کر ہی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ انہیں دور ہٹاؤ دور ہٹاؤ۔ لے جاؤ جہنم میں تو کیا بنے گا؟

مشی سے کم دائرہ کترانا حرام ہے

مشی سے کم دائرہ کترانا باجماع امت حرام ہے۔ صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین اور دیگر اسلاف میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں۔ چنانچہ فقہاء کرام حبہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے ” دائیں ایک مشی سے زائد چھوڑنے کی تو گنجائش ہے کہ چاہے چھوڑ دیں یا کاٹ دیں مگر ایک مشی سے کم کرنے کو دنیا کے کسی عالم نے بھی جائز نہیں کہا۔ یہ بالاجماع حرام ہے“ (فتح القدير۔ در المغار)

دائیں منڈانا زنانہ روپ دھارنے کی کوشش ہے

اس کی جو مثال دی وہ بڑی عجیب ہے فرمایا کہ کٹا کر مشی سے کم کرنا حرام ہے جیسا کہ بعض مغربی لوگ کرتے ہیں۔ آج کے مغربی لوگ تو منڈاتے ہیں اس وقت فقہاء کے دور میں کتابتے ہوں گے اور وہ بھی بعض لوگ معلوم ہوا کہ پہلے زمانے کے کفار بھی پوری دائیں رکھتے تھے اور دوسرا مثال منش لوگوں کی دی یہاں عربی کے دو لفظ ہیں اور

دونوں کے معنی میں فرق ہے اسے سمجھتے ایک ہے بخششی۔ دوسرا منفث۔ بخششی وہ مخلوق ہے جو نہ مرد ہے نہ عورت جسے آپ لوگ بیہدا کہتے ہیں اس بیچارے کا تو کوئی صورت نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہی اس طرح ہے۔ منفث وہ مخلوق ہے جسے اللہ نے مرد بنایا لیکن وہ اللہ کی تقدیر پر راضی نہیں۔ اب وہ خود عورت بننے کی کوشش کرتا ہے وہ اڑھی صاف کر کے کپڑا بخشنے سے لٹکا کر عورتوں کی چال ڈھال اختیار کر کے بیچارہ پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح عورتوں میں شامل ہو جاؤں مگر نہ ادھر کا رہتا ہے نہ ادھر کا۔

”نہ روئے مردال نہ روئے زنان“

دارڑھی مرد کی زینت ہے

شرعی حکم سے قطع نظر عقل کی رو سے بھی سوچیں تو دارڑھی منڈانے یا کامنے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا دارڑھی ہر مرد کا مردانہ شعار اور اس کی زینت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو چوبیں سمجھنے یہ شیع پڑھتی ہے کہ ”پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو دارڑھی کے ذریعے اور عورتوں کو سر کے بالوں کے ذریعے زینت بخشی ہے، مگر ہمیں تو دنیا میں دارڑھی والے مردانہ بالوں والی عورتیں خال خال کہیں نظر آتی ہیں یہ نالائق مخلوق اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ حسن سے کیوں دور بھاگتی ہے؟“

دارڑھی مومنڈ نے والے پر قتل کی دیت

فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ کوئی شخص کسی کی دارڑھی مومنڈے اور اس طریقے سے مومنڈے کے آئندہ بال نہ آئیں مثلاً چہرے پر کوئی ایسی دوالگا دی جس سے بال صاف ہو گئے اور آئندہ کے لئے بال اگئے کی صلاحیت ختم ہو گئی تو اس دارڑھی مومنڈ نے والے مجرم پر اتنی بڑی دیت ہے کہ جتنی کسی کے قتل پر آتی ہے یعنی پورے سوا نہ کی دیت! اس نے مسلمان کی شکل بگاڑ کر اسے مثلہ کر کے گویا قتل کا ارتکاب کیا الہذا اس پر قاتل والی دیت ہے۔

ایک دل کش مثال

ایک اور پہلو سے دیکھئے کہ عام جانوروں میں ان کے مذکرو منش کے مابین کتنا فرق ہے؟ مثال کے طور پر مرغ اور مرغی کا موازنہ کر لیجئے دونوں پر کیجا نظر ڈالیں تو دیکھتے ہی ہر شخص بے اختیار پکارائے گا کہ مرغ بہت حسین ہے لیکن سوچئے کہ اس کے حسن کا راز کس چیز میں ہے۔ صرف وہ حسین کلفی جس کا تاج اللہ تعالیٰ نے مرغ کے سر پر سجادیا ہے۔ مرغ کا حسن و جمال اور اس کا نکھار صرف چھوٹی سی کلفی سے ہے۔ یہ ہٹادی جائے تو سارا حسن جاتا رہے گا۔

کون سی طاقت داڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟

حضرت مولانا مفتی رشید لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں م۵۰ سال سے یہ سوال دہرا رہوں کہ بتاؤ کیا خطرہ ہے؟ کس چیز کا ذر ہے۔ کیا کسی جلادنے سر پر تکوار لٹکا رکھی ہے کہ خیردار! اگر داڑھی رکھلی تو گردن اڑا دی جائے گی؟ یا کسی نے سینے پر بندوق تان رکھی ہے کہ خیردار اگر اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کر لی تو بھی خاتمہ کر دوں گا۔ یا یہ کہیں کہ ہم تو داڑھی رکھ لیتے ہیں مگر کوئی زبردستی آ کر موٹہ جاتا ہے زرالان با توں کو سوچئے۔

طعنوں کا ذر

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم نے داڑھی رکھلی تو بے دین لوگ ہمیں طعنے دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ رحمٰن کے بندے بنیں گے تو شیطان کے بندے لازماً آپ کا مذاق اڑا میں گے۔ آپ تو کس شمار میں ہیں؟ انہوں نے اولوں العزم رسولوں کو معاف نہ کیا ان کا بھی مذاق اڑاتے رہے۔ اگر شیطان کے بندوں سے اتنے ہی خوفزدہ ہیں تو داڑھی کیا اسلام کا نام لینا بھی چھوڑ دیجئے۔ مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے۔

سارا جہاں ناراض ہو پرواہ چاہئے مدنظر تو مرضی جاناں چاہئے
بس اس نظر سے دیکھ کے تو کریہ فیصلہ کیا کیا تو کرنا چاہئے کیا کیا نہ چاہئے

شیطان کی عجیب عجیب چالیں

کچھ لوگوں نے داڑھی نہ رکھنے کا یہ عذر تراش رکھا ہے کہ آج کل بڑی بڑی داڑھیوں والے جھوٹ بولتے ہیں وہو کہ دیتے ہیں بد دینی کرتے ہیں اس سے تو بہتر ہے کہ ہم داڑھی نہ رکھیں اس سے داڑھی کی توہین ہوتی ہے۔ شیطان بھی کتنا ہوشیار ہے۔ اگر کوئی بدنہادیہ طمعنے دینے لگے کہ میاں تم مسلمان ہو کر بھی ایسے ایسے غلط کام کرتے ہو چوری چکاری۔ جھوٹ۔ جعل سازی اور وہو کہ دہی سے باز نہیں آتے تو بتائیے ایسے میں کوئی عقائد مسلمان ان طعنوں کے ڈر سے اسلام ہی سے دستبردار ہو جائے گا۔ یا گناہوں کو چھوڑ دے گا؟ تو یہ حواب یاد رکھئے کہ یا تو مخالفین کے طعن و تفہیع سے ہر اچھا کام چھوڑ دیجئے اسلام کا نام لینا بھی ترک کر دیجئے یا یہ کہ اپنا ماحسہ سبھیجئے اور گناہوں سے بازاً جائیے اس سے اسلام اور داڑھی کی آبرو بھی باقی رہے گی اور آپ کی زندگی بھی سنور جائے گی۔

تمام گناہوں سے زیادہ خطرناک گناہ

باقی تمام گناہ کسی محدود وقت میں ہوتے ہیں گناہ شروع کیا اور جب تک اس میں مشغول رہے گناہ لکھا جاتا رہا اور جو نبی گناہ سے فارغ ہوئے نامہ اعمال پیٹ دیا گیا مگر داڑھی منڈانے کا گناہ تو ۲۳ گھنٹے ساتھ رکھا ہوا ہے اور اسی حال میں موت آگئی تو بھی حالت گناہ میں۔ ایسی باغیوں کی سی موت سے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔

داڑھی خصوصیت اسلام کیوں ہے؟

داڑھی اسلام کی یونیفارم اور انبیاء علیہم السلام اور تمام مسلمانوں کی امتیازی علامت ہے۔ غریب سے غریب جس کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ مسلمان ہو تو وہ اس شعائر اسلام کو قائم کر سکتا ہے۔ کم سے کم ایک مٹھی داڑھی ایک ایسا امتیازی نشان ہے جو دور سے بے تکلف نظر آ سکے۔ (داڑھی کی شرعی وضع)

دائرہ رکھنے کا آسان طریقہ

حکیم الامت مجدد الملک حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دائرہ رکھنے کے بارہ میں ایک آسان طریقہ بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ جب آپ دائرہ منڈائیں تو رات کو سوتے وقت یہ دعا کریں کہ ”یا اللہ بمحض سخت گناہ سرزد ہوا ہے۔ میں نادم ہوں۔ مجھے دائرہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں“ پھر انگلے دن دائرہ منڈائیں تو رات کو اسی گناہ کا اعتراف اور توفیق کی دعا کریں۔ اس طرح چند دنوں میں اللہ تعالیٰ دائرہ رکھنے کی توفیق عطا فرمادیں گے۔

دائرہ منڈانے کی تاریخ

(1) تاریخ میں دائرہ منڈانے کا ابتدائی ثبوت تو شیطان لعین کے اس چیز سے ملتا ہے جو عین نے اللہ تعالیٰ کو دیا تھا:-

وَقَالَ لَا تَرْجِلْنَ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيَّا مَفْرُوضًا وَلَا صَلَّيْهِمْ وَلَا مَنِيَّنَهُمْ
وَلَا مَرْنَهُمْ فَلَيَسْتَكِنْ اذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا مُرْنَهُمْ فَلَيَغِيَّرُنَ خَلْقَ اللَّهِ (سورہ نماز کریم ۱۸)
”اور کہا کہ میں تیرے بندوں سے (اپنے بندوں کا) حصہ مقررہ جدا کروں
کا (اس طرح) کہ میں انہیں گراہ کروں گا اور انہیں امیدوں کے جال میں پھساوں گا اور انہیں یہ تعلیم دوں گا کہ وہ حیوانات کے کان چیرا کر پیں گے یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑا کریں گے۔“

(2) مفسرین کریم نے فلَيَغِيَّرُنَ خَلْقَ اللَّهِ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دائرہ منڈا وانا بھی تغیر خلق اللہ ہے، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ دائیرہ منڈاتے ہیں، وہ شیطان کے حکم کی تغییل کرتے ہیں اور شیطان ان کو اپنے بندے اور اپنا حصہ مقررہ سمجھتا ہے۔ شیطان لعین کے اس چیز کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ

(۳) وَمَنْ يَتَّخِذُ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ ذُوْنِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسِيرًا
مُبِينًا جس شخص نے (خدا کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی پیروی کرتے ہوئے)
شیطان کو دوست بنایا، پس نقصان اٹھایا۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان داڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی
نافرمانی کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعییل کر کے اس کے حصے میں چلا جائے
اور خسران میبن اٹھائے۔ (پناہ خدا)۔

البتہ اگر ایک قبضے سے داڑھی زیادہ ہو جائے تو اس زائد حصے کو ترشوانا مستحق ہو گا۔

وَخُصْ مِنْ تَغْيِيرِ خَلْقِ اللَّهِ الْخَتَانَ وَخَضِيبَ الْحَجَةِ وَقُصْ مَاذَا دَعَنَهُ عَلَى الْقَبْضَةِ
”اور تغیر خلق اللہ کے حکم سے ختنہ کرنا داڑھی کا رنگنا اور ایک قبضہ یعنی مشقی سے
زیادہ داڑھی ترشوانا مستحق کیا گیا ہے۔“

داڑھی منڈا نا قوم لو ط کا عمل

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے اس حکم کی تعییل پہلے پہل قوم لو ط نے
کی۔ اغلب ان کے امردوں کی جب داڑھیاں آجائی تھیں تو امردوں کی رہنے کی غرض سے وہ
داڑھی منڈا دیا کرتے تھے۔ سورہ انبیاء میں حضرت لو ط علیہ السلام کے قصے میں ہے:

وَلُؤْطًا أَتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعْلَمَنَا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْفَرِيْدَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَعْمَلُ
الْخَبَيْثَ طَإِنْهُمْ كَانُوا قَوْمًا سُوءَ فِيْسِقِيْنَ (سورہ انبیاء درجہ ۵)

”اور لو ط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو اس
سمتی سے نجات دی جس کے باشدے گندے گندے برے کام کرتے تھے بے
شک وہ بڑی بری اور فاقس قوم تھے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور علیہ اصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:
عشر خصال عملتھا قوم لو ط بھا اہلکوا ایتان الرجال بعضهم
بعضًا و شرب الخمور و قص اللحیہ و عفووا الشارب۔ (درمنظر)

”دش برے کاموں کی وجہ سے قوم لوٹ ہلاک کی گئی، جن میں سے ایک لواطت ہے اور شراب پینا اور داڑھی منڈانا اور موچھیں بڑھانا بھی ہے۔“

شیطان کا اعلان کہ میں اللہ کی تخلیق میں رو بدل کروں گا

یہ دراصل شیطان ملعون کی کارستانی ہے جس کی بدولت انسان راہ راست سے بھک جاتا ہے۔ شیطان ہی نے لوگوں کو گراہ کیا اور انہیں اللہ کی ہناوٹ کو بدلنے کی تعلیم دی۔ قرآن نے اس بات کو یوں نقل کیا ہے۔

وَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيَغِيْرُنَ خَلْقَ اللَّهِ (النساء ۱۹۹)

”(شیطان نے کہا): اور یقیناً میں انہیں حکم دوں گا اور وہ میرے حکم سے خداوی ساخت میں رو بدل کریں گے۔“ پس نہ صرف یہ کہ داڑھی کا موٹھا نایا کاٹنا شیطان کی پیروی ہے بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنا ہے۔

داڑھی منڈانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانا ہے

ولی کے مشہور شاعر مرزا قیتل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت اعلیٰ درجے کی نعمتیں کہا کرتے تھے ایک ایرانی نے ان کا فارسی کلام سناتو اسے خیال گزرا کہ شامند کوئی بڑے عارف اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ اس نے ایران سے سفر کر کے ولی ان کی زیارت کو پہنچا۔ ان کے گھر جا کر پتا کیا تو گھر والوں نے بتایا کہ جام کی دکان پر گئے ہیں۔ وہ ان کی تلاش میں جام کی دکان پر گیا وہاں دیکھا کہ مرزا قیتل صاحب داڑھی منڈوا رہے ہیں۔ یہ کریمہ مظفر دیکھ کر اس نادیدہ عاشق بیچارے ایرانی کے لئے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وسطہ حیرت میں ڈوب گیا اور پوچھا آغا! ریش می تراشی؟ ارے عاشق رسول! یہ کیا؟ داڑھی منڈا رہا ہے؟ اس نے بھی شاعرانہ انداز سے جواب دیا کہ ہاں داڑھی ہی منڈا رہا ہوں۔ کسی کا دل تو نہیں دکھارہا۔ وہی بات جو آج کل کے بے دین کہتے ہیں کہ دل پاک ہونا چاہئے۔ شاعر صاحب بھی بھی کہنے لگے محبت تو میرے دل میں بھری ہے داڑھی

منڈاں تو کیا فرق پڑا؟ اللہ کے بندو اور محبت ہی کیا جو دل میں چھپی رہے اور چہرے پر ہے پر کہیں اس کا اثر تک نہ دکھائی دے۔ جو محبت کو اپنے محبوب کے انتار پر بھی نہ ابھار سکے اور اس کے اعمال پر اثر انداز نہ ہو یاد رکھئے یہ محبت نہیں فریب ہے۔

ہم فرق یار میں محلِ محل کے ہاتھی ہو گئے لتنے کھلتانے کھلستم کے ساتھی ہو گئے ایرانی نے مرزا قتیل کو جواب دیا ارے نادان! تو کہتا ہے میں کسی کا دل نہیں دکھا رہا تو تو دونوں جہانوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھارہا ہے۔ اس ذات وال اوصافات کا دل زخمی کر رہا ہے جن کی خاطر یہ دونوں جہان پیدا کئے گئے یہ سنتے ہی مرزا قتیل بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو زبان پر یہ شعر جاری تھا۔

جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی مرا با جان جاں ہمراز کر دی
باتی یہ بات کہ داڑھی کٹانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھتا ہے کوئی
شاعرانہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے۔

دونوں استرا پھروالیں

ایک شخص نے اپنا قصہ سنایا کہ میں داڑھی منڈا یا کرتا تھا۔ داڑھی رکھنے کا شوق ہوا جب بیوی نے دیکھا تو شور چاپیا کہ یہ کیا شکل لگتی ہے طرح طرح کی باتیں کیں اور کہا کہ بیوی رہے گی یا داڑھی۔ ان صاحب نے جواب دیا کہ مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے داڑھی کو زینت بنایا ہے اور عورتوں کے لئے سر کے بال۔ چلو دونوں جام کی دکان پر چلتے ہیں پہلے آپ اپنے بال استرے سے منڈا دو۔ بعد میں میں اپنی داڑھی منڈا وادوں گافور اچپ ہو گئی اور دوبارہ کبھی نہیں کہا۔

داڑھی کی تو ہین کرنے والے کی پٹائی

رجیم یار خان میں ایک شخص نے داڑھی کا مذاق اڑایا۔ تو ہین آمیز کلمات کہے یہاں تک کہ اس نے داڑھی کے بال بھی ہاتھوں سے اکھیزے۔ ایک مولوی صاحب

نے جا کر عدالت میں بات کی کہ ایسے شخص کو سزا دی جائے لیکن ان کی بات نہیں سنی گئی بلکہ مولوی صاحب کاملاً مقاضی اڑایا گیا۔ اس شخص نے پھر چند آدمیوں کی داڑھی کا مقاضی اڑایا جس پر ایک آدمی کی غیرت جوش میں آئی اس نے مردوں کی خوب پٹائی کی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پٹائی کرنے والے کوشاباش دی جاتی لیکن پٹائی کرنے والے پر اور ان مولوی صاحب پر جنہوں نے عدالت میں مقدمہ کرتا چاہا تھا مقدمہ کر کے انہیں کئی ماہ جیل میں رکھا گیا۔ افسوس کہ اسلامی احکام کا مقاضی اڑانے والے کو سزا دینے کے لئے کوئی قانون نہیں۔ اہل اقتدار کچھ ہوش کے ناخن لیں۔

داڑھی منڈوں کو تنبیہ

ان لوگوں پر واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور اپنے نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بنائیں۔ جبکہ عقل بھی بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے سر کے بال کے دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورتوں کا سر منڈو دانا بد صورتی میں داخل ہے تو بھلام مردوں کا داڑھی منڈو دانا خوبصورتی میں کیسے داخل ہو گا؟ کچھ بھی نہیں! رواج نے دل و دماغ اور بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ مصر والے بھی تو منڈو دانتے ہیں۔ اس کا جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو۔ جنت نہیں ہے۔ جو منڈو دانتے ہیں یقیناً برا کرتے ہیں۔ خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔

بعض لوگ خود کو کم عمر ظاہر کرنے کے لئے داڑھی منڈو دانتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا عار ہے۔ یہ بھی ایک بیہودہ اور لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک عظیمة خداوندی ہے۔ جتنی زیادہ ہو نعمت ہے۔ اس کا چھپانا بھی کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا اور بھی زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوق نہیں ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چند بے عقولوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں

کے نزدیک تو مسلمان ہونا بھی موجب عار ہے تو کیا معاذ اللہ! اسلام کو بھی جواب دے پیشیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مدد اسلام کو ترک نہیں کرتے تو فاسق و فجارت کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جائے؟ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ کہ بعض مدارس کے طالب علم اور بعض فیشنی ملابھی اس بلا میں بتلا ہیں۔ ان کی شان میں بھروس کے اور کیا کہا جائے کہ۔ چار پائے براؤ کتابے چند ان لوگوں پر سب سے زیادہ و بال پڑتا ہے اول تو اوروں سے زیادہ واقف۔ پھر اوروں کو نصیحت کریں۔ مسئلے بتائیں۔ خود بعمل ہوں۔ عالم بے عمل کے بارے میں کیا کیا وعدید یہ قرآن و سنت میں وارد نہیں ہیں؟ پھر ان کو دیکھ کر جاہل مزید گمراہ ہوتے ہیں۔ ان کی گمراہی کا و بال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ”باعث گناہ“ ہوتا ہے۔ اس گناہ کے و بال میں وہ بھی برابر کا شریک ہوتا ہے۔ اہل مدارس پر لازم آتا ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی امرخلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرے تو درگزر کیا جائے ورنہ مدرسہ سے خارج کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایسے شخص کو مقتداۓ قوم بنانا پوری امت کو تباہ کرنے کے متراوٹ ہے۔ یاد رہے کہ جام کے لئے بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنائے جو شرعاً منع ہو۔ خواہ داڑھی کا ہو یا سر کا! کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ اس کو چاہئے کہ عذر کر دے۔ آخر میں ملت اسلامیہ کے سب نوجوانوں سے میں گزارش کروں گا کہ اپنے آپ کو سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آراستہ کر کے اپنی شکل و صورت کو سنت کے مطابق بنا کر خود کو کعبہ کا پاسبان بنائیں کہ آج وقت کی بھی پکار ہے۔

ن سمجھو گے تو مت جاؤ گے اے غافل مسلمانو!

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

مسلمان کیلئے کچھ فکر یہ

آخر وہ کون ہی طاقت ہے جو آپ کو داڑھی رکھنے سے روک رہی ہے؟ ذرا خور سمجھئے۔
سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کیوں؟ کیا کوئی زبردستی آ کر داڑھی موٹھ جاتا ہے؟
یاد رکھئے یہ کوئی شغل نہیں۔ داڑھی منڈانا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھانا ہے۔

داڑھی منڈانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا اور ایذا دینا ہے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو داڑھی رکھنے اور موٹھیں کٹانے کا حکم
دیا ہے۔ داڑھی منڈانے سے آپ کو ایذا اور تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے داڑھی منڈانے کو
مشکروں اور مجوہیوں کا فعل قرار دیا ہے اور اس پر اظہار ناراضگی فرمایا ہے۔ کتب حدیث و سیر
میں ایک واقعہ آتا ہے جس سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط
روانہ کئے تھے جن میں سے ایک خط ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے نام بھی ارسال
فرمایا جب شاہ ایران خسرو پرویز کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی رضی اللہ عنہ
کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبلیغی والا نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک
دیکھتے ہی غصے سے چاک کر دیا اور پوں بکنے لگا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط
لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے۔ اس کے بعد کسریؓ نے بازان کو جو
اس کی طرف سے میں کا گورنمنٹ اور عرب کا تمام ملک اس کے زیر تکمیل سمجھا جاتا تھا حکم
بیجوا کہ دو مضبوط آدمی سمجھو جو اس مدی نبوت کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔
بازان نے ایک فوجی دستہ تیار کیا جس کے افسر کا نام خسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ (علی
صاحبہ الف الف تحیۃ) پر گہری نظر ڈالنے کیلئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کردا یا

جس کا نام بانویہ تھا یہ دونوں افسر جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو نبوت کے رب کی وجہ سے ان کی گرون کی رکیں قصر قرآن پائے گئیں۔ یہ لوگ چونکہ آتش پرست تھے اس لئے واڑھیاں منڈی ہوئی اور موچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔

فکره النظر اليهم و قال: ويلكما من امر كما بهذا؟ فقالا امننا بهذا ربنا يعنيان كسرى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكن رب امنى باعفاء لحيتى وقص شاربى

ان کے چہرے پر نظر ڈال کر آپ کو تکلیف پہنچی آپ نے پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کا تم سے کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے رب کسری نے (وہ اپنے بادشاہ کسری کو رب کہا کرتے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور موچھیں کتر داؤں۔ (جو اہر پارے)

ایک مرد کے داڑھی موٹڈ نے پر عورت متغیر ہو گئی

جب تک مسلمانوں کا ذہن مشرکین اور یہود و نصاریٰ وغیرہ کے رنگ سے محفوظ تھا تو مرد خواہ عورت سب داڑھی کو مرد کیلئے زینت اور خوبصورتی سمجھتے تھے چنانچہ علامہ ابن بطوطة اپنے سفر نامے الموسوم ”بتحفة النظار فی عجائب الاسفار“ (ص ۷۱ ج ۱) میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ شیخ جمال الدین ساولی نہایت خوبصورت شخص تھا چنانچہ ایک عورت اس پر فریفتہ ہو گئی اور کسی بہانے سے اس کو اپنے گھر میں بلا لیا اور اندر آنے کے بعد دروازے بند کر دادیئے اور پھر شیخ صاحب کو اپنی طرف برائی کیلئے بلا یا۔ شیخ موصوف نے بچتے کی بڑی کوشش کی لیکن خلاصی کیلئے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اس نے پہلے بیت الخلاء جانے کا ارادہ کیا اور اندر جا کر جیب سے استرانکالا اور اس سے اپنی داڑھی کو موٹڈ دیا جب باہر نکلا تو عورت کو اس کی شکل اتنی بڑی تھی کہ اس سے متغیر ہو

گئی اور وہ برائی سے فتح کر سلامتی سے باہر آیا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ جب ذہن صاف تھا تو فطری بناوٹ سب کو اچھی لگتی تھی جب ذہن گندा ہو گیا تو اچھی شکل بری اور بری اچھی نظر آنے لگی۔ دراصل یہ شیطان کی کارستانی ہے جس نے اللہ کے سامنے جرأت کی اور کہا:

لا تخدن من عبادک مفروضاً。 وَلَا خَلَقْتُهُمْ وَلَا مَنَّيْتُهُمْ وَلَا أَمْرَتُهُمْ

فَلَمَّا يَتَكَبَّرُوا إِذَا أَنَّ الْأَنْعَامَ وَلَا مُرْنَاهُمْ فَلَمَّا يَغْرِبُوا خَلَقَ اللَّهُ

”میں ضرور تیرے بندوں سے اپنا مقرر حصہ اطاعت کرلوں گا۔ اور میں ان کو گراہ کروں گا اور میں ان کو ہوس دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ چار پاؤں کے کانوں کو تراشنا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔“

داڑھی منڈوں کو چھپنے والے نقشانات

بغیر داڑھی والے لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں ناراضگی ایک صاحب نے فرمایا کہ میرے ایک دوست فیڈرل گورنمنٹ میں ایک عہدے پر رہ کر کام کر رہے تھے مجھے کئی سال بعد ملے تو ان کا چہرہ پہلے سے بدلا ہوا تھا۔ سنت کے مطابق داڑھی تھی جو کئی سال پہلے نہ تھی اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ خواب میں قیامت کا منظر دیکھا تو اپنے آپ کو بہت پریشان پایا لوگوں کو ایک طرف بھاگتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی ادھر بھاگے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعریف فرماتے اور لوگ ان سے مصافحہ کر رہے تھے جب ان کی باری آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منہ پھیبر لیا، اس پر میرے دوست کو صدمہ ہوا اور وجہ پوچھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری شکل میرے جیسی نہیں ہے جب میرے دوست جا گے تو اسی دن سے داڑھی رکھ لی۔

دارڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں ملی

ایک بزرگ نے ایک سچا واقعہ سنایا جو بڑی عبرت کا واقعہ ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ایک دوست لندن میں تھے اور کسی ملازمت کی تلاش میں تھے۔ ملازمت کیلئے ایک جگہ انترو یو ڈینے گئے۔ اس وقت ان کے چہرہ پر دارڑھی تھی، جو شخص انترو یو لے رہا تھا اس نے کہا کہ دارڑھی کے ساتھ یہاں کام کرنا مشکل ہے، اس لئے دارڑھی ختم کرنی ہوگی۔

اب یہ بڑے پریشان ہوئے کہ میں اپنی دارڑھی ختم کروں یا نہیں۔ اس وقت تو وہ واپس چلے گئے اور دو تین روز تک دوسرا جگہوں پر ملازمت تلاش کرتے رہے اور کشش میں بتلار ہے۔ دوسرا ملازمت نہیں مل رہی تھی اور بے روزگار اور پریشان بھی تھے۔ آخر میں فیصلہ کر لیا کہ چلو دارڑھی کٹوادیتے ہیں تاکہ ملازمت مل جائے۔ چنانچہ دارڑھی کٹوادی اور اسی جگہ ملازمت کے لئے پہنچ گئے۔

جب وہاں پہنچ گئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے کہا یہ دارڑھی کٹوادو تو تمہیں ملازمت مل جائے گی تو میں دارڑھی کٹوادی کٹا کر آیا ہوں۔

اس نے پوچھا کہ کیا آپ مسلمان ہیں؟

انہوں نے کہا ہاں۔

اس نے پھر پوچھا کہ آپ دارڑھی کو ضروری سمجھتے ہیں یا غیر ضروری سمجھتے ہیں؟

جواب دیا کہ میں اس کو ضروری سمجھتا ہوں اور اسی وجہ سے رکھی تھی۔

اس نے کہا کہ جب آپ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ کے حکم کے تحت دارڑھی اور اب آپ نے صرف میرے کہنے کی وجہ سے اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کے وفادار نہیں اور جو شخص اپنے اللہ کا وفادار نہ ہو وہ اپنے افسر کا بھی وفادار نہیں ہو سکتا۔ اللہ اہم آپ کو ملازمت پر رکھنے سے قاصر ہیں۔

خسر الدنیا والآخرة

داڑھی بھی گئی اور ملازمت بھی نہیں۔ صرف داڑھی ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے جتنے احکام ہیں ان میں سے کسی کو یہ سوچ کر چھوڑنا کہ لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے یہ بسا اوقات دنیا و آخرت کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔

داڑھی منڈانے پر عذابِ الہی

حضرت مولا نا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں: ”ایک شخص کا قصہ ہے کہ اس نے ایک دفعہ داڑھی منڈائی تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو یہ سزا ملی کہ داڑھی میں بال خور الگ گیا پھر تمام عمر داڑھی نہ لگی۔“ (املاج النساء صفحہ ۱۱۲)

لخراش با تین

بہت سے مسلمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنے وطن سے زرکشی خرچ کر کے حرمن میں شریفین میں پہنچتے ہیں، پھر روضہ اطہر پر حاضری دیتے ہیں، وہاں لمبی لمبی دعا تین بھی مانگتے ہیں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بڑی محبت کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اپنی زندگی کوست و شریعت کے مطابق بنانے کیلئے تیار نہیں ہوتے، ذرا سی بھی تبدیلی نہیں آتی۔ جیسے گئے تھے اس سے بھی ابتر حال میں لوٹتے ہیں۔ میں نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محصلہ و ضوخانے میں بیٹھ کر داڑھی میں استراپھیر رہے تھے۔ ہائے افسوس! سر کار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو یہ تاکید اور حکم ہے: ”خالفو المشرکین او فروا اللھی واحفووا الشوارب“ (متفق علیہ) یعنی مشرکین کی مخالفت کرو، موجھیں چھوٹی کرو، داڑھی کو بڑھاؤ، (یعنی اسے نہ کاٹو) مطلب یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو داڑھی رکھنے کا وجوہی حکم فرمایا ہے، نیز داڑھی کٹانے اور منڈانے سے کفار اور مشرکین، مجوہیوں اور مختشوں کے ساتھ بھی مشابہت بھی لازم آتی

ہے جس کا حرام ہونا بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

من تشبہ بقوم فهو منهم (ابوداؤر) اب ایک مسلمان دربار نبوی میں حاضر ہو کر اس حکم کی کھلی مخالفت کرے تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ اس سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر تکلیف ہوتی ہوگی؟ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔

جس مسلمان کو بھی اللہ تعالیٰ روضہ اطہر میں حاضری کی سعادت نصیب فرمائے تو کم از کم وہاں پہنچ کر ہی اپنی ظاہری شکل و صورت کو شریعت کے مطابق بنانے کا پا عزم کر لے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس با غینانہ شکل و صورت سے تکلیف نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سے خود بھی دعا کی جائے کہ ظاہر کے ساتھ باطن کو بھی شرکیہ عقائد و افعال اور بدعت و رسومات اور حب جاہ و مال سے پاک فرمائے اور خوب خوب اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے نوازے۔ (آمین)!

قبر میں داڑھی مونڈے شخص کی ٹھوڑی پر بچھوؤں کا عذاب

یہ بات پشاور کے بہت ہی ذمے دار آدمی نے بتائی۔ دو افغانی پشاور سے افغانستان ٹرک پر جا رہے تھے راستے میں ایک سیدنٹ کی وجہ سے ان کا ٹرک تباہ ہو گیا اور یہ دونوں سانحی و پیش مر گئے ان میں سے ایک کی سنت کے مطابق داڑھی تھی اور دوسرا داڑھی منڈ واتا تھا۔ ان دونوں کی لاشوں کا کوئی وارث نہ ملا اور نہ ہی پتہ چل سکا کہ یہ دونوں کہاں کے رہنے والے ہیں، کافی دیر انتظار کے بعد ان دونوں کی لاشوں کو دفن کر دیا گیا، کافی دونوں کے بعد جب ٹرک منزل مقصود تک نہ پہنچا تو متوفیوں کے رشتہ داروں نے چھان بین شروع کی اور تباہ شدہ ٹرک کے ڈھانچے سے ان کو پتہ چل گیا کہ ان کے دونوں عزیز یہاں ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے حادثاتی موت کی خبر دی اور ان کے رشتہ داروں کو دونوں قبریں دکھائیں۔ متوفیوں کے رشتہ داروں نے لاشوں کو لے جانے کیلئے تقاضا کیا، قبروں کو کھولا گیا، جس آدمی کی سنت کے مطابق داڑھی تھی وہ تو یہیے تھی قبر میں تروتازہ تھا اور کسی کیڑے مکوڑے نے خراب نہ کیا تھا،

دوسری اسی جو بغیر داڑھی کے قہاں کی ٹھوڑی کوچھو کھار ہے تھے، نظارہ بہت عبرتاں ک
تھا چنانچہ اس دوسری میت کو دیں پر چھوڑ دیا گیا اور نکالنے کی جرأت کسی کو نہ ہوئی۔

داڑھی کا استہزاۓ کفر ہے

حضرت حکیم الامت مجدد الملک تھانوی تحریر فرماتے ہیں:

”جب اس کا (داڑھی منڈانے کا) گناہ ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں اور اس کی برائی کرتے ہیں سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از حد و شوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان و نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنائیں۔“

نیز فرماتے ہیں: ”لوگ داڑھی منڈانے کو تریں سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تجھیں ہے۔ چلوانا کہ یہ تریں ہے تو حلال سمجھنے میں تریں کو کیا دخل، خوبصورتی مزعوم تو حرام سمجھنے کی حالت میں بھی ہوتی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ سمجھنے والا کادین زیادہ بر باد ہوتا ہے اور حرام سمجھنے والے کام۔“ (حیاۃ اسلمین)

اس لئے داڑھی منڈانے والوں کو چاہیے کہ خدا خواستہ و فی الحال داڑھی رکھنا نہیں چاہیے تو کم از کم داڑھی کا مذاق تو داڑھی کا مذاق کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ”شرع وضع“ کو حقیر سمجھنا یا اس کی برائی کرنا کفر ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں خداوند تعالیٰ کی اطاعت ہے مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أطَاعَ اللَّهَ نیز ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَا وَرَبَّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوَا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء آیت: ۶۵)

”پھر قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپ میں جو گھبرا واقع ہوا اس میں یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تفصیلیں پھراں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تفصیل سے اپنے دلوں میں شکنی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کریں۔“

عبرت انگیز واقعہ

یعنی شریعت کے کسی حکم پر عمل کرنے کے بعد بھی دل میں تنگی کا کرنا کفر ہے۔ جیسا ارشاد ہے ”قل او رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ“ شیخ دیان نے بیان کیا ہے ”ایک بزرگ کو دفن کیا گیا کچھ عرصے بعد دریا بردی شروع ہوئی و رثاء نے ارادہ کیا کہ لاش نکال کر دوسرا جگہ لے جائیں چنانچہ قبر کھودی گئی تو اس میں ان کے بجائے ایک خوبصورت لڑکی پڑی ہے۔ ایک شخص نے پیچانا کہ یہ لڑکی نصاریٰ میں سے ہے خفیہ مسلمان ہو گئی اور پھر فلاں جگہ مدفن ہوئی تھی وہاں پہنچ اور قبر کھدا کردیکھا کہ اس لڑکی کی قبر میں وہ بزرگ عیسائی گورستان میں پڑا ہے۔ و رثاء سے تحقیق کی توالی سے معلوم ہوا کہ یہ عسل جنابت کے متعلق کہا کرتا تھا کہ اچھا نہیں اس سے عیسائی نہ ہب اچھا ہے کہ اس میں عسل جنابت نہیں یہ کہنے کی خصوصت کا یہ اثر ہوا۔

اس روح فرسا واقعہ سے عبرت حاصل کریں کہ عسل جنابت کرنے کے بعد محض دل میں تنگی محسوس کرنے پر اسے مسلمان کے قبرستان سے عیسائیوں کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔ (خبر الافتادات)

غور سے سن فغال میری درس عبرت ہے داستان میری

دینداری نہ ہونے کی وجہ سے داڑھی کا مذاق

بعض لوگ داڑھی والوں کا مذاق اس بناء پر اڑاتے ہیں کہ ان کے اندر پوری دینداری نہیں، مگر بھلا اس میں داڑھی کا کیا قصور ہے کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔ یقین جانئے کہ داڑھی والے یقیناً چور نہیں ہوتے بلکہ چور داڑھی رکھ لیتے ہیں۔

جیسا کہ شیخ النفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نمازی چور نہیں ہوتے بلکہ چور نمازی کی صورت میں آ کر مسجد سے جوتے چڑا کر لے جاتے ہیں۔ کیا داڑھی منڈے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وہ

بشری خامیوں اور معاشرتی برائیوں سے پاک ہیں۔ جب نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں داڑھی والوں کا استہزا نہیں کرنا چاہیے۔ وہ تو قابل مبارکباد ہیں کہ تمہارے مقابلے میں اپنے چہروں کو داڑھی سے زینت بخشی ہے۔

سودا قمارِ عشق میں شیریں سے کوہ کن بازی اگرچہ پانہ سکا سر تو کھو سکا کس منہ سلے پنے آپ کو کہتا ہے عشق باز اے رو سیاہ تھہ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا داڑھی والے تو پھر بھی بروز قیامت یوں عرض کر سکیں گے

تیرے محبوب گئی شبہت لے کے آیا ہوں حقیقت اکٹو کردے میں صہت لیکا یا ہل
باتی داڑھی رکھنے والے کو بھی عوام الناس کے استہزا سے دلبر داشتہ نہ ہونا
چاہیے اور نہ محض اس بناء پر داڑھی رکھنے سے گھبرانا اور پچنا چاہیے بلکہ اس کو تو اپنے
عمل کا (داڑھی رکھ کر) یوں جواب دینا چاہیے۔

ساری دنیا آپ کی حمایتی سکی ہر قدم پر مجھ کو ناکامی سکی
نیک نام اسلام میں رکھے خدا کفر کے حلقوں میں بدنامی سکی
واقعی سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کے لئے مخلوق پر نظریاں ان
کے مذاق سے ڈریا ان کی خوشنودی کیا معنی؟ مسلمان کو تو ہمیشہ اللہ اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی پیش نظر ہونی چاہیے۔

تیری رضا میں ہے گرسا بجهل خفاہم سے اگر یہی ہے زیال تب تو کچھ زیال نہ ہوا
اور مخلوق کی طرف سے بالکل التفات نہ کرنا چاہیے۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تھیں وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا
باتی داڑھی رکھنے والوں سے بھی ہماری بھی درخواست ہے کہ وہ بھی اپنی اصلاح
کی فکر سے غافل نہ ہوں بلکہ داڑھی کی لاج رکھتے ہوئے کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے
عوام کو انگشت نہایت کا موقع ملے۔ حضرت حکیم الامت تھانویؒ خود فرماتے ہیں:

”میرے خیال میں پوری دیداری داڑھی والوں میں بھی نہیں پس ایک

داڑھی منڈا نے کا گناہ کر رہا ہے اور دوسرا شہوت پرستی کا گناہ کر رہا ہے تو زری
داڑھی کو کیا کریں گے۔“ (از محمد اقبال قریشی)

سنن کی تباہی

ہمارے ملک میں اس وقت چودہ کروڑ لوگ رہتے ہیں ان میں سے اگر ہم
نصف عورتیں سمجھ لیں باقی سات کروڑ مرد بچتے ہیں۔ ان سات کروڑ میں سے ہم
پوری فرائدی کے ساتھ پانچ کروڑ بچے، داڑھی والے حضرات بوڑھے اور غیر مسلم
نکال دیں تو باقی صرف دو کروڑ جوان بچتے ہیں۔

ان دو کروڑ جوان لوگوں کے حوالے سے اگر ایک عام اور روزمرہ کی بات پر غور کیا جائے
تو درمندوں کا ناپ اٹھتے ہیں، وہن میں بگولے سے اڑنے لگتے ہیں اور ایک بار تو کوئی بھی
ذی شعور مسلمان سر سے پاؤں تک لرز جاتا ہے۔ ہم لوگوں کی روزمرہ عادات میں سے ہے
کہ صحیح آنکھ کھلتے ہی با تھروم کارخ کرتے ہیں جن لوگوں کے گھر میں نہانے کی سہولت اچھی
طرح میسر نہیں ہے وہ بازار کارخ کرتے ہیں اور کسی گرم حمام میں جا گھستے ہیں۔

گھر کے با تھروم اور بازار کے گرم حمام میں جا کر یہ جوان مرد سب سے پہلے
آئندہ یکھتے ہیں، گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور اگر ان کو ضرورت محسوس ہو تو بھی اور
اگر نہ ضرورت ہو تو بھی عادتاً سیفی یا استراہاتھ میں لے لیتے ہیں۔

اب بلیڈ کی دھار تسلیت سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکھا جاتا ہے اور اس کا قتل
عام، قتل عمد اور قتل مسلسل شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ اللہ اور اس کے رسول صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اس کو اختیار کرنے کی تلقین کی ہے،
تاکید کی ہے اور ہم صحیح اٹھ کر سب سے پہلے اس کا ذیجھ شروع کر دیتے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاکید کردہ قریب الفرض سنت کو دو کروڑ
پاکستانی مسلمان ہر صحیح موت کے گھاث اتارنے کا فریضہ حسن و خوبی ادا کرتے ہیں اور اس
پر ان کو کوئی ملاں، کوئی غم اور کوئی دکھنیں ہوتا۔ صرف اور صرف پاکستان میں دو کروڑ مسلمان

داڑھی کی تباہی و بربادی اور اس کو ختم کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہیں۔
 دو کروڑ مسلمان پاکستانیوں میں سے اگر ایک کروڑ پاکستانی مسلمان سمجھ لئے جائیں جو گھر میں شیو کرتے ہیں تو باقی نیچے ایک کروڑ یا ایک کروڑ پاکستانی بازاروں میں سیلونوں میں جا کر داڑھی منڈا رہتے ہیں۔ آج داڑھی منڈا نے کام از کم زرخ دل روپے فی کس ہے۔ اس حساب سے ایک کروڑ پاکستانی مسلمان دس کروڑ روپے روزانہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تباہی کیلئے خوشی خوشی خرچ کرتے ہیں۔ معاذ اللہ سنت کی یہ تباہی کسی یہودی، نصرانی، ہندو یا غیر مسلم و مشرک کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ خود مسلمان قوم کے ہاتھوں وجود میں آ رہی ہے اور اللہ اور اس کا محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قوم کا منہ تک رہے ہیں لیکن کب تک؟؟؟؟
 جس روز اللہ کی غیرت جوش میں آ گئی اس روز اس قوم کا کیا حشر ہو گا؟ یہ ہمیں عاد و شموہ کی تباہی سے جان لینا چاہیے۔

داڑھی نہ رکھنے والوں کے حیلے بہانے

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کم علمی کی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ وہ داڑھی اس لئے منڈاتے ہیں کہ داڑھی بہت عزت والی چیز ہے اور وہ اس کے اہل نہیں۔ جب وہ پورے نیک ہو جائیں گے تب داڑھی رکھیں گے لیکن ان کی یہ بات محض تلنیں الٹنیں (شیطان کا دھوکہ) ہے ان کے فائدے کیلئے عرض ہے کہ:

”ذرا سوچیں تو کہی اگر آپ پورے نیک بننا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرنا ہو گی نہ کہ بنافرمانی۔ اب داڑھی جیسے واجب عمل کو مسلسل ترک کر کے کوئی پورا نیک کیوں کر ہو سکے گا؟“

اگر کچھ لوگ اس لئے داڑھی نہیں رکھتے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ داڑھی رکھ کر جب وہ غلط کام کریں گے تو اس سے داڑھی والوں کی بدنای اور داڑھی کی بے حرمتی ہو گی تو دراصل یہ خیال بھی شیطان کی ایک چال ہے جس کے ذریعے شیطان

نے بہت سے لوگوں کو دھوکہ دے کر اس فعل حرام میں بٹلا کر دیا ہے۔ اب اگر شیطان انہیں یہ پٹی پڑھادے کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہو رہے ہیں، دین اسلام کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ تم اسلام کو چھوڑ کر سکھ یا ہندو بن جاؤ تو کیا اس وسو سے کی وجہ سے وہ اسلام چھوڑ دیں گے؟ بلکہ اگر ان کے دل میں اسلام کی واقعی حرمت و عظمت ہو تو وہ اسلام کو نہیں چھوڑ دیں گے بلکہ ان برائیوں سے کنارہ کشی کریں گے جو اسلام اور مسلمانوں کی بدنای کا موجب ہے ٹھیک اسی طرح اگر شیطان وسو سہ ڈالتا ہے کہ اگر تم داڑھی رہک کر برے کام کرو گے تو داڑھی والے بدنام ہوں گے اور یہ چیز داڑھی کی حرمت کے خلاف ہے تو اس کی وجہ سے داڑھی کو خیر باد نہیں کہا جائے گا بلکہ ہمت سے کام لے کر خود ان برے افعال سے بچنے کی کوشش کی جائے گی جو داڑھی کی حرمت کے منافی ہے، لیکن اس کے بر عکس اگر وہ یہ سوچتے رہیں کہ ”ہم تو گناہ گار ہیں داڑھی کے اہل نہیں“، پس شیطان کی پاتوں میں آ کر مسلسل داڑھی موٹتے ہی رہیں تو وہ اپنے نامہ اعمال میں مزید گناہوں کا اضافہ کرتے جائیں گے بہر حال ایک موہوم (خیالی) اندیشے کی بناء پر جو کہ محض تلبیس الہیں (شیطان کا دھوکہ) ہے ایک واجب کو ترک کرنا اور یوں فعل حرام میں بٹلا ہونا پر لے درجے کی نادانی، جہالت اور ایمان کا نقصان ہے۔ (از پروفیسر اشفاق احمد خان)

داڑھی کی مخالف خاتون کا عبرت ناک واقعہ

ہمارے محلے کی وہ عورت فلمی اداکاروں کی پرستار تھی اور داڑھی کی سخت مخالف مگر اس کا خاوند داڑھی کی سنت کو نہ صرف محظوظ رکھتا تھا بلکہ اپنے چہرے کو داڑھی سے سجائے ہوئے تھا۔ وہ عورت روزانہ اپنے شوہر سے تقاضا کرتی کہ اسے یہ شکل بالکل پسند نہیں کیونکہ اس کے آئینڈیل چہرے داڑھی سے خالی ہیں۔ لہذا وہ داڑھی منڈ وادے۔

شوہر صاحب اس بات کو گوارانہ کرتے تھے لیکن نیگم صاحبہ کی لڑائی زور پکڑ گئی۔ ایک بار شوہر نے تھنگ آکر داڑھی منڈ وابھی لی مگر دل میں ایمان اور محبت رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنگاری موجود تھی۔ جلد ہی نادم ہو کر توبہ کی اور دوبارہ داڑھی رکھ لی۔ تب بیوی نے ناراض ہو کر ایسا ہنگامہ کیا کہ شوہر کو گھر سے نکلنا پڑا۔

چند ہی دن گزرے تھے کہ اس عورت کی نائگ میں درد اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نائگ نیلی ہو گئی۔ جو عورتیں اس کی عیادت کو گئیں تھیں انہوں نے محسوس کیا کہ اس کی نائگ سے بوآ رہی ہے درد بھی شدید تھا وہ اس کو ہسپتال لے گئیں۔

ڈاکٹروں نے کہا کہ اس کی نائگ کاٹی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو

آپ کچھ نہ کریں جب اس کا خاوند ساتھ آئے گا تو اپنی ذمہ داری پر علاج کرائے گا۔ آخر اس کے شوہر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹروں سے پھر چیک کروایا گیا بالآخر اس کی نائگ گھٹنے تک کاٹ دی گئی مگر درد اور زخم باقی رہا۔ پھر اسی زخم کی وجہ سے اس کی پوری نائگ کاٹ دی گئی۔ قدرت کی اس پکڑ کے باوجود اس عورت کو نہ اپنے کئے پر نداشت ہے اور نہ ہی اس کے خیالات بد لے ہیں۔

شعار اسلام کو حقارت سے دیکھنا آج لوگوں کا معمول بن گیا ہے۔ کوئی داڑھی کا مذاق اڑا رہا ہے تو کوئی پردے پر تنقید کر رہا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ یہ اللہ رب العزت کے احکامات ہیں جن پر زبان درازی کی جا رہی ہے جو صریحاً کفر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خود اپنے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف پیدا کیا جائے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی جائے۔ (بیکریہ خاتمین کا اسلام شارہ ۲۱)

داڑھی کی بے حرمتی پر پکڑ

نواب علی محمد خاں حاکم روہیل ہنڈ کے صاحبزادے نواب سعد اللہ خاں نے ایک دن جماعت بنانا شروع کی۔ مولا نا مفتی عبدالغنی اتفاق سے پاس ہی بیٹھے تھے۔ نواب زادہ نے سر کے بالوں کی جماعت سے فارغ ہونے کے بعد جام کو داڑھی کتر نے کا حکم دیا اور اپنی حکومت وریاست کے گھمنڈ میں مولا نا کا بالکل پاس نہ کیا۔

جام نے نواب زادہ کی داڑھی کترنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ مفتی صاحب کو ہنگ سنت پر کمال غصہ آیا اور آپ نے ایک طما نچھ جام کے مارا جس کا اثر نواب زادہ کے چہرہ تک پہنچا۔ نواب زادہ کو غصہ آیا تو بہت مگر بہت حق اور کچھ اس لحاظ سے کہ وہ میرے باپ کا جیل القدر مہمان ہیں خاموش ہو گیا۔

جب نواب علی محمد خاں کا انتقال ہو گیا اور نواب سعد اللہ خاں کا دور دورہ ہوا تو اس نے بدله لینے کے لئے ان پر ایک قتل کا الزام لگا کر آنولے طلب کیا۔ مفتی صاحب نے کہا بلا دعویٰ و حضوری فریقین و گواہان محض آپ کا کہنا خواہ آپ حاکم وقت ہی ہیں کیا اصل رکھتا ہے۔ البتہ اگر قاضی اور مفتیان اسلام حکم شرعی فرمائیں تو مجھے بدلو جان منظور ہے۔ نواب کو اس صاف گوئی پر بہت طیش آیا اور کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دفعتاً فانج گرا۔ امراء وزراء اور متعلقین نے مولانا کے قدم پکڑے کہ نواب کو آپ کی اور شریعت کی بے ادبی کی پوری سوالیں گئی۔ اب خدارا دعا فرمائیے۔

آپ کی دعا سے مرض بالکل زائل ہو گیا اور اسی وقت سے حافظہ الملک حافظ رحمت خاں رویلہ وغیرہ تمام امراء روہیلہ آپ کا احترام کرنے لگے۔ آج کتنے پیر کتنے سجادہ نشین کتنے مولوی و مفتی اور کتنے علم و امام ہیں جو شریعت اسلام کی علامیہ ہنگ دیکھتے ہیں اور اپنے مریدوں عقیدہ تمندوں اور زیر اثر لوگوں کو اس سے منع کرنے کی جرأت اور طاقت رکھتے ہیں؟ (ناقابل فراموش و اتعات)



رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

قبر کی کر لو کچھ تیاری
 رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
 سامنا جب آقا سے ہو تو
 جھکے نہ گردن شرم کے مارے
 عقل نبی کی جو اپنائے گا
 رب کا پیارا وہ بن جائے گا
 برسے گی اس پر رحمت باری
 رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
 جس نے نبی کے دل کو دکھایا
 اللہ کو گویا اس نے ستایا
 حشر میں ہوگی اس کی خواری
 رکھ لو بھائی اب تو داڑھی
 قبر میں جب تم کل جاؤ گے
 آقا کو کیا منہ دکھاؤ گے
 عقل میں آئی بات تمہاری رکھ
 لو بھائی اب تو داڑھی
 جس نے سنت کو اپنایا
 اس نے بڑا نفع کمایا
 گواہی دیں گے نبی تمہاری
 رکھ لو بھائی اب تو داڑھی

غیر اسلامی معاشرت

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

آج کا سب سے بڑا فتنہ یہ ہے کہ عامۃ مسلمانوں کی معاشرت غیر اسلامی ہوتی جا رہی ہے۔ ان کا رہن سہن چال چلن اور رفتار و گفتار وغیرہ غیر اقوام کے نمونے کا ہوتا جا رہا ہے۔ روحانی آداب کے بجائے جذبات نفسانی دل و دماغ پر چھاتے جا رہے ہیں۔ شادی ٹھنگی کے اجتماعات اور خانگی زندگی میں غیر اسلامی رسوم اور منکرات بطور جزو زندگی کے داخل ہو گئے ہیں ان کی اصلاح کے بغیر مسلم قوم کا صحیح کریکٹر اور مقام مشخص نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

سیرت و صورت

صورت ہمیشہ فتنوں میں ڈالتی ہے اور سیرت ہمیشہ امن اور عزت و سر بلندی پیدا کرتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام سے زیادہ ہم اور آپ حسین نہیں ہیں ان کے حسن و جمال کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے لیکن حضرت یوسف علیہ السلام جہاں جہاں مصیبتوں میں گرفتار ہوئے صورت کی خوبصورتی نے انہیں گرفتار کرایا اور جب سلطنت ملنے کا وقت آیا تو سیرت آگے بڑھی۔

اتباع سنت کی برکت

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھائے جب اس کے ایمان میں کمال آجائے گا اور اس کو مون کامل کہیں گے لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کبھی بھی غلطی نہ ہو اور گناہ نہ ہو۔ یہ شان تو انہیاء علیہم اصلوۃ والسلام کی ہے ہم سے گناہ ہوتے ہیں اور گناہ کرتے بھی ہیں مگر اس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کر لیں۔ صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (یادگار باتیں)

مسنون دارالحکم کے فوائد
 اور منڈوانے کے نقصانات
 میڈیکل سائنس اور طب کی
 جدید تحقیقات کی روشنی میں

سنت پر عمل کی برکت

عبداللہ بن مبارک مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے تین حصے کئے ہوئے تھے۔ ایک سال حج کو جاتے اور ایک سال غزوہ میں تشریف لے جاتے اور ایک سال علم کا درس دیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے وہاں کفار کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو آپ رات کو اسی قلعہ میں سو گئے کہ خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائے ہیں۔

”اے عبد اللہ کس قلعہ میں ہے“۔ عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کفار کے اس قلعہ پر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ اس قلعہ میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو مساوک کے ساتھ کیا کر۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ خواب سے بیدار ہوئے مساوک کے ساتھ وضو کی اور غازیوں کو بھی حکم دیا انہوں نے بھی مساوک کے ساتھ وضو کیا قلعہ کے نگہبانوں نے قلعہ کے اوپر سے غازیوں کو مساوک کرتے ہوئے دیکھا اور خدا نے تعالیٰ نے ایک خوف ان کے دل میں ڈالا۔ وہ نیچے گئے اور قلعہ کے سرداروں سے کہا کہ یہ فوج جو آئی ہے یہ لوگ آدم خور معلوم ہوتے ہیں۔ داتوں کو تیز کر رہے ہیں تاکہ اگر ہم پر فتح پائیں تو ہمیں کھائیں۔ خدا نے تعالیٰ نے یہ دہشت ان کے دل میں بھا دی اور مسلمانوں کے پاس قاصد بھیجا کہ تم مال چاہتے ہو یا جان عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ مال چاہتے ہیں نہ جان، تم سب اسلام قبول کرلو تاکہ چھکارہ پاؤ۔ اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (صلوٰۃ مسعودی)

دائرہ منڈوانے سے دماغ مبتاثر

یہ جسم کا کنٹرول روم ہے۔ اعضاۓ رئیسہ میں دل کے بعد سب سے زیادہ اہم ہے۔ بندے کی عقل اس کے ذریعے بحال ہوتی ہے قوت شامہ اس کیلئے بڑی مددگار ہے۔ ان تینوں اعضاۓ رئیسہ میں سے دو تو انسان کے پیٹ میں ہیں، مگر دماغ سر میں ہے۔ گواہ جسم کی حکومت میں سر سب سے بلند جگہ پر منڈنیشیں ہے قوت سامنہ، قوت ذاتی، قوت شامہ، قوت باصرہ کے دروازے اسی کے ذریعے کھلتے ہیں قوت لاس تو پورے جسم کو محیط ہے دائرہ بھی دماغ کے قریب ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دماغ کے قریب دائرہ بھی پر استراچل جائے اور دماغ اس سے متاثر نہ ہو۔ اس اثر کو ہم یوں دیکھ سکتے ہیں کہ فی زمانہ دماغی قوت اگلے لوگوں کی نسبت کمزور ہے۔ آج کے لوگوں کے حافظے اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنا کہ پہلے لوگوں کے تھے۔ دائرہ منڈوانی جاتی ہے تو دماغ کا وہ احساس آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے جو ملکیت یا حاصلیت کی چیزیں چھن جانے سے ہوتا ہے۔

ہماری آنکھیں بھی اس دائرہ کے قریب ہیں جو اعضاۓ رئیسہ ضرور یہ میں سے ہیں۔ یہ دیکھتی رہ جاتی ہیں اور دائرہ کی بھاریں ویران ہو جاتی ہیں۔ دائرہ موڈن سے یہ بھی متاثر ہوتی ہیں آج یہ بات ہم سب کے مشاہدے میں ہے کہ ہمارے زمانے میں ضعف بصارت کا مرض کثیرالنوع ہو چکا ہے اور اب ڈاکٹرز بھی اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ دائرہ پر بار بار استراچلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی پینائی کمزور ہو جاتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ جہاں پانی ہو گا وہاں

بھاپ اٹھے گی اسے دخانیت کا عمل کہا جاتا ہے۔ انسان کے جسم کی رُگ رُگ میں پانی ہے۔ لہذا پورے جسم سے ہر وقت دخانیت کا عمل ہوتا رہتا ہے اطباء کہتے ہیں کہ بدن کی دخانیت سے کمی اثرات ہوتے ہیں۔ قدرت نے داڑھی کے بالوں کو اندر سے محوف اور نالی دار بنایا ہے تاکہ یہ اثرات ان نالیوں کے ذریعہ دماغ سے مزید فاصلے پر خارج ہوں تاکہ بدن میں جذب نہ ہونے پائیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کارخانوں کے دھوئیں کے اثرات سے بچنے کیلئے بلند چمنیاں بنائی جاتی ہیں۔

اب ظاہری بات ہے کہ اگر داڑھی کے بالوں کو موٹہ دیا جائے گا تو ان نالیوں کے دھانے جن سے دخانیت خارج ہونی تھی بالکل جسم کے محاذ میں آ جائیں گی جن کی وجہ سے یہ کمی اثرات بدن سے خارج ہوتے ہیں جلد کی سطح پر پھیل جائیں گے اور دماغ تک پہنچنے میں ان کا فاصلہ کم ہو جائے گا۔

علاوه ازیں چہرے کا چڑرا متاثر ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ داڑھی موٹنے والے لوگوں کے چہروں پر کیل مہما سے رونما ہوتے رہتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سر کے بال بھی تو منڈوائے جاتے ہیں بلکہ جج کے دنوں میں اور ہر عمرے پر ٹنڈیں کروائی جاتی ہیں تو بھی انسانی جسم پر وہی اثرات ہونے چاہیں جو داڑھی موٹنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ سر کے بالوں کا اور داڑھی کے بالوں کا رخ خیچ کو سر کے بال موٹنے سے دخانیت کے عمل میں کمی بخارات اور کوئی تھہ جائیں گے۔ دماغ پر ان کا اثر نہیں ہو گا، مگر داڑھی موٹنے سے یہ کمی بخارات چہرے سے مس کرتے ہوئے اور پانھیں گئے چہرے کی جلد بھی متاثر ہو گی اور دماغ کو معطل بھی کریں گے۔ داڑھی مرد کے مرد ہونے کی نشانی ہے اور سر کی چوٹی عورت ہونے کی علامت۔

آج مردوں نے داڑھی منڈوا کر لیے بال سروں پر رکھ لئے ہیں یعنی انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ مردوں والے بخاری کام کرنے کے الیں نہیں ہیں لہذا وہ مردوں کی صفائی

سے نکل کر عورتوں کے زمرے میں شامل ہونے لگے ہیں۔ ایسے مردوں کو دیکھ کر بھی آتی ہے کہ وہ جب سروں پر بلے بال رکھتے ہیں تو چہرے پر داڑھی سجائے میں کیا عیب ہے۔ اور پھر ایسے لوگوں پر مزید بھی آتی ہے کہ سمجھے لوگ تو اپنا گنجان پسند نہیں کرتے مگر چہروں کو گنجان پسند کرتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ہیں اور ذرا نہیں شرماتے داڑھیاں منڈوانے والے ہر قسم کے چوتھے دن کے بعد جام کے پاس جاتے ہیں اور وہ پانچ روپے لے کر ان کی داڑھی چٹ کرے گا۔ اس کے مقابلے میں جس نے داڑھی رکھی ہوتی ہے اسے یہ پانچ روپے ہفتہ دس دن کے بعد دینے پڑیں گے۔ داڑھی رکھنے سے یہ مالی فائدہ بھی ہے۔

گلے کے امراض کے ماہرین کہتے ہیں کہ گلا اندر ورنی اور بیرونی اثرات سے خراب ہوتا ہے۔ اگر غور کریں تو لمبی اور کھنی داڑھی گری و سردی کے بیرونی اثرات سے گلے کی حفاظت کرتی ہے۔

جو لوگ داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ان سب لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کی داڑھیاں ہیں۔ ان میں ان کے اپنے باپ دادا بھی آسکتے ہیں، استاد بھی، مرشد بھی اور یہاں تک کہ اولیاء وصالحین اور پیغمبر بھی۔ اندازہ کریں یہ ایک ایسا مذاق ہے جس کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے مذاق سے بچائے۔

داڑھی رکھنے والے مردانتوں اور جبڑوں

کی تکلیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں

داڑھی کے متعلق بھی اب ڈاکٹروں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ دراصل قدرت نے یہ ہمارے جبڑے اور دانتوں کی حفاظت کیلئے پیدا کر کر بھی ہے یہ ایک مفید چیز ہے جس سے ہم جبڑے اور دانتوں کی اکثر تکالیف سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ واٹکشن کے مشہور ڈاکٹر اے میر کلڈ للڈ نے اپنی جدید تحقیقات کی بناء پر لکھا ہے کہ میں نے اس جانچ کیلئے ۳۵۵ مضبوط

اور تدرست آدمیوں پر تجربہ کیا جن کی عمر ۲۵ سال سے ۳۰ سال کے درمیان تھیں، ملے وہ داڑھی رکھتے تھے بعد میں منڈوانی شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ۱۲ آدمی تھے و سلامت رہے اور باقی سب آدمی دانتوں اور جبڑوں کی شکایت میں باتلا ہو گئے۔

امریکی ڈاکٹر چارلس کی تحقیق

امریکی ڈاکٹر چارلس ہوم رقم طراز ہیں۔

”مجھے سمجھنیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔ لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے گنج کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ لیکن یہ عجیب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گھجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ہیں ذرا بھی نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے واضح علامت ہے۔ لمبی اور سمجھنی داڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے۔ داڑھی والا انسان اپنی داڑھی کی ہمیشہ لاج رکھتا ہے۔ اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان ہے۔“

الغرض داڑھی کا مسئلہ صرف شریعت کا نہیں، فطرت سلیم کا بھی مسئلہ ہے۔ اس میں بہت سی عقلی مصلحتیں اور طبی فوائد ہیں، لہذا اس کی خلاف ورزی صرف شریعت سے منہ موڑنا نہیں بلکہ فطرت انسانی اور عقل انسانی سے رشتہ توڑنے کے بھی مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلے زمانے کے بڑے بڑے حکیموں، طبیبوں اور فلسفیوں مثلاً افلاطون، سقراط، بقراط اور ارشمیدس کی تصویریوں میں لمبی لمبی داڑھیاں نظر آتی ہیں۔ صرف نہیں بلکہ ۱۹ ویں صدی تک یورپ میں بھی داڑھی عوام اور شرقاء کا شعار بھی جاتی تھی۔

روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطور سفیر پہنچا تو اس نے خفیلی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تمہارے بادشاہ کو داڑھی والا کوئی شخص نہ ملا۔ لا ہور بائی کورٹ کے کچھ سابق یاریش چیف جووں کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہاں میں

آؤیزاں ہیں۔ اگر ہم بھی داڑھی رکھنے کو منڈوانے پر ترجیح دیں تو ہم نہ صرف سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر کے روحانی مسرت اور اخروی درجہ حاصل کریں گے بلکہ طبی لحاظ سے بھی بہتر فائدوں سے بہرہ ور ہوں گے۔ (توی محت آگسٹ ۱۹۹۲ء)

داڑھی اور شیو پر ایک عرب محقق کی جدید تحقیق

قدرتی طور پر فطرت الہیہ کے مطابق جو بیت و تخلیق انسانی ہے اس میں ہر قسم کے فوائد ہوتے ہیں۔ جس میں داڑھی کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے چنانچہ انسان کی جلدی کو قسمیں ہیں۔
۱..... جلد حقیقی جس کو کوریم (Corium) کہتے ہیں۔
۲..... جلد غیر حقیقی جس کو کوٹیکل (Cuticle) کہتے ہیں۔

تو جلد غیر حقیقی یا جلد کاذب جلد حقیقی کی حفاظت کرتی ہے تا کہ خارجی صدمات اثر انداز نہ ہوں تو ان صدمات سے بچانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے منہ کے اندر (Trifacial) ٹریفیشل ایک شے پیدا کیا ہے جو چہرے اور منہ کے عضلات کو حرکت دیتا ہے لیکن اگر یہ کمزور پڑ جائے جو کہ داڑھی کے کائنے اور موٹنے سے کمزور ہوتا ہے تو پھر انسانی فطرت قوتِ مدافعت (Immunity Power) کمزور پڑ جاتی ہے اور بار بار موٹنے والے سے خارش شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے جلد میں ”نیلو کا کائی“ جزو مہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے متعدد بینی، اعصابی و جلدی بیماریاں گھیراؤ کر لیتی ہیں اور اس شخص کی رجولیت بھی کمزور پڑ جاتی ہے جس سے خر الدنیا والا آخرۃ (دنیا و آخرت میں خارے) کا مستحق بن جاتا ہے تو داڑھی موٹنے سے جو بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ قلبی امراض (Some Heart Diseases)

☆ التهاب التامور او الشغاف (دائیں پسلیوں کے نیچے درد)

Pericarditis

- ☆ خفقان القلب (قلبي و هرaken) **Palpitation**
- ☆ اختلاج القلب (قلبي غلجان) **Paroxysmal**
- ☆ وجع القلب (قلبي ورد) **Angina Pectoris**
- ☆ عدم التوازن في القلب (قلبي عدم توازن) **Arrhythmia Cardiac**

۲- اعصابی امراض

- ☆ الصداع (سردود) **Head Ache**
- ☆ الشقيقة (آدھے سر کارڈ) **Migraine**
- ☆ الالم الاعصابی (اعصابی درد یعنی پھوٹ کا درد) **Neuralgia**
- ☆ التهاب العصب (پھوٹ میں بھڑکاؤ) **Neuritis**
- ☆ اللقوة (لقوہ پن) **Facial Paralysis**

۳- چہرے کے جلدی امراض

- ☆ الالم الجلد (جلدی تکلیف) **Dermatitis**
- ☆ النملة (پھلووار اور سوزش دار پھنسیاں جو جگہ بدلتی رہتی ہیں) **Eczema**
- ☆ فرکلس (سانوں لے اور کالے داغ دھبے) **Freckles**
- ☆ الجرب (خاوش) **Scabies**
- اگر کوئی اعتراض کرے کہ کیا بغلوں سے بال زیر ناف بال اتنا نے سے یہ
بیماریاں نہیں لگتیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بغل کے اندر تین چیزیں ہوتی ہیں۔
- ☆ ورید الابطی (بغلی رگ) **Auxillary Vein**
- ☆ شریان الابطی (بغلی شریان) **Auxillary Artery**
- ☆ غدد الابطیہ (بغلی غددوں میں) **Auxillary Glands**

ان تینوں چیزوں کے علاوہ ایسے قوی عضلات ہوتے ہیں جو کہ حلق (موئذنے) کے مقابح ہوتے ہیں۔ گردنہ (چونکہ بغل کی صورت مستور (Covered) ہوتی ہے) تھوڑا پیدا ہو جاتا ہے اس لئے شریعت نے آخری حد چالیس دن کی رکھی ہے اس سے زائد نہ ہونا تاکہ شریانیں اور بغلی غددوں میں اور رگیں خون اور خلیات کی گردش کو صحیح زاویے پر رکھ سکیں۔ اسی طرح زیریناف کے بارے میں ہے۔

اور اسی طرح جو شخص عورت کے بارے میں سوال کرے کہ وہ تو داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو کیا اس کو بھی بیماری لگتی ہے جواب اس کے سوال ہی میں موجود ہے کہ وہ داڑھی والی ہوتی ہی نہیں تو نہ تو من تسل ہوا اور نہ ہی رادھاتا چے یعنی نہ داڑھی ہے اور نہ ہی وہ موئذن واتی ہے تو یہ بیماریاں تو منڈوانے سے پیدا ہوتی ہیں نہ کہ داڑھی کے ساتھ لازم و ملزم ہیں۔ (کلام ڈاکٹر السیسین کاریل فی الوعی للاسلامی العدد ۲۰۹، جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ) لیکن کیا کہیں مسلمانوں کو کہ ان باقتوں کو سننے کے بعد بھی پھر بھی نہ تو خود اس مرض کو چھوڑتے ہیں اور نہ ہی ایسی گندی مخلیں اور گندے لوگوں کو چھوڑتے ہیں جن کی گھٹی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی رپی بھی ہوتی ہے۔ ایسی دوستیوں سے تہائی بہتر ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

الوحدة خير من جلوس السوء والجلوس الصالح خير من الوحدة

جس كا ترجمہ اردو شاعر یوں کرتا ہے

مرے ہم نشیں سے تہائی بہتر ہے اور اچھا ہم نشیں تہائی سے بہتر ہے
ہائے مسلمان! تیری غیرت کہاں چلی گئی تو تو شیر تھا اور مسلمان ہوتا ہی واقعی
شیر ہے۔ کیونکہ وہ مجاهد ہوتا ہے اور قرآن و سنت کے اسلحے سے لیں ہوتا ہے تو نے تو
دنیا کو دین کا سبق دینا تھا، لیکن آج تو نے نافرمانی اور شخصی عداوت کا جھنڈا الہر یا حتیٰ
کہ بھیڑ یا شرمانے لگا۔ بقول شاعر:

وليس اللئب يا كل لحم ذئب ويا كل بعضاً اعنيانا

”بھیڑیا بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا، لیکن ہم میں سے بعض بعض کا آنکھوں کے سامنے گوشت کھایتے ہیں۔“ کاش تو نے تمام چیزیں نہیں صرف یہ ذہن میں بخایا ہوتا کہ مرغی کے ناک میں اس کا پراکھاڑ کر اس وقت دیتے ہیں جب وہ اپنے انٹے پر جائے تو ناک میں پر دینا اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ یہ اپنی چیز کی دشمن ہے پھر اسی مرغی کا پراس کے ناک میں دینے کے بعد وہ فعل نہیں کرتی تو کسی نے کیا خوب کہا تھا:

دائرہ منڈاتے ہیں سر بر مونجھیں بڑھاتے ہیں اس قدر جیسے مرغی کے ناک میں پر آدھا ادھر آدھا ادھر تو زبردست آخ رکیا گناہ تم نے کیا کہ مرغی والا عذاب دائرہ منڈا کر مونجھیں بڑھا کر لے رہے ہو؟ اگر گناہ کیا تھا تو مرغی کے ناک میں تو پر آجائے تو وہ انٹے پینے سے بازا جاتی ہے لیکن تو پھر بھی بازنہیں آتا کیا کہیں اللہ تعالیٰ کے قول اولنک کالانعام بل ہم افضل (الاعراف ۷۹) یہ لوگ چوپائیوں کی طرح ہیں۔ بلکہ یہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔

دائرہ کے فوائد پر جدید ترین ایلو پیٹھک تحقیقات

طب یونانی کے ماہرین تو پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں کہ دائرہ مردوں کے لئے زیست اور گردن اور سینے کیلئے بڑی محافظت ہے اب ایلو پیٹھک کی آراء ملاحظہ ہوں۔

(۱) ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ دائرہ پر بار بار استراچلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور پینائی کمزور ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ پنجی دائرہ مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینے تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

(۳) ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں دائرہ منڈانے کی عادت قائم رہی تو آنثوں نسل بے دائرہ کے پیدا ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آنثوں نسل میں مفقود ہو جائے گا۔

(۲) ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو چہرے کا سچ، فیشن کی غلامی اور زنانہ خصلت بدلنا ہے۔ اس کے نزدیک استقلال، شجاعت، حوصلہ، ہمت، تمام مردانہ خصائص اور زینت کا مدار داڑھی ہے۔ وہ کھانی، نزلہ وغیرہ امراض کا سبب داڑھی منڈانے کو قرار دیتا ہے۔

(۵) داڑھی مسوڑوں کے عوارض اور تکالیف سے حفاظت رکھتی ہے۔

(۶) داڑھی کی وجہ سے بار بار تیل وغیرہ لگایا جاتا ہے جس سے گالوں کی کھال تروتازہ رہتی ہے۔

(۷) ہومیو پیتھک علاج کی مشہور کتاب خاندانی علاج صفحہ ۱۳۵ پر مذکور ہے کہ داڑھی بڑھانے سے خناق جیسی خطرناک بیماری سے بچاؤ رہتا ہے۔

(۸) طبی اعتبار سے یہ چیز ثابت ہے کہ مرد کے منہ (چہرے) پر داڑھی کا اگنا ذکر ہارمون (Testosterone) کا اثر ہوتا ہے تو وہ امراض جو مرد کی روایت پر اثر انداز ہوتے ہیں (Demaseulenization) وہ صرف چہرے کے بال اتارنے سے گھیراؤ کرتے ہیں۔ گویا یہ مرد کیلئے امراض کی وقایت کے سلسلے میں نسخہ کیمیاء ہے جبکہ یہی بال جب عورت کے چہرے پر اتر آئیں تو ان کی انویشیت کے اضلال کا (Defeminization) کا سبب بنتے ہیں یا پھر اس میں رجالی امراض (Virilization) یا پھر ذکر بننے (Maseulinization) کے اثرات بارز ہوتے ہیں اور سب سے واضح ان امراض میں (الشعرانیہ) (Hirsutism) یعنی بعض ایسے مناطق پر کثرت سے بال اگنا شروع ہو جاتے ہیں جو کہ نہ تو داڑھی کی جگہ ہوتی ہے نہ مونچھوں کی بلکہ جسم کے دوسرے حصوں پر جو مرض کے ساتھ ساتھ عامۃ الناس کے نزدیک ایک قیمع چیز بھی سمجھی جاتی ہے۔

(۹) داڑھی کا منہ سے چہرے اور منہ کے عضلات کمزور ہو جاتے ہیں۔ پھر انسان میں قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے۔

(۱۰) واشنگٹن کے مشہور ڈاکٹر اے میکلڈ لیلڈ اپنی تحقیقات میں لکھتے ہیں کہ داڑھی

والے کو بہت ہی کم پسیپھروں کی شکایت ہوتی ہے۔ نیز تجربے سے ثابت ہوا کہ واڑھی متواتر منڈوانے سے انسان کی عمر کم ہو جاتی ہے اور وہ قبل از وقت مر جاتا ہے۔ ذرا غور کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور عالم طبیب اعظم کے ان ارشادات پر جو بظاہر ہمیں مسئلے کی شکل میں معمولی نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں وہ اپنے اندر کس قدر طبعی فوائد رکھتے ہیں کہ ہماری صحت و تدرستی کا انحصار انہی پر موقوف ہے۔

بالوں کا سبب پیدائش

بالوں کی پیدائش کا سبب بخارات دخانی ہیں صاحب کال الصنایع علی بن عباس مجوحی کا قول ہے کہ اما الشعر فکونه من بخار دخانی حاریاً بس الخ (کال الصنایع جلد اول ص ۸۰) یعنی بالوں کی پیدائش بخارات دخانی جو کہ حاریاً بس ہوتے ہیں ان سے ہوا کرتی ہے جو ان میں بالوں میں کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے کیونکہ اس عمر میں حرارت کے اندر قوت زیادہ ہوا کرتی ہے تبھی وجہ ہے کہ حرارت ان بخارات میں اپنا اثر دکھاتی ہے اور جلا دیتی ہے۔ لطیف اجزاء تو تحلیل ہو جاتے ہیں، کثیف اجزاء باقی رہ جاتے ہیں چنانچہ ان اجزاء کو طبیعت دھکا دے کر خارج کرتی ہے جو مسامات کی راہ سے نکل جایا کرتے ہیں بوقت خروج کچھ حصہ ان مسامات میں باقی رہ جاتا ہے اور اپنی غلطیت کی وجہ سے تحلیل نہیں ہوتا۔ آہستہ آہستہ یہ مقدار میں زیادہ ہو کر صلاحیت سختی اختیار کر لیتا ہے اور بال کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح دوسرے بخارات آتے ہیں اور ان میں سے قدرے باقی رہ جاتے ہیں جو اپنی صلاحیت کی وجہ سے بال کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ سلسلہ چونکہ پے در پے قائم رہتا ہے اس لئے وہ صلب اجزاء کی وجہ باہم متصل ہوتے رہتے ہیں اور طوالت اختیار کرتے رہتے ہیں جنہیں بالوں سے یاد کیا جاتا ہے۔

بالوں کی ساخت میں چونکہ مکمل اجزاء کی وجہ صرف نہیں ہوتے اس لئے کچھ اجزاء باقی رہ جاتے ہیں اب چونکہ مسامات کا انداد ہو چکا ہے اس لئے ان کے نکٹے

کیلے کوئی نہ کوئی راستہ ہونا ضروری ہے چنانچہ قدرت نے ان بالوں کو اندر سے مجوف و نالی دار بنایا ہے تاکہ باقی ماندہ اجزاء کثیفہ اس نالی کے ذریعے خارج ہوتے رہیں۔ اب اگر داڑھی کے بالوں کو موٹڈا جائے تو اس کا نال جس سے دخانیت خارج ہوتی تھی بالکل جلد کے محاذ میں آجائے گا اس منفذ کے محاذ میں آنے کی وجہ سے جو فضلہ دخانیہ خارج ہو گا وہ نالی کے نہ ہونے کی وجہ سے فوراً سطح جلد پر پھیل جائے گا اور چونکہ اس فضلہ میں کمی اثرات موجود ہوتے ہیں اس لئے جلد بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتی یہی وجہ ہے کہ داڑھی موٹڈے والے شخص کے چہروں پر کمیل مہا سے رونما ہوتے رہتے ہیں۔

اب رہا داڑھی کی تطویل و تفصیر کا مسئلہ تو ایک مشت درازی کو مستحسن اور بہتر قرار دیا گیا ہے جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ جب داڑھی کے بالوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بال جس قدر لمبے ہوتے جائیں گے ان کا بالائی حصہ اتنا ہی پتلہ ہوتا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں اندر کی نالی بھی پتلی ہوتی جاتی ہے جانب راس میں جب یہ سُنگی پیدا ہو جائے گی تو اس فضلہ دخانی کے خروج میں تعلیق زیادہ بڑھ جائے گی بلکہ اس کی پوچھگی و خشکی کی وجہ سے اندریشہ اس بات کا زیادہ ہے کہ جانب راس میں وہ مخدود ہو کر منفذ ہی کو بند نہ کر دے چنانچہ اس انداز کے بعد وہی مضرت رسائی پہلو رونما ہو جائے گا۔ سر کے بالوں کا رخ جانب بالا کو ہے اور دخانیت کا میلان بھی اوپر کو ہی ہوتا ہے اس لئے وہاں منڈے اور چندال مضرنہیں کیونکہ دخان خارج ہوتے ہیں اور کورخ کر لے گا اور جلد اس سے متاثر نہیں ہو گی اس لئے سر کے بالوں کو منڈے انا بھی رو اور رکھنا بھی منسون ہے۔ البتہ درازی بسیار کو پسند نہیں کیا گیا کیونکہ یہ فعل تسدید منافذ کا باعث ہو سکتا ہے جو خالی از مضرت نہیں۔

رہا داڑھی کے بالوں کے رخ تو زیرین جانب کو ہے اور میلان دخان بالائی سمت ہوا کرتا ہے اس لئے منفذ سے نکلتے ہی فضلہ جلد سے مل جائے گا اس لئے شریعت نے حلق و قصر دونوں کو ممنوع قرار دیا ہے اور چونکہ داڑھی کی بہت زیادہ لمبا ہی منفذ کے بند کر دینے کا سبب تھی اس لئے بقدر ایک مشت کی تحدید فرمادی گئی۔

موچھوں کے مسئلے کو بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے کیونکہ موٹنے سے جلد مضر اڑات سے متاثر ہو سکتی ہے، نیز سی بخارات کا صعود بذریعہ نفس اندر وہ جسم بھی ہو سکتا ہے تاہم ان کے قصر کا حکم اس لئے ہے کہ درازی کے سبب ان کا تکوٹ خور دنوش کی اشیاء میں ہو گا جس سے طبیعتوں میں کراہیت کا پیدا ہونا لازمی ہے علاوہ ازیں اس فضلہ دخانی کے اختلاط سے کھانا پینا بھی مضر صحیح ثابت ہو گا۔

ان طبعی شواہد و استدلال کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ احادیث مقدسہ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل اس کے بعد صحابہ کرام تابعین اور ترقی تابعین پھر اسلاف و اکابر کا سلسلہ اعفاء لجیہ اور قص شوارب پر عمل پیرا رہنا ایک طرف تو اسلام سے انقیاد و تابعداری کا بین ثبوت ہے اور دوسری طرف جسم انسانی کیلئے منافع و مصالح کا حصول بھی ہے کہ جو تقاضائے شریعت و فطرت ہے۔

جرمنی کا ایک ڈاکٹر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے بارے میں لکھتا ہے: مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات طیبہ پر اس قدر کامل و ثائق ہے کہ میں صرف انہی کی تحقیق کرتا ہوں اور اعلیٰ طبع ننانج پر پہنچتا ہوں اور جب کبھی میرا تجربہ کسی حدیث صحیح کے خلاف ہوتا ہے تو اسے تجربے کا نقش سمجھتا ہوں اور اس فرمودے کو کبھی بھولے سے بھی غلط تصور نہیں کرتا یہاں تک کہ تجربات کثیرہ کے بعد وہ حدیث تجربہ یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ (از حکیم شیم احمد)

چنانچہ وہ کتنے کے برتن میں منڈلانے اور اسے پاک کرنے والی ترکیب جو کہ حدیث میں مندرج ہے کہ ”تین یا سات مرتبہ مٹی سے پاک صاف کیا جائے اور ہر بار پانی سے دھو کیا جائے“ کے متعلق لکھتا ہے کہ ”مٹی کے تجزیہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس میں اجزاء نو شادیہ اور اس قبیل کے ایسے نمکیات موجود ہیں جو کتنے کے زہر کو بے اثر کر دیتے ہیں۔“

جرمن ڈاکٹر کی یہ تحریر ان مسلمانوں کے منہ پر طمانچہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کے مقابلے میں موجودہ طرز تمن اور تحقیقات و

انکشافت کو نہ صرف قرآن و حدیث سے بلند سمجھتے ہیں بلکہ شومی قسمت سے ان کا استہزا بھی کرتے ہیں کیا ایسے لوگوں کا خلوص و عقیدت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے یا اس جرم سے اکثر کا۔

افسوں کے اندازہ تقلید سے ہم کہیں کے نہیں رہے اور فرمان خداوند فرمان رسول سے انحراف کے نتیجے میں جس ذلت و رسائی کی زندگی ہم بسر کر رہے ہیں وہ اظہر من اشتبہ ہے۔ اللهم وفق لماتحب و ترضی (بکریہ باہنام الحنفیہ خلک اکتوبر ۱۹۸۹ء)

شیعوں کے نقصانات اور جدید سائنسی تحقیقات

شیعوں کے نقصانات میڈیکل کی روشنی میں:

داڑھی سنت ہے اور سنت سے اجتناب دراصل صحت سے اجتناب ہے۔ داڑھی کے فوائد و محسن شریعی لحاظ سے اظہر میں اشتبہ ہیں لیکن اس کے سائنسی اور میڈیکل فوائد تحریر کئے جا چکے ہیں۔ ذیل میں سائنسی لحاظ سے شیعوں کے نقصانات بیان کئے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر مور کے مشاہدات:

برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر مور نے شیعوں بلیڈ اور صابن پر برسوں کے تجربات کے بعد جو تائج اخذ کئے ہیں ان کو ماہنامہ صحت (دبلی) نے کچھ یوں بیان کیا ہے۔

جلدی امراض:

شیعوں سے جتنا زیادہ تھسان جلد کو پہنچتا ہے شاند جسم کے کسی اور حصے کو نہیں پہنچتا ہو گا۔ دراصل شیعوں کا نشرت جلد کو مسلسل رگڑتا رہتا ہے اور ہر آدمی کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ چہرے پر ایک بھی بال موجود نہ ہوتا کہ چہرے کے حصہ اور نکھار میں کمی واقع نہ ہو اب بار بار ایک تیز اسٹرے یا بلیڈ سے جلد کو چھیلا جاتا ہے۔ جس سے چہرے کی جلد حساس (Sensitive) ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض کے قبول اور حصول کی صلاحیت پیدا کر لیتی ہے۔

کند استرایا بلیڈ چہرے پر پھیرنے میں زیادہ طاقت استعمال کرنا پڑتی ہے جس سے جلد مجرور ہوتی ہے یہ زخم آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن ان کی جلن کا احساس ہوتا رہتا ہے جب جلد پر کوئی خراش آجائے تو جراثیم کو داخلے کا ذریعہ جاتا ہے اس طرح داڑھی مونٹ نے والا طرح طرح کے امراض میں بنتا ہو جاتا ہے۔

چہرے پر پہلے معمولی پھنسیاں نکل سکتی ہیں پھر (Impeigo) کے علاوہ ایک خصوصی جلدی سوزش جسے جام کے نام سے موسم کیا جاتا ہے یعنی Sycosis bardac جیسا خطرناک جلدی مرض لگ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض خطرناک چھوٹی امراض چہرے پر اور پھر اس کے ذریعے پورے جسم کو اپنی پیٹ میں لے سکتے ہیں وہ امراض مندرجہ ذیل ہیں۔

۱..... چہرے کے مہا سے۔ ۲..... چہرے کی جلد کی خشکی

۳..... کیل اور چھائیاں۔ ۴..... پردا نے اور کیل

۵..... عام پھوڑے پھنسیاں۔ ۶..... ایگزیما۔ ۷..... پتی اچھلانا الرجی

داڑھی اور شیو پر لندن یونیورسٹی کی تحقیق

لندن (امت نیوز) جو افراد بلا ناغہ شیو نہیں بناتے ان میں کسی بھی بیماری میں بنتا ہو جانے کا ۲۰٪ فیصد خطرہ موجود ہوتا ہے۔ یہ بات یونیورسٹی آف بریٹنیول کے تحقیق کاروں کی طرف سے ایک رپورٹ میں بیان کی گئی ہے۔ بی بی سی نیوز کے مطابق جنوبی ولیز کے شہر کسیر فیلی میں ۲۰۰۰ افراد پر ۲۰ سالوں تک تحقیق کی جاتی رہی جس سے ماہرین پر اکشاف ہوا کہ داڑھی اور موچھیں صاف کرنے کی عادات سے مختلف بیماریوں کا خدشہ رہتا ہے۔ یہ تحقیق ۱۹۷۵ء میں افراد پر کی گئی تھی۔ تحقیق میں داڑھی والے افراد کی بھی ماہرین نے نشاندہی کی ہے جو سکریٹ نوشی کرتے تھے۔ یہ نیکش بھی کسی نہ کسی بیماری میں بنتا ہونے کی نشاندہی کرتا ہے۔ تحقیقی ٹیم نے بتایا کہ وقتوں و قرنے سے شیو کرنے والے ۲۵٪ فیصد افراد مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر دوران تحقیق ہی انتقال کر گئے۔

الثر او ائیلٹ شعاعوں کا نقصان

الثر او ائیلٹ شعاعیں حساس جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ کیونکہ یہ شعاعیں دھوپ میں ہوتی ہیں اور دھوپ سے بچنا ممکن نہیں اس لئے یہ فوری جلد پر برے اثرات ڈالتی ہیں۔ جس سے جلد کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے، جلد کے روغن غدوں کا نظام بہت متاثر ہوتا ہے اور طرح طرح کے امراض گھیر لیتے ہیں۔

ایک خاص اثر

شیو کا مسلسل استعمال غدوں خامیہ پر برے اثرات ڈالتا ہے۔ پھر اس گلینڈ کی وجہ سے اعصابی نظام اور جنسی نظام بہت متاثر ہوتے ہیں۔ مشاہدات اور تجربات کی رو سے ایسے مریض دیکھنے گئے ہیں جنہوں نے جب اس عمل کو ترک کیا تو وہ مذکورہ امراض سے فتح گئے یا پھر وہ امراض کم ہو گئے۔
(بحوالہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید سائنس)

شیو اور جدید سائنسی تحقیقات

شیو سے جتنا زیادہ نقصان جلد کو پہنچتا ہے شاید جسم کے کسی اور حصے کو نہ پہنچتا ہو کسی عضو پر مسلسل خراش سے وہاں کی جلد کی قوت مدافعت کمزور ہو جایا کرتی ہے اسی اصول پر دارہی منڈوانے میں مسلسل جلدی خراش سے چہرے کی جلد کمزور اور سیاہ پڑ جاتی ہے اور خراش والی جلد کے مقابی خلیات اس طرح مسلسل ہیجان اور خراش کے سبب خبیث خلیات میں تبدیل ہو سکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں کینسر جیسے اعلان ج مرض کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلسل خراش پانے والی جلد پر فنا کے ہمکڑ یا یا ایوب ہواباش جراثیم حملہ آور ہو کر جلن داؤ جھائیاں خارش اور ایگزیما پیدا کرنے کا سبب بن سکتے ہیں۔

ہور انگستان کے مشہور ڈاکٹر گندر نے لکھا ہے کہ دارہی انسان کی وضع قطع اور

اس کی شخصیت پر گہرا اثر ڈال سکتی ہے چنانچہ بہت سے آدمی داڑھی بڑھانے کے بعد بے باک، جری اور باہمتوں ہو گئے نفیاتی طور پر بزرگوں اور مذہبی لوگوں کی صورت اختیار کرنے سے بزرگی اور تقویٰ کا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ (حوالہ: ہدودِ محنت جنوری ۱۹۶۰ء)

شیو کا مسلسل استعمال غدہ نخاميہ پر برے اثرات ڈالتا ہے پھر اس گلینڈ کے تقصی کی وجہ سے اعصابی نظام اور جسمی نظام متاثر ہوتا ہے۔ (حوالہ سنت نبوی اور سائنس)

ایک داڑھی منڈوانے والوں کی آٹھویں پشت کوخت قرار دیا ہے (تکمیل قطبی)

شیو سے پہاڑا نائش کا خطرہ

داڑھی سنت رسول ہے اور ہر نبی کی سنت ہے اس میں بہت سے فوائد پوشیدہ ہیں آج کل پہاڑا نائش کی وباء جو پھیل رہی ہے اس کے پھیلانے میں سب سے بڑا کردار جام کی دکانوں کا ہے اور شیو کرنے اور کروانے کا ہے اس کے واپس زخمی جلد سے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں شیو کروانے سے جلد لازمی زخمی ہوتی ہے یہ ضروری نہیں کہ خون نکل۔ ریز رجب بال کا ثابت ہے تو جڑ سے کاشتا ہے جس سے جلد زخمی ہو جاتی ہے اس کا واضح ثبوت آفرشیو لوش سے مل جاتا ہے جس جگہ سے بال کاٹے ہوتے ہیں وہاں یہ لوش چھپتا ہے اور لگتا ہے اور چہرے کی دوسری جلد پر یہ بالکل پانی کی طرح محسوس ہوتا ہے۔

شیونگ برش کے میدی یکل نقصانات

دماغی امراض کے ماہر چند ڈاکٹروں نے شیونگ برش کے استعمال میں احتیاط کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ان کی رائے میں شیونگ برش کے ذریعے ملنگ جائش بیماری پھیلتی ہے۔ امریکہ میں ایسے مریضوں کا ایک سروے کیا گیا ہے جو دماغی امراض کا آپریشن کرنے کے بعد ملنگ جائش میں بنتا ہوئے۔ اس سروے کی روپورٹ کی روشنی میں جب تحقیق کی گئی تو ڈاکٹروں کو پتہ چلا کہ شیونگ برش بھی اس بیماری کی ایک وجہ ہو سکتا ہے مولجن کے اس خیال کو ایک حالیہ اکشاف سے تقویت پہنچتی ہے۔ سرکا

آپریشن کروانے والے مریضوں کے استعمال کردہ برش میں بیکٹر یا پایا جاتا ہے۔ اس سروے سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ ایک سال کے دوران میں دو مریض آپریشن کے پانچ سے چھوٹن بعد ملنگ جائش میں جتنا ہو کر مر گئے تھے۔

شیو اور کریم مضر ہے

جو لوگ شیو بنانے کے بعد چہرے پر لوشن لگاتے ہیں اس سے چہرے کی جلد کالی پڑ جاتی ہے اور متاثر ہے میں سوژش پیدا ہو سکتی ہے۔

شیونگ کریم کی گیس کے ذرات

جلدی سرطان پیدا کرتے ہیں

دفع عفونت اشیاء کے چھڑکاو اور شیونگ کریم سے جو گیس نکلتی ہے وہ فضائیں اور پر چڑھ کرتا ہی مچاتی ہے۔ یہ بات ریاست ہائے تندہ امریکہ کے سائنس دانوں کی روپورٹ میں کہی گئی ہے۔ ”امریکن اکیڈمی آف سائنس کی ایک ٹیم نے جو پانچ سائنس دانوں پر مشتمل ہے اپنی ایک ابتدائی روپورٹ میں بتایا ہے کہ انہوں نے ایک گیس پرجس کا نام فریون (Freon) ہے تحقیقات کے نتیجے میں معلوم کیا ہے کہ یہ جب فضائیں اور پر چڑھ جاتی ہے تو بالائی فضائیں اوزون کی جو تہہ یا پرت ہوتی ہے اس کو آئندہ دس سال کے قلیل عرصے میں تباہ کر کے رکھ دے گی اوزون کی یہ تہہ سورج کی تابکاری سے جو مضرت رسائی اور انفعی لہیں خارج ہوتی ہیں ان سے ہماری حفاظت کرتی ہے فریون گیس ہوا میں چھڑکاو کرنے والی اشیاء میں شامل ہوتی ہے۔

یہ لہیں جلد کے سرطان کی وارداتوں میں اضافے کا سبب ہو سکتی ہیں۔ سائنس دانوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ بارہ ماہ تک زہریلی گیس کے فضائیں اثرات کا مطالعہ کیا جائے اگر یہ گیس اتنی ہی مضر ہابت ہو جتنا اندریشہ کیا گیا ہے تو پھر اس کی

پیداوار کروک دینے کی سفارش کی جائے۔

ٹیم کے سربراہ نے کہا کہ اگر پیداوار کروک بھی دیا گیا تو بھی اووزون کی تین فیصد مزید کمی ہو جائے گی اور جلدی سرطان میں ۲ فیصد اضافہ ہو جائے گا۔ فریون بذات خود بے ضرر ہے لیکن بالائی فضائی پہنچ جانے کے بعد ماوراء نقشی شعاعوں کی تابکاری سے اس کی گلورین آزاد ہو کر ہوا میں حل ہو جاتی ہے گذشتہ پندرہ سال سے اس گیس کے ذرات ۵ فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہے ہیں۔

حجام کی دکان پر بیماریوں کی تقسیم پر ایک انگریز محقق کی تحقیق

داڑھی انبیاء کا مستقل عمل ہے اس عمل کو اختیار کر کے حجام کی بیماریوں سے نفع سکتے ہیں۔ سینکڑوں آدمی ہر روز بال کٹوانے یا داڑھی منڈانے یا سر منڈوانے یا ياخط بنوانے کیلئے جاتے ہیں اور ان میں سے اکثر کوئی نہ کوئی بیماری لگاتے ہیں۔ یہ مصیبت صرف ہمارے ہی ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ امریکہ و یورپ کے مختلف ملکوں میں حماموں کی دکانوں پر اکثر متعدد امراض تقسیم ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً خارش، واد، پھوزے، جوئیں، دق، آتشک، اور مختلف جلدی بیماریاں۔ مسٹر لارنس ڈبلو شین فیلڈ امریکہ کے حماموں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پچھلے چند میینے کے اندر میں نے درجنوں حماموں کی دکانوں کا معائنہ کیا۔ ان میں ہر قسم کی دکانیں تھیں شہر کی گندی تاریک گلیوں والی میلی اور بد نما دکانوں سے لے کر ندویارک کے فتحہ ایونیو والے سنگ مرمر لگئے ہوئے خوبصورت سیلونوں تک قریب قریب سب کوئی نے صفائی اور حفاظان صحت کی معمولی معمولی باتوں تک سے بے خرپا یا۔ یہ معلوم کرنے کیلئے جو باتیں میں نے دیکھی ہیں وہ سیہیں تک محدود ہیں یا اور مقامات پر بھی پائی جاتی ہیں اس کے لئے میں نے ہر ریاست کے محکم صحت کو اور فیڈرل گورنمنٹ کو اور ترقیاتی ایمیس مختلف شہروں کے حفاظان صحت کے محکموں کو خط لکھے۔ ان میں سے بعض نے تو میرے سوالوں کا جواب ہی نہیں دیا لیکن اکثر ریاستوں اور شہروں سے جواب موصول ہوئے ہیں ان

میں جاموں کی انتہائی غفلت اور بے پرواہی کا رونارویا گیا تھا۔

جو بیماری سب سے زیادہ جام کی دکان سے پھیلتی ہے وہ کھوپڑی کے داد ہیں۔

ویٹر پاٹ کے ڈپٹی کمشنر صحت ڈاکٹر جوزف جی مولر کہتے ہیں کہ ”سر کے داد؟ یہ بیماری سارے امریکہ میں پھیل رہی ہے اور جلدی امراض کے ماہرین کی رائے ہے کہ یہ بیماری زیادہ تر جاموں کی دکانوں سے پھیلتی ہے۔“ ”ابودا کی اطلاع یہ ہے کہ وہاں کھوپڑی کے دادوں کی بیماری نے ایک دماغی مرض کی صورت اختیار کر لی ہے۔“ اکثر ریاستوں میں یہ مرض اسکول کے بچوں میں بہت پھیلا ہوا ہے۔“

اس میں شک نہیں کہ پچھلے ۲۰ سال کے اندر امریکہ کی قریب قریب ہر ریاست میں جاموں کو قانون کے ذریعہ صفائی رکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے مگر اس معاملے میں قانون سے زیادہ مدد نہیں ملتی۔

جام کی دکان میں حفاظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر وہ چیز جو ایک شخص کی جامت بنانے کیلئے استعمال کی گئی ہے دوسرے شخص کی جامت بنانے کیلئے اس وقت تک استعمال نہ کی جائے جب تک اسے جراشیم سے پاک نہ کر لیا جائے۔ تو لیہ، گردن میں باندھنے کا کپڑا اور دوسرے کپڑے جو ایک آدمی کیلئے استعمال کئے گئے اچھی طرح دھوئے بغیر اور ازالہ جراشیم کئے بغیر دوسرے آدمی کیلئے ہر گز استعمال نہ کئے جائیں۔ اسی طرح موتراش مشین، سنگھے اور قیچیاں اور دوسرے اوزاروں کو ہر دفعہ استعمال کرنے کے بعد جراشیم سے پاک کر لینا ضروری ہے۔

بظاہر یہ سب کام بہت معمولی اور آسان معلوم ہوتے ہیں مگر جب عمل کرنے کا وقت آتا ہے تو صورت بالکل مختلف ہوتی ہے۔

مثلاً موتراش مشین ہی کو لجھے۔ میگر ٹاؤن (امریکہ) میں جب سر کے دادوں کا مرض عام طور پر پھیلا تو اس کے اسباب کے متعلق تحقیقات کی گئیں جس کے نتیجے میں معلوم ہوا کہ جن لڑکوں کے سر میں داد پیدا ہوئے تھے ان میں سے ۶۵٪ فیصد ایسے

تھے جن کی گردن کی پشت پر داد تھے۔ یہی رقبہ موتراش مشین کا ہے یعنی موتراش مشین سے عموماً گردن کی پشت کے بال کاٹے جاتے ہیں۔ صرف ۲۰ فیصد لڑکوں کی کھوپڑی پر داد تھے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ داد پیدا ہونے کا سبب موتراش مشین ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ موتراش مشینوں کو صاف کرنا بہت مشکل ہے۔ امریکہ کے محکمہ حفاظان صحت کے ایک جلدی امراض کے ماحر نے رائے ظاہر کی ہے کہ اس مشین کو ۱۰۰ اسینٹی گریڈ پرولیم کے تیل کے ذریعے جراثیم سے پاک کیا جاسکتا ہے لیکن اس قسم کے کاموں کو احتیاط سے اور صحیح طریقے پر انجام دینا مشکل بھی ہے اور اس میں وقت بھی صرف ہوتا ہے۔ امریکہ میں بھی کثرت سے جام ایسے ہیں جو صحیح طریقے پر صفائی کے کاموں کو انجام نہیں دے سکتے اور ان میں سے کچھ انجام دیتے بھی ہیں تو احتیاط سے انجام نہیں دے سکتے۔ اس معاملے میں قانون سے بھی زیادہ مدد نہیں مل سکتی۔

وہ پندرہ برس کا عرصہ گزرا کہ جماعت بنانے کے برش پر امریکن حکومت کا نزلہ گرا۔ بات یہ ہوئی کہ نار تھوڑی بیکنا (امریکہ) میں ایک شخص بھیڑ تپ میں بیٹلا ہوا۔ یہ مرض کبھی کبھی مہلک ہو جاتا ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ جماعت بنانے کے برش کے بالوں نے اسے اس مرض میں بیٹلا کیا ہے۔ مرض کے جراثیم ان بالوں میں لگ کر چلے آئے تھے۔ برشوں کے معائنے اور ان کی فروخت پر کنٹرول کے احکام صادر ہو گئے۔ مگر تقدیق شدہ برش بھی اگر ان کو صحیح طریقے پر جراثیم سے پاک نہ کرتے رہیں مہلک ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح کری کی پشت پر سر رکھنے کی لکڑی بھی ایک انسان سے دوسرے انسان تک جراثیم پہنچا سکتی ہے۔ پاؤ ڈرپ، ڈسٹر اور چکٹری (جو خون بند کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں) کے ذریعے بھی جراثیم پھیلتے ہیں۔ چڑے کی پٹی میں بھی، جس پر استر اتیز کرتے ہیں، جراثیم بھرے رہتے ہیں۔ فرض کیجئے جام اپنے استرے کو ہر شخص کی جماعت بنانے کے بعد جراثیم سے پاک کر لیتا ہے مگر جب وہ استرے کو جماعت بنانے کیلئے چڑے کی پٹی پر تیز کرتا ہے اس میں پھر جراثیم چھٹ

سکتے ہیں۔ غرض طرح طرح کی متعدد بیماریاں نائی کی دکان سے لگ سکتی ہیں..... اسٹرپنڈ کو کس اور اسٹیفیلڈ کو کس جراثیم تو اکثر نائی کی دکان ہی سے غریب جامات بنانے والے کو لگتے ہیں۔ لیکن آئنک کے جراثیم کا سراغ بھی جام کے استرے تک ہی پہنچا۔ امریکہ کی نبراسکا اسٹیٹ میں تو یہ قانون بنادیا گیا ہے کہ جن لوگوں کے چہرے پر کسی جلدی بیماری یا آئنک کے زخم ہوں، جاموں کو ان کی جامات بنانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ کی اکثر ریاستوں میں ایسے کسی جام کو جامات بنانے کا لائنس نہیں دیا جاتا، جو خواہ کسی متعددی مرض میں بنتا ہو۔

ایک وقت یہ ہے کہ کوئی شخص جو جامات بنانا چاہتا ہے یا کوئی نائی، جس کی روزی اسی پر محصر ہے یہ ظاہر نہیں ہونے دیتا کہ وہ کسی متعددی مرض میں بنتا ہے۔

مسٹر لارنس ڈیلوہنیفیلڈ لکھتے ہیں کہ

”ایک دن میں اسپکٹر کے ساتھ جاموں کی دکان کے معائنے کیلئے گیا۔ ہم لوگ تھرڈ ایونین پر ایک چھوٹی سی نائی کی دکان میں داخل ہوئے۔ سر دھونے کے برتن بہت گندے اور کثیف تھے اور اوزار سب میلے کھلے تھے۔ دکان کے مالک نے معافی مانگتے ہوئے کہا مجھے بھی موڑا ش میشین صاف کرنے کا خیال ہی نہیں آیا۔ میں سمجھتا تھا کہ یہ تو صاف رہتی ہی ہے؟“ جاموں کی طرح اسے بھی دھولیا کرتا۔“

مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اسپکٹر نے اسے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس نے نائی کو قانون کی مطبوعہ نقل دے سی اور اسے بتا دیا کہ کس طرح سب چیزوں کو جراثیم سے پاک رکھنا چاہیے۔ اسی طرح ایک دکان والا گندے تو لیے سروں کے نیچے رکھتا تھا۔ اسپکٹر کے اعتراض پر کہنے لگا ”میں تو یہ سمجھتا تھا کہ ان تو لیوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ کسی کی جلد سے لگتے نہیں۔“

بعض دفعہ اسپکٹر کو کافی دتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک جام کے رشتے دارے اسپکٹر سے کہا ”تم فوراً اس دکان سے چلے جاؤ، ورنہ میں تمہیں مارڈالوں گا۔“ اسی طرح

ایک اور جام انسپکٹر کے پیچھے استرالے کر دوڑا۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ قوانین کا فائز حقیقی کے ساتھ کیا جائے۔ بعض ریاستوں کے قوانین میں قطعاً فضول باتوں پر زور دیا جاتا ہے اور ضروری باتوں پر کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے۔ مثلاً کینساس (امریکہ) میں جام کی دکان کے قانون میں کہا گیا کہ ”یہاں تھوکنا منع ہے۔“

ہمارے ملک میں جاموں کی طرف اب تک کوئی توجہ نہیں کی گئی ہے حالانکہ جاموں کی جتنی گندی اور جراشیم سے بھری ہوئی دکانیں ہمارے ملک میں ہیں اتنی شاید ہی کہیں ہوں۔ بعض شہروں میں تو چند سیلوں ہیں بھی، جہاں بظاہر کچھ صفائی رہتی ہے۔ اگرچہ جامت کی چیزوں کو جراشیم سے پاک رکھنے کا وہاں شاید ہی کسی کو خیال ہوتا ہو بلکہ دیہاتوں میں تو جاموں کے برہما برس پرانے کا لے کا لے میلے کھیلے اوزار اس قدر گندگی اور جراشیم سے لبریز رہتے ہیں کہ ان کو چھونا بھی سخت مضر اور بعض اوقات مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ وہاں تو خود نہیں اس قدر گندے رہتے ہیں کہ ان سے چھو جانا بیماری کو دعوت دینا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہمارا محکمہ حفاظان صحت جلد سے جلد اس طرف توجہ کرے۔ لائنس کے بغیر کسی جام کو اپنا پیشہ کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے اور جاموں کی دکانوں اور چلتے پھرتے نائیوں کی کسبتوں کے معائنے کا انتظام جلد سے جلد ہو جانا چاہیے۔ اور اس مقصد کیلئے انسپکٹر مقرر ہونے چاہئیں۔ ہمارے یہاں جلدی بیماریوں کی وجہ سے جاموں کی دکانیں بھی ہیں۔ (از حکیم محمد طارق محمود چھٹائی)

موخچیں ترشوانے پر جدید تحقیق

موخچیں ترشوانہ داڑھی بڑھاؤ.....(الحادیث)

موخچیں بڑھ رہی ہیں اور داڑھی کا نشان باقی نہیں لیکن اس کا نقصان کتنا ہے اور کن کن امراض سے سامنا ہوتا ہے اس ضمن میں ایک خصوصی روپورث درج ذیل ہے۔

کیوں قادر ایک پرنسپالی سائنس دان ہے اس کی تحقیق کے مطابق
”انسانی ہونٹوں میں بڑے حاس اور تیر گلینڈز ہوتے ہیں جس کا
بالواسطہ دماغ سے تعلق ہے اور یہی گلینڈز مرد اور عورت کے
انفراودی تعلق میں رجحان بڑھاتے ہیں اور پر کے ہونٹ کے گلینڈ
میں ایسے ہار موز پیدا ہوتے ہیں جن کے لئے بیرونی اثرات اور
پانی بہت ضروری ہے جبکہ یہ کام اگر موچھیں ہوں تو نہیں ہوتا
کیونکہ جب موچھیں نہ ہوں تو اور پر کے ہونٹ پر پانی بھی لگے گا اور
بیرونی ہوائی اثرات سے بھی وہ متاثر ہو گا اور نہ موچھیں پانی اور
ہوا کرو کے رکھتی ہیں۔

اگر ان گلینڈز کو پانی اور ہوانہ لگے تو اس سے دائیٰ نزل، مسوڑوں کا
ورم اور اعصابی کھچا پیدا ہو جاتے ہیں مزید یہ کہ اگر موچھیں بڑی
ہوں تو جراثیم ان میں اٹک جاتے ہیں اور یہی جراثیم اس وقت اندر
چلے جاتے ہیں جب نہم غذا کھاتے ہیں۔ خلپے ہونٹ کی کیفیت اور پر
کے ہونٹ سے بالکل بر عکس ہے۔ اسی لئے اسلام میں موچھیں
ترشوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم ہے۔

(حاججین اینڈ ہوسن) (سنن نبوی اور جدید سائنس)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عشق و محبت نبوی اجاگر کرنے کیلئے... انمول سیرت پیکچ

پسند فرمودہ: حضرت مولانا قاری محمد سالم تاکی مدظلہ۔ حضرت سید نقش الحسین شاہ حجۃ اللہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متند سیرت و اکمل و متند سیرہ طبیہ ... اروزو بان میں لکھی جانیوالی
تمام متند کتب سیرت سے عشق و محبت سے متعلق سدا بہار گلدستہ سیرت ... جس کا مطالعہ
اجاع سنت کیلئے تحرک کرتا ہے... سن واکمل سیرت ... غروات و ندایاں کے نقش جات
کے علاوہ... واقعات و احوال کو سمجھنے کیلئے... مقدس و تبرک مقامات کی تین سو سے زیادہ تکمیل و سادہ و نادرا نیاب تصاویر ... جنکی
زیارت آنکھوں کو فوراً درل کو سرو بخشی ہیں ... پاک و ہند کے اکابر اہل علم اور مشائخ کی پسند فرمودہ سیرت طبیہ

جدید سیرت النبی ﷺ

مکمل قدری خوب سیوت تین جلد

اسوہ رسول اکرم

حصہ ثالث پانچہ اکابر اہل علم عارفی پڑھ

شمع رسالت کے پروانوں
کے ایمان افروز واقعات

خطبات النبی ﷺ

متند نعمتیہ کلام

مع آداب نعمت از مقنی محظی عالی مدقائق

حدیث کی متند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہنشاہی و خصائص کو جمع کر
کے انسانی زندگی کے ہر پہلو، ہر شبہ اور ہر حال کے متعلق ہدایات پیش کی گئی ہیں
جن سے اجاع سنت اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح مفہوم تینیں ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں جان کی بازی لگانے والے سرفوش، اکی
ایمان افروز داستان... پھر بہوت سے تاحال کے کاروان شہداء میں سے ان خوش
نصیب حضرات کا تذکرہ جو محبت نبوی میں جان کا نذر انسان پیش کر کے حیات چادواں
حاصل کر کے دنیا اور خلت کی سرخوں پا گئے... اپنے موضوع پر اسلامی ہمارخ کے متند واقعات

اکابر کے عشق و محبت نبوی میں ذوب ہوئے عوام و خواص کیلئے موثر خطبات
سیرہ طبیہ کے مختلف پہلوؤں پر اکابر اہل اللہ کے عالم فہم تیں سے زائد ان خطبات کا مجموع
... جنکا مطالعہ خود کو سیرت کے مطابق ڈھالنے میں اکسیر ہے... دلوں میں محبت رسول کے
خطبات اجاگر کرنے اور اسوہ حسن کی پیروی کیلئے بے قرار کر نیوالے اہل دل کے خطبات۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عن
ہے لے کر حضرت سید نقش اعظمی رحل اللہ تک کے اکاں دل کا فتحیہ کلام ... پیغمروں شریاء کرام
کے دل ہزار سے زائد فتحیہ اشعار کا خوبصورت گلدستہ ... ہر شعر محبت رسول کی دبی اگ
کو تحرک کرتا ہے ... غالباً ارشاد دین صحابہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق مظکوم کلام

یہ سنت تحقیق، ۱۰۱ سنت ماحمد اور سید مفتاح ریاست پریس سنت تحقیق پریس تیکت پر حاصل ہے۔ سنت تیکت

گمراہ پیشہ عالم دینی نصابت
ہر مسلمان کی ضرورت
بننے کے لئے
ہر گھر کی زینت
جسکے مطالعہ اور مسائل سیکھنے پر اہل علم کی فضیلت حاصل کی جا سکتی
ہے... ولادت سے وفات تک انسانی زندگی کے ہر منہل کا نہایت
آسان عالم فہم شرعی حل... سوال و جواب کی صورت میں دو جدید کے
سالان کا ذخیرہ... مدارس... مکتبوں کا کام کے طلباء طالبات کیلئے دین
یکھنے کا مکمل نصاب... عقائد... عادات... معاملات... مذاہرات
... اخلاقیات... تجوید... مسنون دعائیں... تربیت اولاد... مسنون
اعمال جیسے غونمات... پرسپت سے جامع اور عالم فہم کتاب

حضرت علی الرضا کریم اللہ وجہہ
کی تحریر فرمودہ کتاب
”عززالحکم و دردالکلم“
کے ترجمہ سے ماخوذ تقریبیات ہزارواں حکمت کا انسان ٹکوپیدیہ یا
جس کا ایک ایک قول آپ کے دل کی دنیا بدل سکتا ہے... قوم
و مذہب کے لئے دین و دینا کی اصلاح مفہیمیں اتوال زریں
پر اڑ نسائی، حقائق و معارف اور علم و حکمت کے نہیں
عنوانات پر مشتمل پیغمروں اتوال کا مجموع۔